عبادات کی باتصویر فقہ

احکامِ اسلام کی آسان تعلیم

https://www.al-feqh.com/ur

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد احمد

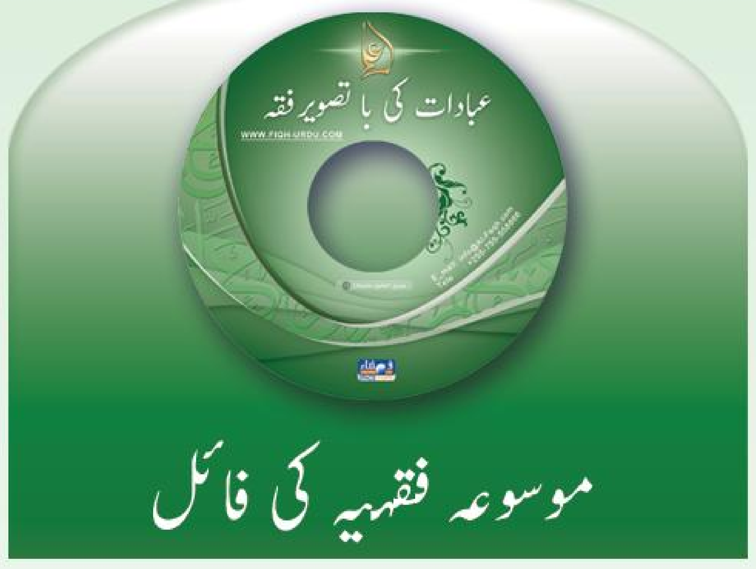

https://www.al-feqh.com/ur

١ طهارت اور پانی

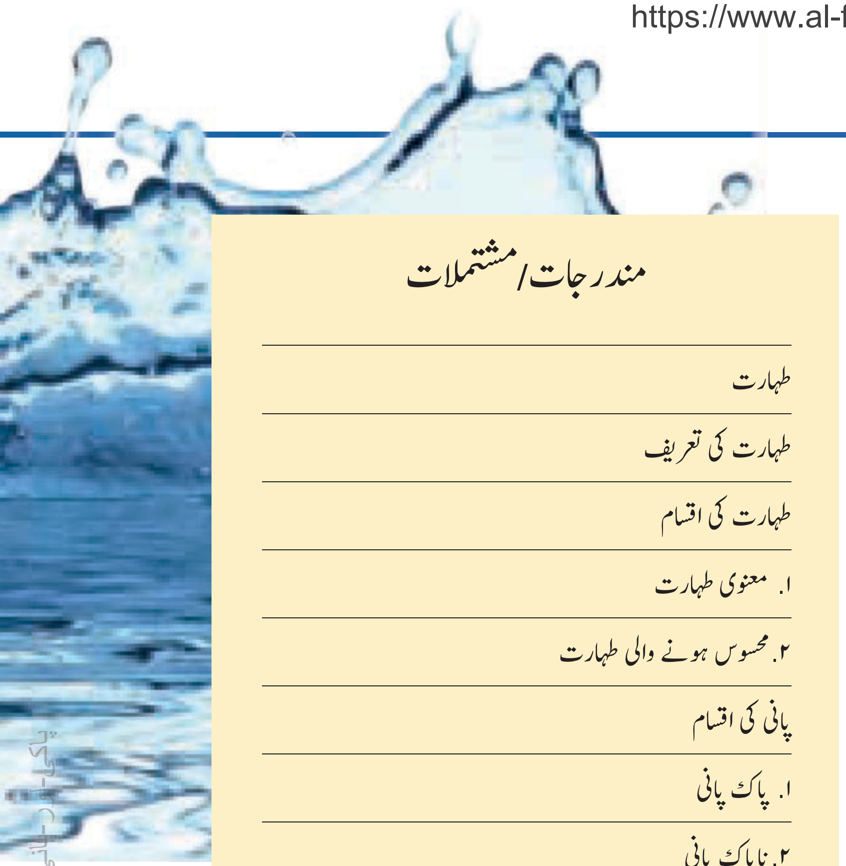

مندرجات/مشتملات

طهارت

طهارت کی تعریف

طهارت کی اقسام

١. معنوی طهارت

٢. محسوس ہونے والی طهارت

پانی کی اقسام

١. پاک پانی

٢. ناپاک پانی

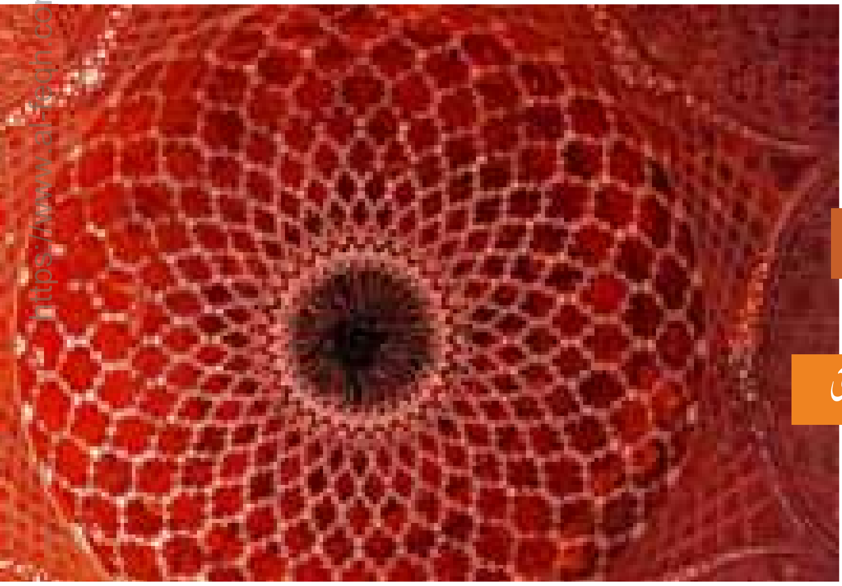

طهارت

پاکیزگی لغت میں

گندگی سے بچنا

طهارت شریعت میں

حدث کا خاتمہ، اور گندگی کا زائل کرنا۔

طهارت کی اقسام

- معنوی طهارت
- محسوس ہونے والی طهارت
  - حدث سے پاکی
    - حدث اصغر
    - حدث اکبر
  - نجاست سے پاکی

طهارت کی اقسام

١۔ معنوی طهارت

طهارت معنوی کا اطلاق شرک، گناہ اور وہ چیز جو دل کو زنگ آلودہ کر دے، پر ہوتا ہے۔ طهارت معنوی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک شرک کی نجاست دل میں پائی جاتی ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے «اے ایمان والو جو لوگ مشرک ہیں وہ نجس ہیں سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں"۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "کہ مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا" (١)

(١) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

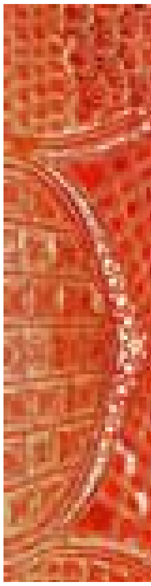

۲۔ محسوس ہونے والے پاکی

طہارت حسی یہ ہے کہ انسان اپنے بدن کو تمام نجاستوں سے پاک کر لے چاہے وہ حدث کے لاحق ہونے سے ہی کیوں نہ واقع ہوئی ہو (جیسے کے حاجت کے بعد وضو کر لیا)

ا-حدث سے پاکی

حدث کی طہارت سے مراد یہ ہے کہ ایسی ناپاکی لاحق ہو جو مسلمان کو اس عبادت سے روک دیتی ہے جس کے لیے پاکی شرط ہے جیسے کہ نماز، طواف وغیرہ۔ پھر حدث کی قسمیں ہیں۔

وہ حدث جو نماز سے روکے اس کی تصویر

حدث اصغر

حدث اصغر وہ ہے جو صرف وضو کو لازم کر دے جیسے کہ چھوٹی اور بڑی قضاء (حاجت) اور تمام وضو توڑنے والی چیزیں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے «اگر تم میں سے کوئی حاجت ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو"

وضو سے حدث اصغر کی پاکی حاصل کی جانے کی تصویر۔

حدث اکبر

حدث اکبر جو غسل کو واجب کر دیتا ہے جیسے کہ جنابت اور حیض وغیرہ۔ اس سے پاکی غسل کرنے کی صورت میں ملتی ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے «اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو"

اور اگر وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو تو تیمّم کے ساتھ پاکی حاصل کی جا سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور اگر تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو"

غسل سے حدث اکبر کے لیے پاکی حاصل کی جانے کی تصویر

۲۔ نجاست سے پاکی

نجاست سے پاکی نجاست کو ہٹانے سے ہو گی، جیسے کہ بدن کپڑا اور مکان سے نجاست کو پاک کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اپنے آپ کو پاک رکھو" آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "زیادہ تر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے"

طہارت بدن کی تصویر

طہارت مکان کی تصویر

طہارت ثوب کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/پاکی-اور-پانی

https://www.al-feqh.com/ur

پانی

پانی کی اقسام

- صاف پانی کی تصویر
  - عام پانی کی تصویر
  - استعمال شدہ پانی کی تصویر
  - استعمال شدہ پانی جو پاک پانی میں مل گیا ہو اس کی تصویر
  - وہ ناپاک پانی جس میں نجاست ہو لیکن اس کا رنگ نہ بدلا ہو، اس کی تصویر
- ناپاک پانی جس کا رنگ گندگی سے بدل گیا ہو، کی شکل

پانی کی اقسام

پاک پانی

یہ بذات خود پاک ہوتا ہے اور غیر کو بھی پاک کرتا ہے۔

١-عام پانی

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ «اگر تم میں سے کوئی مسجد آئے تو اس کو چاہیے کہ اپنے جوتے دیکھ لے اگر اس کے ساتھ کوئی گندگی یا تکلیف دہ چیز ہے تو اسکو ہٹا دے اور پھر اس میں نماز پڑھے"

ماء مطلق وہ پانی ہے جو اس صفت پر قائم رہے جس پر وہ پیدا کیا گیا جیسے کہ وہ آسمان، بارش، برف اور سردی کی شکل میں نازل ہوا ہو یا وہ زمین پر بہنے والا ہو جیسے کہ سمندر، نہر، بارش اور کنوے کا پانی (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل کیا")۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کر دے"

آپ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے "اے اللہ میری خطاؤں کو برف، پانی اور سردی سے دھودے" [١]

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ " سمندر کا پانی پاک ہے اور اسکا مردہ بھی حلال ہے"[٢] ٢۔ استعمال شدہ پانی

کنوؤں کی تصویر

بارش کی تصویر

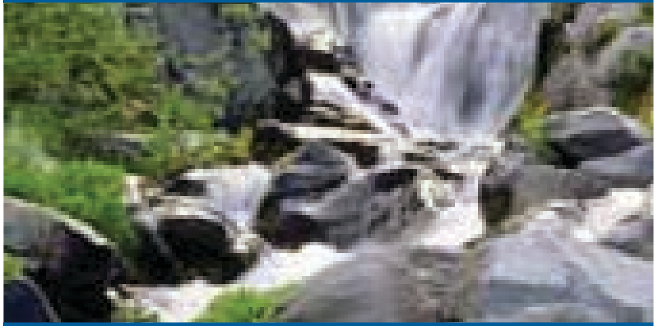

نہر کی تصویر

سمندر کی تصویر

(١) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(٢) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/پاکی-اور-پانی

۲-ماء مستعمل

وہ پانی ہے جو وضو کرنے والے یا غسل کرنے والے کے اعضاء سے گرا ہو اس کو طہارت حاصل کرنے کے لیے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے ایک بڑے برتن میں غسل فرمایا، آپ ﷺ نے اس برتن سے وضو کرنا چاہا تو آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے فرمایا کہ میں جنابت میں تھی تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ پانی کو جنابت لاحق نہیں ہوتی۔ (۱)

۳۔ وہ پانی جس میں پاک چیز مل گئی ہو

وہ پانی جس میں کوئی چیز مل جائے جیسے کہ درخت کے پتے یا مٹی یا ملائی جو کہ کھڑے پانی پر آجاتی ہے تو یہ پانی پاک ہے اور ان تمام عناصر کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس پر پانی کا ہی اطلاق ہو گا جیسے کہ آپ ﷺ نے ان عورتوں سے فرمایا جو آپ ﷺ کی بیٹی کی تجہیز کر رہی تھیں کہ اس کو تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اگر مناسب سمجھو تو آخر میں کافور بھی استعمال کرو۔ (۲)

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

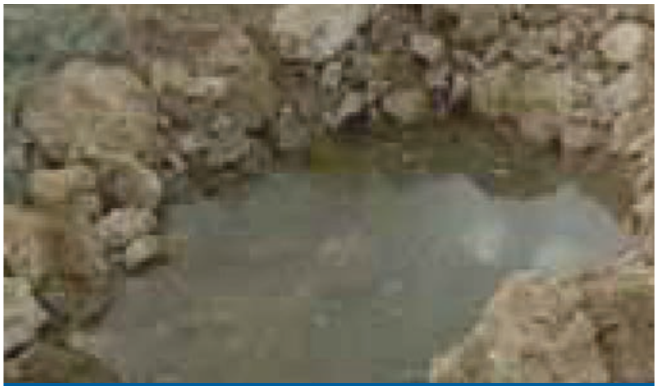

مٹیالہ پانی

جمع شدہ پانی پر ملائی

پانی جس میں پتے پڑے ہوں

پانی کا بدلنا

اگر پانی کے اندر کوئی دوسری جنس اتنی مل جائے کہ پانی اپنی اصل ھئیت میں نہ رہے تو وہ پانی ، پانی نہیں رہے گا بلکہ اس جنس میں شمار ہو گا جیسے کہ پانی میں اتنا جوس شامل کر دیا جائے کہ وہ جوس ہی نظر آئے تو اس کے ساتھ طہارت حاصل کرنا درست نہیں ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/پاکی-اور-پانی

https://www.al-feqh.com/ur

روشنائی کی تصویر

جوس کی تصویر

چائے کی تصویر

شوربا کی تصویر

۴۔ وہ پانی جس میں نجاست مل گئی ہو لیکن اس نے اسے تبدیل نہیں کیا ہو

وہ پانی جس میں کوئی نجاست گر گئی ہو لیکن اس سے پانی کا کوئی بھی وصف تبدیل نہ ہوا ہو جیسے کہ پیشاب، مردار وغیرہ۔ اور یہ پانی پاک ہے کیونکہ بئر بضاعہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانی پاک ہے اس کو کوئی بھی چیز نجس نہیں کرتی۔[۱] مراد یہ ہے کہ ایک کنوے کے پاس لوگ کوڑا پھینکتے تھے اور بارش کا پانی اس کوڑے کو کنوے کی طرف دھکیل دیتا تھا اور پانی کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان اشیاء سے پانی میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی تھی۔

ناپاک پانی

وہ پانی جس میں کوئی نجاست گر جائے جیسے کہ پیشاب، مردار اور وہ اس پانی کے بو، ذائقہ یا رنگ جیسی صفت کو تبدیل کر دے تو یہ پانی بالاجماع ناپاک ہے اور اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/پاکی-اور-پانی

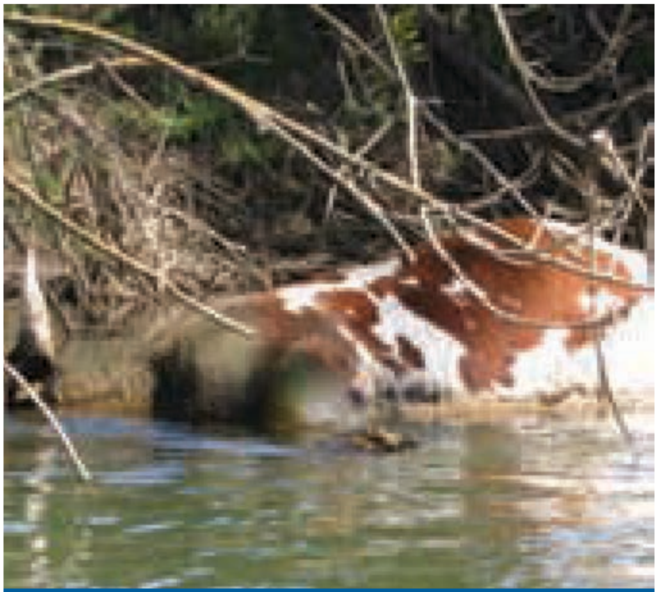

اس پانی کی تصویر جس کو مردار نے تبدیل نہ کیا ہو

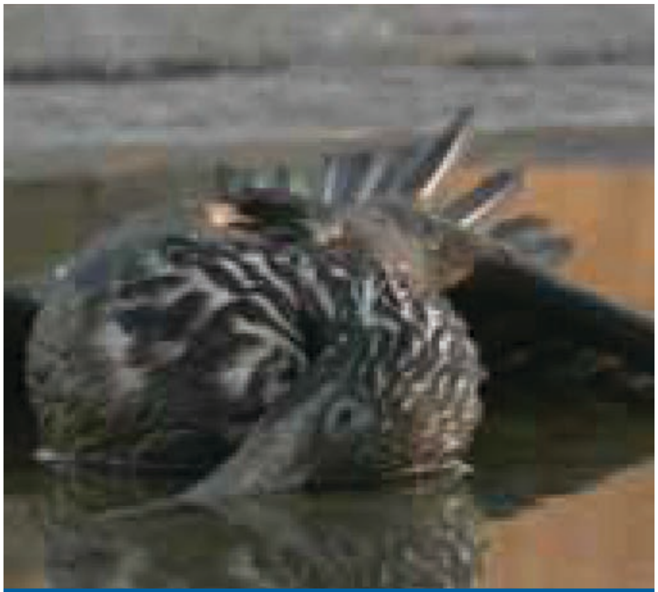

اس پانی کی تصویر جس کو مردار نے تبدیل کر دیا ہو

مسائل

۱۔ پانی اصل میں پاک ہے اگر کوئی ایسا پانی ہو جس کی پاکی اور ناپاکی معلوم نہ ہو تو اس پر پاک ہونے کا حکم لاگو ہو گا۔ کوئی ایسا پانی جس کی اصل ناپاک ہو اور اسکی نجاست میں شک ہو تو اس پر اصل کا حکم لاگو ہو گا یعنی ناپاک تصور کیا جائے گا۔

https://www.al-feqh.com/ur/پاکی-اور-پانی

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام اِلاِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نجاست کے احکام

https://www.al-feqh.com/ur

نجاست کے احکام

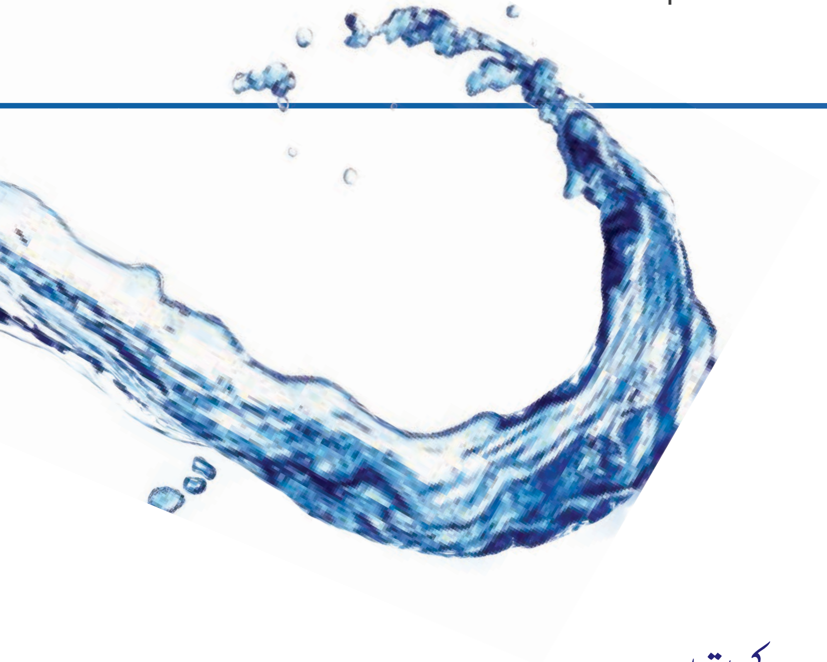

مندرجات/مشتملات

نجاست کی تعریف
نجاست کے اقسام
۱. آدمی کا پیشاب اور اسکا پاخانہ
۲. حیض کا خون
۳. حرام جانور کی لید اور پیشاب
۴. مردار
۵. خنزیر کا گوشت
۶. کتے کا لعاب
۷. مذی
۸. ودی
۹. نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

نجاست کے لغوی معنی

گندگی

نجاست کی شرعی تعریف

وہ گندگی جس کا شریعت نے دور کرنے کو کہا ہے۔

نجاست کی اقسام

۱۔ آدمی کا پیشاب اور اسکا پاخانہ

حدیث اعرابی کی وجہ سے جو مسجد میں پیشاب کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”ان مساجد کے لیے پیشاب اور گندگی مناسب نہیں ہے بیشک یہ نماز اللہ کا ذکر اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں“ (۱)

۲۔ حیض کا خون

حیض کا خون بھی ناپاک ہے۔ حضرت خولہ بنت یسار رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے پاس صرف ایک کپڑا ہے اور مجھے اس میں حیض آتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم حیض سے پاک ہو جاؤ تو خون والی جگہ دھو لیا کرو اور اسی میں نماز پڑھ لیا کرو۔ (۲)

۳۔ حرام جانوروں کا پیشاب اور انکی لید

حرام جانوروں کی لید اور پیشاب بھی ناپاک ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو قضاء حاجت کی ضرورت پیش آئی تو آپ ﷺ نے مجھے تین پتھر لانے کو کہا، مجھے صرف دو پتھر ملے تیسرا تلاش کیا لیکن نہیں ملا تو میں لید اٹھا کر لے آیا۔ آپ ﷺ نے پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمایا یہ گندگی ہے۔ (۳)

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) یہ حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

حلال جانور کی لید اور پیشاب کا حکم

حلال جانور کی لید اور پیشاب پاک ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ مدینہ آئے اور بیمار ہو گئے تو آپ ﷺ نے انکو صدقے کے اونٹوں کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ ان کے دودھ اور پیشاب میں سے کچھ پی لیں۔

۴۔ مردار

مردار وہ ہے جو اپنی موت مرے اسکو شرعی طریقے پر ذبح نہ کیا گیا ہو ۔ اللہ رب العزت قرآن کریم میں فرماتے ہیں «آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تومیں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو" اور مردار میں وہ گوشت بھی شامل ہو گا جو ذبح سے پہلے جانور سے کاٹا جائے۔

ا۔ مردار مچھلی اور ٹیڈا

ٹیڈے اور مچھلی کو استثناء آپ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «دو مردار اور خون ہمارے لیے حلال کیے گئے ہیں دو مردار ٹیڈا اور مچھلی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں" [۱]

۲۔ وہ مردار جس میں بہنے والا خون نہ ہو جیسے کہ مکھی

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو پوری طرح ڈبو لو اور پھر پھینک دو کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری۔ [۲]

مردار کی تصویر

مچھلی کی تصویر

ٹیڈا کی تصویر

مکھی کی تصویر

(۱) اس حدیث کوامام احمد نے روایت کیا ہے۔
(۲) یہ حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

۵۔ خنزیر کا گوشت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں « مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت، کیونکہ یہ بالکل ناپاک ہے"

خنزیر کی تصویر

۶۔کتے کا گوشت

کتے کے لعاب کی ناپاکی دلیل آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «اگر تمہارے کسی برتن کو کُتا جھوٹا کر دے تو اسے سات مرتبہ دھو لو اور بہتر یہ ہے کہ مٹی کے ساتھ دھو لو" (۱)

لعاب الکلب

۷۔ مذی

مذی وہ سفید پتلا اور لیس دار پانی ہے جو کہ اٹھکیلیاں کرنے سے اور جماع کے بارے میں سوچنے سے نکلتا ہے اور یہ شہوت اور جھٹکے سے نہیں نکلتا اور اس کے بعد سستی بھی نہیں آتی۔ اور بسا اوقات اس کے خروج کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ وہ ناپاک ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی حدیث کی وجہ سے ہے کہ جب انہوں نے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ «عضو تناسل دھو لو اور وضو کرو" (۲)

۸۔ ودی

ودی وہ سفید پانی ہے جو کہ گاڑھا ہوتا ہے اور پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

منی کو پاک کرنا

منی وہ سفید گاڑھا پانی ہے جو شہوت اور جھٹکے کے ساتھ نکلتا ہے اور اس کے بعد سستی بھی آ جاتی ہے۔ اس کی بو کھجور کی کلی کی طرح ہوتی ہے اور گندھے ہوئے آٹے سے بھی ملتی ہے۔ اور منی پاک ہے اگر ناپاک ہوتی تو آپ ﷺ اس کو دھونے کا حکم دیتے۔ اگر منی تر ہو گی تو یہ دھونے سے صاف کی جائے گی اور اگر خشک ہو گی تو صرف کھرچنے پر اکتفا کیا جائیگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "آپ ﷺ منی دھوتے تھے اور نماز کے لیے نکلتے تھے اور میں دھونے کا اثر ان کے کپڑوں پر دیکھتی تھی"۔ اور امام مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں "کہ میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی کو کھرچ لیتی اگر مجھے نظر آ جاتی اور آپ ﷺ انہی کپڑوں میں نماز ادا کرتے"

اگر منی تر ہو تو دھونا لازم ہے۔ تصویر کے ساتھ ملاحظہ کریں

اگر منی خشک ہو تو صرف رگڑنا کافی ہو گا با تصویر ملاحظہ کریں۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

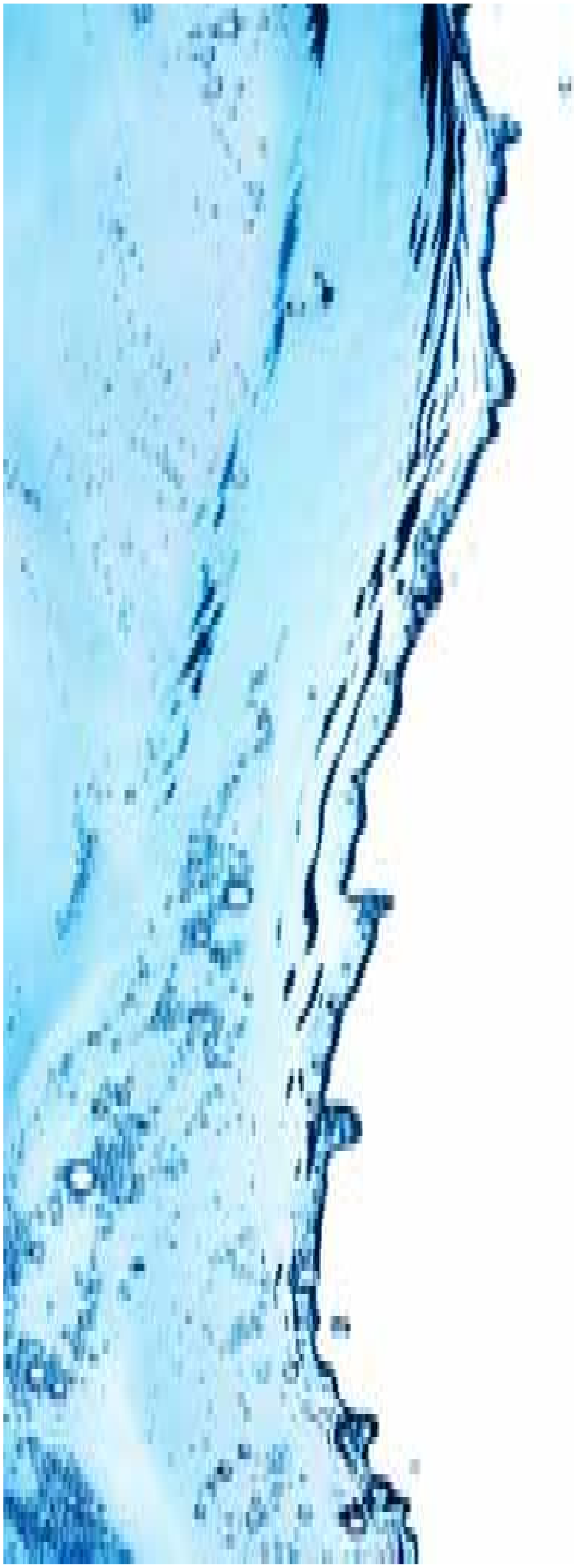

الکحل

حسی طور پر الکحل پاک ہے اور معنوی طور پر الکحل ناپاک ہے اور اس کا پینا گناہ کبیرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو شراب کے بارے میں ہے «اے ایمان والو: شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں” اس سے مراد نجاست معنوی ہے نہ کہ حسی اور بتوں اور فال کے تیروں کا بھی یہی حکم ہے۔

شراب کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

نجاست کو پاک کرنے کا طریقہ

۱۔ نجس زمین کو پاک کرنا

جب زمین ناپاک ہو جائے تو وہ پانی کے ساتھ یا پانی کے بغیر پاک ہو جاتی ہے۔ پانی سے پاک ہونے کی دلیل وہ حدیث اعرابی ہے جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کرنے دو، اسکے فارغ ہونے کے بعد اسکے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال دو یا ایک بڑا ڈول پانی کا ڈال دو ۔ اگر نجاست بہنے والا مادہ ہو تو زمین کے خشک ہونے سے نجاست پاک ہو جاتی ہے [۱] کیونکہ حضرت قلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جب زمین خشک ہو جاتی تو وہ پاک ہو جاتی"[۲]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔

غسل الأرض بالماء

بہنے والی نجاست کی تصویر

بہنے والی نجاست کے خشک ہونے کی تصویر

۲۔ ناپاک پانی کو پاک کرنا

ناپاک پانی کو پاک کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اس میں بہت سا پاک پانی ملا دیا جائے یہاں تک کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے۔ یا آج کل جدید وسائل کے ذریعے سے بھی پانی پاک کیا جا سکتا ہے جیسے کہ (فلٹر وغیرہ)

زیادہ پانی سے پاک کرنے کی تصویر

جدید وسائل کے ساتھ پاکی حاصل کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

۳۔ ناپاک کپڑے کو پاک کرنا

کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پانی کے ساتھ دھویا جائے اور پھر رگڑا جائے اور نچوڑا جائے یہاں تک کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے۔

ناپاک کپڑے کی تصویر

۴. بچھونے کو صاف کرنا

فرش یا بچھونے کو پانی کے ساتھ یا جدید صفائی والی چیزوں کے ساتھ دھویا جائے اور رگڑا جائے جہاں تک کہ نجاست زائل ہو جائے۔

بچھونوں کو پاک کرنے کی تصویر

۵۔ مردار جانور کی جلد کو پاک کرنا

ا۔ مرے ہوئے حلال جانوروں کی جلد

حلال جانور کی جلد پکا کر صاف کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔
آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب چمڑے کو دباغت دیا جائے تو پاک ہو جاتا ہے" (۱)

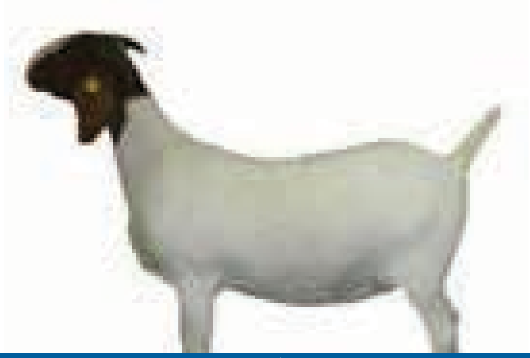

حلال جانور کی تصویر

چمڑا صاف کرنے کی تصویر

۲۔ حرام جانور کی جلد

جو جانور ذبح کرنے سے جائز نہیں ہوتا وہ دباغت سے بھی پاک نہیں ہو گا اگرچہ وہ زندگی میں پاک ہو۔ ٦۔ اس بچے اور بچی کا پیشاب صاف کرنا جو کہ ابھی کھانا نہ

حرام جانور کی تصویر

(۱) ی اس حدیث کوامام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

کھاتا ہو۔

چھوٹی بچی کا پیشاب دھویا جائیگا اور بچے کا پیشاب پر پانی کا چھڑکاؤ کافی رہے گا کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جائے گا۔ (۱)

(۱) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

لڑکی کا پیشاب لگی ہوئی چیز کو دھونے کی تصویر۔

بچے کے پیشاب پر چھڑکاؤ کرنے کی تصویر

۷۔ اس چیز کا پاک کرنا جس میں کتے نے منہ مارا ہو۔

کتے کے جھوٹے برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے اور مٹی کے ساتھ رگڑنا زیادہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس برتن کی پاکی جس میں کتا منہ مار گیا ہو سات مرتبہ دھونا ہے اور بہتر یہ ہے کہ مٹی کے ساتھ دھویا جائے۔ (۲)

ایک مرتبہ کی تصویر | چھ مرتبہ کی تصویر

مٹی سے پاکی حاصل کرنے کی تصویر | غسل سے پاکیزگی حاصل کرنے کی تصویر

(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۸۔ مذی اور ودی کا پاک کرنا۔

مذی اور ودی کا پاک کرنا اس طرح ہے کہ عضو تناسل کو دھوئے گا اور وضو کرے گا۔ حدیث علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کی وجہ سے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ «اپنا عضو تناسل دھولو اور وضو کرو» (۳) بہرحال کپڑے کو اس طرح پاک کیا جائے گا کہ جہاں پر مذی اور ودی لگی ہو وہاں پر پانی کا چھڑکاؤ کیا جائے گا۔ حضرت سہیل بن حنیف فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول اگر مذی یا ودی کپڑوں کے ساتھ لگ جائے تو کیا کیا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا "کہ اپنی ہتھیلی میں پانی ڈالو اور جہاں جہاں یہ لگی ہو وہاں پانی چھڑک دو" (۴)

۹۔ حیض کا خون پاک کرنا

حیض کا خون دھویا جائیگا اور اگر اس کا اثر باقی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ آپ ﷺ کا کہنا ہے کہ حیض کا خون دھونے کے لیے پانی کافی ہے اور اگر اسکا اثر باقی ہے تو کوئی حرج نہیں (۵)

۱۰۔ جوتے کا پاک کرنا

اگر جوتے کے ساتھ نجاست لگ گئی ہے تو زمین کے ساتھ رگڑ کر صاف کیا جائے یہاں تک کہ اثر جاتا رہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اگر جوتے کے ساتھ گندگی لگ جائے تو بے شک مٹی اس کے لیے پاکی ہے۔" (۶)

جوتے کا زمین پر رگڑ کر پاک کرنے کی تصویر

(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

زمین کا عورت کے کپڑے کو پاک کرنے کی تصویر

وہ گھی جس میں مردہ چوہا گر گیا ہو کی تصویر

شیشے کو مسح کرکے پاک کرنے کی تصویر

۱۱۔ عورت کے لباس کا پاک کرنا

اگر عورت کے لباس کے دامن کے ساتھ نجاست لگ جائے تو اس کے لیے کافی ہے کہ وہ پاک جگہ چلی جائے تو پاک جگہ اس کو پاک کردے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے کہ «کیچڑ والی زمین سے گذرنے کے بعد پاک زمین دامن کو پاک کر دیتی ہے" (۱)

۱۲۔ منجمد کھانوں کو پاک کرنا۔

کھانے کی چیز میں جہاں نجاست گری ہے وہ حصہ ناپاک ہے اور باقی کھانا پاک ہے کیونکہ آپ ﷺ سے جب گھی میں گرے ہوئے چوہے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا «چوہے کو نکال پھینکو اور اس سے متاثر شدہ حصہ کو نکال کر باقی گھی کو استعمال کرو" (۲)

۱۳۔ چمکدار سطحیں جیسا کہ شیشے یا آئینے کا پاک کرنا

اسکو صاف کیا جائیگا یہاں تک کہ نجاست کا اثر ختم ہو جائے۔

(۱) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) یہ حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔

لید کا راکھ میں تبدیل ہو جانے پاک ہونے کی تصویر

نجاست کے مسائل

۱۔ چیزوں کی حقیقت پاکیزگی پر مبنی ہے جب تک کوئی ایسی بات سامنے آئے جو اس کی ناپاکی پر دلالت کرتی ہو۔

۲۔ اگر کسی چیز پر نجاست لگ جائے اور نجاست کی جگہ کی نشان دہی نہ ہو رہی ہو تو اس کو پورے کا پورا دھویا جائے۔

۳۔ اگر نجاست اپنی ہیئت تبدیل کر جائے تو نجاست نجاست نہیں رہتی جیسا کہ گدھے کی لید جلا دی جائے تو وہ راکھ بن جائے گی۔

https://www.al-feqh.com/ur/نجاست-کے-احکام

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام الاِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد احمد

جھوٹا/منہ لگی چیز

https://www.al-feqh.com/ur

جھوٹا

جھوٹا

پینے والا جب پانی پی لے اور جو پانی برتن میں باقی رہے تو وہ جھوٹا کہلاتا ہے۔

جھوٹے کی اصل پاک ہے لیکن اگر اس کی نجاست پر کوئی دلیل وارد ہو تو وہ ناپاک ہو گی۔

١۔ پاک جھوٹے

آدمی کا جھوٹا

آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا جھوٹا پانی پیتے تھے اور برتن کے جس حصے سے وہ پیتی تھیں وہیں سے آپ ﷺ بھی پیتے تھے۔[١]

(١) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مندرجات/مشتملات

جھوٹے کی تعریف
پاک جھوٹے
١۔ آدمی کا جھوٹا
٢۔ بلی کا جھوٹا
٣۔ حلال جانور کا جھوٹا ناپاک جھوٹے
١۔ کتے کا جھوٹا
٢۔ خنزیر کا جھوٹا

بلی کا جھوٹا

بلی کا جھوٹا پاک ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے بے شک بلی نجس نہیں ہے کیونکہ وہ تمہارے گھروں میں آتی جاتی رہتی ہیں۔[٢]

(٢) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

بلی کا جھوٹا

https://www.al-feqh.com/ur/جھوٹا-منہ-لگی-چیز

حلال جانور کا جھوٹا، خچر گدھے اور درندوں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پاک ہے۔

کیونکہ اصل انکی پاک ہے اور اس کی نجاست پر دلیل بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ گدے کی سواری کرتے تھے اور آپ ﷺ کے زمانے میں اس پر سواری کی جاتی تھی۔

حلال جانور کا جھوٹا

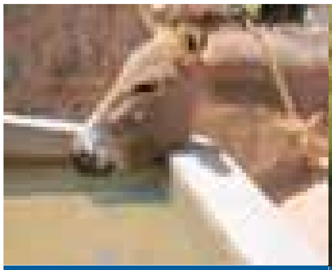
گدھے کا جھوٹا

درندے کا جھوٹا

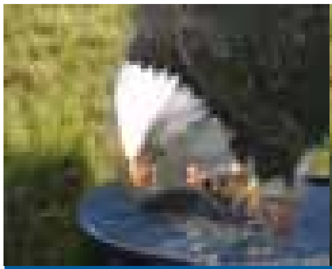
پرندے کے پنجوں کا جھوٹا

ب۔ خنزیر کا جھوٹا

خنزیر کا جھوٹا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور خنزیر کا گوشت حرام ہے» یعنی نجس ہے۔ تو جو چیز اس سے پیدا ہو گی وہ بھی نجس ہو گی۔

خنزیر کا جھوٹا

٢۔ ناپاک جھوٹوں کا بیان

ا۔ کتے کا جھوٹا

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتا برتن میں منہ مارے تو اس کی پاکی یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھو لیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ مٹی بھی استعمال کی جائے۔ [۱]

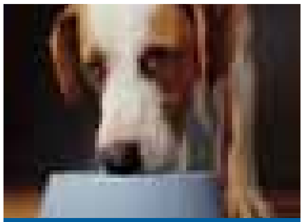
کتے کا جھوٹا

آدمی کی پاکیزگی

آدمی بذات خود پاک ہے چاہے مسلم ہو یا کافر۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ناپاک نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مشرکہ عورت کے زاد سفر کے پانی سے وضو فرمایا۔ اور جہاں تک سورۃ توبہ کی اس آیت کا تعلق ہے کہ «بے شک شرک کرنے والے لوگ نجس ہیں» یہاں معنوی نجاست مراد ہے یعنی عقیدہ کی ناپاکی۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/جھوٹا-منہ-لگی-چیز

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

برذ ن

www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

۴ برتن

برتن

وہ برتن جن میں پانی اور اس سے ملتی جلتی چیزیں محفوظ کی جاتی ہیں۔

سونے اور چاندی کے برتن کا استعمال

ا۔ کھانے اور پینے میں

ان کا استعمال حرام ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیو اور اس کی تھالیوں میں نہ کھاؤ کیونکہ یہ ان کفار کے لیے تو دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں" (۱) اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے بے شک وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے" (۲)

سونے کے برتن میں کھانا

چاندی کے برتن میں کھانا

۲۔ کھانے اور پینے کے علاوہ

ان کا استعمال کھانے اور پینے کے علاوہ جائز ہے جیسا کہ وضو وغیرہ کیونکہ سابقہ حدیث صرف کھانے اور پینے سے متعلق تھی کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ ان کے پاس ایک چاندی کا گھنگرو تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک تھے۔ (۳)

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

مندرجات/مشتملات

برتن کی تعریف
سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال
ا۔ کھانے اور پینے میں
۲۔ کھانے اور پینے کے علاوہ ہیں۔
چاندی سے پیوند شدہ برتن کا استعمال

چاندی کا لوٹا وضو کے لیے

چاندی سے آراستہ برتنوں کا استعمال

ایسے برتنوں کا استعمال جن میں ضرورت کے تحت تھوڑی چاندی استعمال ہوئی ہو کیونکہ یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کی تار سے جوڑلیا۔ (۴)

(۴) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

چاندی سے پیوند شدہ برتن کا استعمال

https://www.al-feqh.com/ur/برتن

مردوں کے لیے سونے کا پہننا

مرد کے لیے سونا پہننا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے امت کے مردوں پر ریشم اور سونا حرام کیا گیا ہے اور عورتوں کے لیے حلال قرار پایا ہے۔

www.al-feqh.com/ur/برتن

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد احمد

قضاء حاجت کے احکام

https://www.al-feqh.com/ur

۵

قضاء حاجت کے احکام

مندرجات/مشتملات

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت واجب ہیں

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت حرام ہیں۔

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت مستحب ہیں

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت مکروہ ہیں

پانی اور پتھر کے ساتھ استنجاء کرنا

ان دونوں کی تعریف

دونوں کی حکمت

پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے کی شرائط

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت واجب ہیں۔

۱۔ قضاء حاجت کے وقت اپنی شرمگاہ کو چھپانا واجب ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنوں کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ ہے اور جب ان میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بسم اللہ کہے۔ (۱)

۲۔ اپنے کپڑوں اور جسم کو نجاست سے بچانا لازم ہے اور اگر نجاست لگ جائے تو اس کو دھولے۔ آپ ﷺ ایک مرتبہ دو قبروں پر گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان دونوں قبروں والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ ان کے عذاب کی وجہ کوئی بڑا گناہ نہیں ہے بلکہ یہ پیشاب سے اپنے آپ کو نہیں بچاتے تھے" (۲)

۳۔ پتھر اور پانی کے ساتھ استنجاء کرنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت الخلا جاتے تھے، میں یا میری طرح کا کوئی بھی لڑکا آپ ﷺ کے پانی اور مٹی کا ڈھیلہ پیش کرتے تو آپ ﷺ پانی لے کر اس سے استنجاء فرماتے۔ (۳)

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کوامام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے

جو چیزیں قضاء حاجت کے وقت حرام ہیں

قضاء حاجت کے وقت قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا حرام ہے لیکن اگر چار دیواری میں ہے تو ان دونوں افعال سے بچنا افضل ہے لیکن حرام نہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ «جب تم قضائے حاجت کو جاؤ تو نہ قبلہ رخ منہ کرو اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رُخ کرو" (۴)

لوگوں کی گزر گاہ، سایہ دار جگہیں جہاں لوگوں کا اجتماع وہاں پر قضائے حاجت کرنا درست نہیں۔ ارشاد نبی ﷺ کہ دو قسم کے ملعون لوگوں سے بچو۔ پوچھا گیا کہ وہ ملعون کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کی گزرگاہوں میں یا ان کی سایہ دار جگہوں میں پیشاب کرتا ہے۔ (۵)

کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے جیسا کہ حوض کا پانی کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی ایسے کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے جس سے غسل کیا جائے قرآن کے نسخہ کے ساتھ حمام یا قضائے حاجت کے لیے جانا حرام ہے۔ (۶)

(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۵) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۶) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/قضاء حاجت کے احکام

https://www.al-feqh.com/ur

صحراء میں قضائے حاجت کی صورت

بیت الخلاء میں بائیں پاؤں کے ساتھ داخل ہونے کی تصویر

لوگوں کی گزرگاہوں میں قضائے حاجت کی تصویر

بیت الخلاء سے دائیں پاؤں
کے ساتھ نکلنے کی تصویر

قضاء حاجت کے وقت مستحبات

۱۔ قضائے حاجت کے لیے لوگوں سے دور جگہ کی طرف جانا مستحب ہے۔

۲۔ اور حمام میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا بھی مستحب ہے « اللهم إني إعوذ بك من الخُبُث والخبائث » (۱)

۳۔ حمام میں بائیں پاؤں کے ساتھ داخل ہونا اور دائیں پاؤں سے باہر نکلنا مستحب ہے۔

۴۔ نکلتے وقت غفرانك (۲) کے الفاظ کے ساتھ نکلنا بھی مستحب ہے۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۲) اس حدیث کوامام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

کھڑے پانی میں پیشاب کرنا

کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے بلہار سیا کے مرض میں مبتلا ہونے کا احتمال ہے۔ (۱)

(۱) جس کا سبب وہ کیڑا ہے جو انسانی خون کو سونگھتا ہے۔ یہ بات غیاث احمد کی کتاب طب نبوی سے لی گئی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/قضاء-حاجت-کے-احکام/

قضائے حاجات کے مکروہات

۱۔ قضائے حاجت کی حالت میں بغیر کسی ضرورت کے کسی کو مخاطب کرنا یا کلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ قضائے حاجت کی حالت میں تھے، اس نے آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے اس کو جواب نہیں دیا۔ (۱)

۲۔ ایسی چیز کے ساتھ حمام میں داخل ہونا مکروہ ہے۔جس میں اللہ کا نام ہو، ہاں اگر وہ چیز قیمتی ہو اور اس کے چوری ہونے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں حرج نہیں ہے۔

۳۔ قضائے حاجت کے وقت شرمگاہ کا دائیں ہاتھ سے چھونا یا استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص پیشاب کے دوران اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے" (۲)

۴۔کسی قسم کے بل یا سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔اس لیے کہ ان میں رہنے والی مخلوق کو تکلیف کا اندیشہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشاب کرنے والے کے لیے باعث ضرر بن جائے۔

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے

حالت قضائے حاجت میں کلام کی تصویر

ایسی چیز کے ساتھ حمام میں داخل ہونا جس میں اللہ کا نام ہو، اس کی تصویر

نمازوں میں پیشاب کرنے کی تصویر

قرآن مجید کے ساتھ حمام میں داخل ہونے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

جب پیشاب کے دوران چھینٹوں سے بچنا ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کوڑے کے ڈھیر پر آئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

ابن منذر فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک بیٹھ کر پیشاب کرنا، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے اور کھڑا ہو کر پیشاب کرنا بھی مباح ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/قضاء-حاجت-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

پانی کے ساتھ استنجاء اور پتھر کے ساتھ استنجاء

استنجاء

پاک پانی سے آگے یا پیچھے کے راستے سے نکلنے والی گندگی کو دور کرنا۔

پتھر کے ساتھ استنجاء

پتھر کےساتھ قبل یا دبر سے نکلی ہوئی چیز کی صفائی۔

استنجاء یا استجمار کا حکم

استنجاء کرنا حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وجہ سے مشروع ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ بیت الخلاء جاتے تو میں یا کوئی اور لڑکا آپ ﷺ کے لیے پانی اور مٹی کا ڈھیلہ پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔[1]

پانی کے علاوہ صرف پتھر پر اکتفا دو شرطوں کے ہوتے ہوئے جائز ہے۔

پہلی ششرط یہ ہے کہ چھوٹے پیشاب اور بڑے پیشاب نے نکلی ہوئی جگہ سے تجاوز نہ کیا ہو اور اگر تجاوز کر جائے تو اس صورت میں پانی کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے۔

۲۔ تین یا تین سے زیادہ پتھر کا استعمال ضروری ہے تاکہ نجاست اچھی طرح زائل ہو جائے

پتھر اور پانی کے ساتھ استنجاء کی حکمت

ا۔ نجاست کو دور کرنا اور پاکی حاصل کرنا

۲۔ صفائی اور اسباب امراض سے بچنا۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

فوائد

* ہوا کے خارج ہونے پر استنجاء نہیں ہے۔
* استنجاء افضل ہے استجمار سے کیونکہ اس میں زیادہ صفائی اور پاکیزگی ہے۔

پتھر کے لیے شرائط

ا۔ پتھر کا پاک ہونا ضروری ہے۔

ب۔ عام پتھر ہو تین منہ والا پتھر نہ ہو

ج۔ نجاست کی جگہ کو صاف کرنے والا ہو۔

د۔ استنجاء ہڈی اور لید سے کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ہمیں قبلہ رُخ ہو کر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا اور تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنا اور لید اور ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنا ان تمام سے منع کیا گیا ہے"[2]

ہ ۔ اور یہ ضروری ہے کہ استنجاء کرنے والی چیز محترم نہ ہو جیسے کہ کوئی ورقہ جس پر کوئی بھی عبارت لکھی ہو۔

اور وہ چیزیں جن کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے جیسے کہ پاک پتھر ، ٹشو پیپر، صاف ورقہ اور کپڑا وغیرہ۔

(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

استنجاء ہڈی کے ساتھ کرنے کی صورت

کپڑے کے ساتھ استنجاء کرنے کی صورت

کھانے کی چیزوں کے ساتھ استنجاء کرنے کی

رومال کے ساتھ استنجاء کرنے کی صورت

ایسا ورق جو محترم ہو اس کے ساتھ استنجاء کرنے کی صورت

پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/قضاء-حاجت-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا

دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دائیں ہاتھ سے پیشاب کرتے وقت اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔

https://www.al-feqh.com/ur/قضائے-حاجت-کے-احکام

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

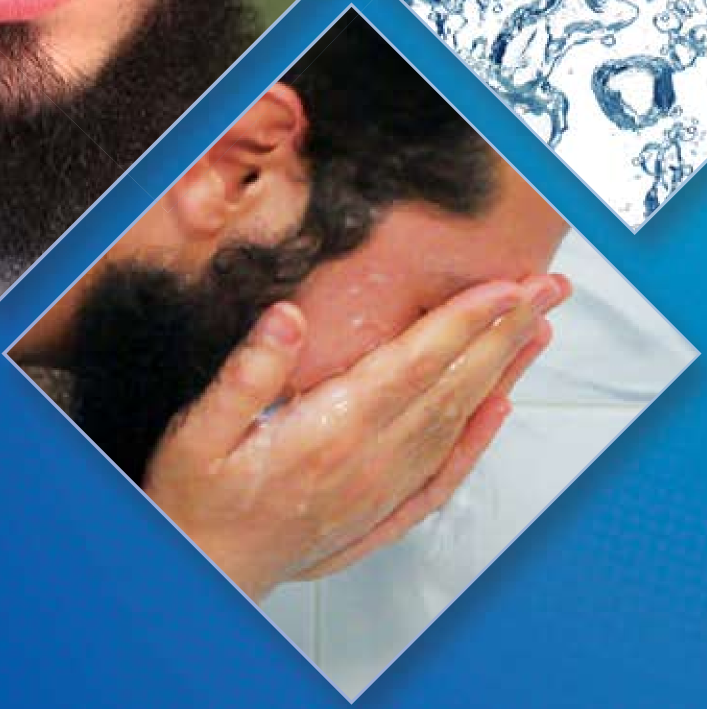

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

طہارت کی سُنتیں

al-feqh.com/ur/

٦

فطرتی سُنتیں

مندرجات/مشتملات

فطرتی سنن کی تعریف
١۔ مسواک
٢۔ کُلی کرنا، ناک می پانی ڈالنا
٣۔ استنجاء کرنا
٤۔ مونچھوں کو مونڈوانا اور کم کرنا
٥۔ داڑھی رکھنا
٦۔ داڑھی کو ٹھیک کرنا
٧۔ مرد اور عورت کا ختنہ کرنا
٨۔ ناخن کاٹنا
٩۔ بغل صاف کرنا
١٠۔ انگلیوں کے جوڑوں کو صاف کرنا۔

فطرتی سنتیں

فطرتی سنتیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی فطرت میں شامل کر دی ہیں اور جب کوئی اس کو پورا کرے تو وہ اپنی بہترین ہیئت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ «دس سنتیں فطرتی سنتیں ہیں۔ مونچھ کا کاٹنا، داڑھی کا بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا، بغل صاف کرنا۔ »(١)

(١) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

١۔ مسواک کرنا

مسواک کرنا

عود اور اس طرح کی لکڑیاں جو کہ اراک درخت سے لی جاتی ہیں دانتوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ جو بو اور کھانے کی بقایاجات کو ختم کرتا ہے۔

مسواک

مسواک تمام اوقات میں مسنون ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے «مسواک منہ کی صفائی ہے اور رب کی رضا کا سبب ہے »(٢)

١۔ وضو کے وقت

کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے «اگر میری امّت پر گراں نہ گزرتا تو نماز کے وقت مسواک کو فرض کر دیتا»(٣)

٢۔ نماز کے وقت

کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ«اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں نماز کے وقت مسواک کو فرض کر دیتا »(٤)

٣۔ گھر میں داخل ہوتے وقت

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں

(٢) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔
(٣) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔
(٤) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/طہارت-کی-سنتیں

https://www.al-feqh.com/ur

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ آپ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو کس چیز سے ابتداء کرتے ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "مسواک کرتے تھے"(۱)

۴-نیند سے جاگنے کے وقت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ «آپ ﷺ جب رات کو جاگتے تھے تو مسواک کرتے تھے"(۲)

۵-تلاوت قرآن کے وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسواک کرنے کا حکم دیتے تھے، فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے «جب کوئی شخص مسواک کرکے نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتہ بھی اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا اور اسکی قراءت کو سنتا ہے اور اس کے قریب ہو جاتا (یا اس طرح کا کوئی اور لفظ استعمال کیا) یہاں تک کہ فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور جو کچھ قرآن کی تلاوت میں سے اسکے منہ سے نکلتا ہے وہ فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔پس تم اپنے منہ کو صاف کرو قرآن کے لیے "(۳)

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام بزار نے روایت کی ہے۔

مسواک کے فوائد

مسواک کے بہت سے فوائد ہیں۔ دنیا میں یہ منہ کی صفائی ہے اور آخرت میں رب کی رضا ہے اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے اور جڑوں کو سخت کرتا ہے اور آواز کو صاف اور بندے کو چست کرتا ہے۔

۲-کُلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

کلی کرنا

کلی کرنا

ناک میں پانی ڈالنا

سانس کے ساتھ پانی کو ناک میں کھینچنا۔

کلی کرنے کی تصویر

ناک میں پانی ڈالنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/طہارت-کی-سنتیں

https://www.al-feqh.com/ur

۳۔ استنجاء کرنا

استنجاء

قبل یا دبر سے نکلی ہوئی نجاست

۴۔ مونچھوں کو چھوٹا کرنا

قص سے مراد مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنا ہے کیونکہ مونچھوں کو کاٹنے میں زیادہ خوبصورتی ہے اور یہ عمل کفار کے خلاف بھی ہے۔

۵۔ داڑھی کو بڑھانا

اوروہ داڑھی کا مطلق چھوڑنا ہے۔

داڑھی مونڈنا

داڑھی مونڈنا حرام ہے کیونکہ اس کے مطلق رکھنے کا حکم وارد ہوا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مونچھ میں کمی کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو

۶۔ شرمگاہ کے بالوں کو صاف کرنا

شرمگاہ کے بالوں کو صاف کرنا

شرمگاہ کے اردگرد بالوں کو مونڈنا

شرمگاہ کے بالوں کی صفائی کا فائدہ

سائنسی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ شرمگاہ کے بالوں کو صاف کرنا جسم کی صحت کی ضامن ہے کیونکہ ان جگہوں میں بال رکھنا بعض اوقات جلد کے امراض کا سبب بن سکتا ہے۔

۷۔ مرد اور عورت کا ختنہ کرنا

عضو تناسل کا ختنہ کرنا

ختنے سے مراد مرد کے ذکر کو جو جلد ڈھانپ کر رکھتا ہے اس کا کاٹنا

عورت کا ختنہ کرنا

مرد کے عضو تناسل کے داخل ہونے کی جگہ کے اوپر زائد گوشت کا کاٹنا

ختان مرد کے لیے اور خفاض عورت کے لیے ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا «ختنہ کراؤ کیونکہ آپ کے چہرے کی خوبصورتی اور خاوند کے لذت کا سبب ہے"[۱] مردوں کے لیے ختنہ کرانا واجب ہے اور عورتوں کے لیے سنت ہے۔ مردوں میں

(۱) اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/طہارت-کی-سنتیں

https://www.al-feqh.com/ur

ختنہ کی حکمت یہ ہے کہ یہ اس گندگی سے پاکی کا سبب ہے جو اس چمڑے میں ہوتی ہے جس نے مرد کے آلہ تناسل کو ڈھانپا ہوتا ہے۔اور عورت میں اس کی حکمت یہ ہے کہ عورت کے چہرے کی خوبصورتی کا سبب ہے۔

۸۔ناخنوں کا کٹوانا

ناخنوں کے کٹوانے سے مراد ہے کہ ناخنوں کو بڑا نہ ہونے دیا جائے بلکہ اس سے پہلے ہی کاٹ دیے جائیں۔

ناخنوں کے کاٹنے کی تصویر

۹۔بغل کے بال صاف کرنا۔

(نتف الابط) سے مراد بغل میں اگنے والے بالوں کو صاف کرنا ہے کیونکہ ان کو صاف کرنے کی وجہ سے پاکی حاصل ہوتی ہے اور اس بدبو کا خاتمہ ہوتا ہے جو ان بالوں کے ہوتے ہوئے انسان کے جسم میں ہوتی ہے۔

بغل کے بال صاف کرنے کی تصویر

۱۰۔انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا۔

البراجم

براجم انگلیوں کے ان جوڑوں کو کہتے ہیں جو ہتھیلی کی پشت پر ہوتے ہیں۔

بعض علماء نے ان چیزوں کے ساتھ ان گندگیوں کو بھی ملایا ہے جو کان، گردن اور جسم کے دوسرے حصوں میں جمع ہوتی ہیں۔

انگلیوں کے جوڑوں کی تصویر

چالیس دن

ناخنوں، بغل کے بالوں، زیر ناف بالوں اور مونچھوں کو چالیس دن سے زیادہ چھوڑے رکھنا یعنی نہ کٹوانا مکروہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ «رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے مونچھوں اور ناخنوں کے کٹوانے، زیر ناف اور زیر بغل بال منڈوانے کا وقت مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑا جائے»[1]

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/طہارت-کی-سنتیں

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

www.al-feqh.com/ur/

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد احمد

وضو

https://www.al-feqh.com/ur

۷ وضو کے بارے میں

وضو لغت میں

خوبصورتی اور پاکی کو کہتے ہیں

وضو شریعت کی اصطلاح میں

خاص اعضاء میں پاکی کی نیت سے پانی کے استعمال کو کہتے ہیں۔

مندرجات/مشتملات

وضو کی تعریف
وضو کا حکم
وضو کی فضیلتیں
وضو کی خاصیتیں
وضو کی شرطیں
وضو کے فرائض
وضو کی سنتیں
وضو کے نواقض

وضو کا حکم

وضو کرنا کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب

تین چیزوں کی وجہ سے وضو واجب ہو جاتا ہے

۱۔ وہ چیزیں جن کی وجہ سے وضو واجب ہو جاتا ہے ان میں سے پہلی چیز نماز ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لو اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لو"

۲۔ وضو کے وضوب کی دوسری چیز کعبۃ اللہ کا طواف ہے

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ عورت سے فرمایا «اس وقت تک طواف نہ کیجیے گا جب تک حیض سے پاک نہ ہو جاؤ"[۱]

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

نماز کے لیے وضو کرنے کی تصویر

طواف کے لیے وضو کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

۳۔ وضو کے وضوب کی تیسری چیز قرآن کریم کو چھونا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں «قرآن کریم کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں"

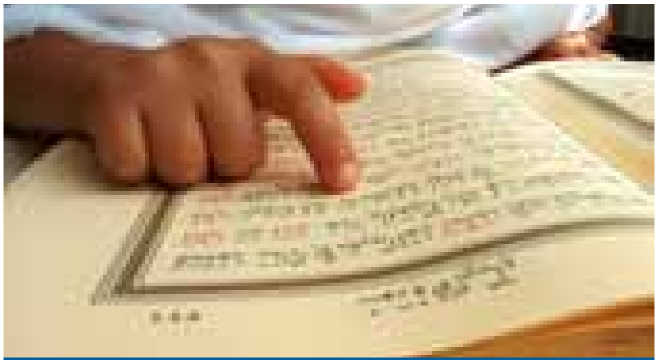

قرآن کریم کو چھونے کے لیے وضو کی تصویر

ان تین چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «وضو کی حفاظت نہیں کرتا، مگر مومن" [1] ہر نماز کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالی کے ذکر اور دعا کے لیے وضو کرنا مستحب ہے، قرآن کریم کی تلاوت کے لیےوضو مستحب ہے، سونے سے پہلے، غسل سے پہلے، میّت اٹھانے کے لیے اور اسی طرح ہر حدث کے بعد جب نماز پڑھنے کا ارادہ نہ ہو، وضو کرنا مستحب ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

اللہ کے ذکر کے لیے وضو کرنے کی تصویر

سونے کے لیے وضو کرنے کی تصویر

قرآن کریم کی تلاوت کے لیے وضو کرنے کی تصویر

قرآن کریم کو اٹھانے کے بعد وضو کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

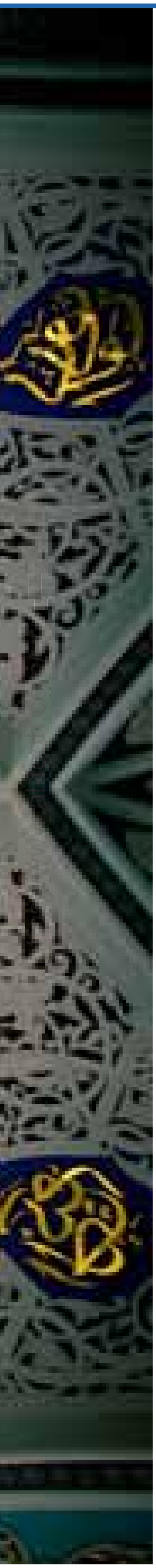

وضو کی فضیلتیں

۱۔وضو اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

۲۔ وضو امت محمدیہ کی نشانی ہے اس اعتبار سے کہ قیامت کے دن آتے ہوئے ان کے چہرے اور وضو کرنے والی جگہیں چمک رہی ہوں گی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہو ں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی وہ روشنی اور نورانیت پڑھا سکے اور مکل کر سکے تو ایسا ضرور کرے"[۱]

۳۔ وضوگناہوں اور غلطیوں کا کفارہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے سارے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی"[۲]

۴۔ وضو سے درجات بلند ہوتے ہیں

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "کیا میں تم کو وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی برکت سے اللہ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجے بلند کرتا ہے؟ حاضرین صحابہ نے عرض کیا، حضرت ضرور بتلائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تکلیف اور ناگواری کے باوضوء پوری طرح کامل وضو کرنا[۳] اور مسجدوں کی طرف قدم زیادہ لینا[۵] اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر رہنا، پس یہی ہے حقیقی رباط، یہی ہے اصلی رباط"

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۳) (المکارہ) سے مراد وہ کام ہیں جن کو انسان اچھا نہیں سمجھتا اور ان کا کرنا اس پر انتہائی ناگوار ہوتا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

۱۔ دل میں وضو کرنے کی نیت

۲۔ «بسم اللہ» پڑھتے ہوئے وضو شروع کرنا، پس وضو کرنے والا کہے «بسم اللہ»

۳۔ اس کے بعد دونوں ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھوئے۔

۴۔ پھر منہ میں پانی ڈالتے وقت مسواک کرے۔

۵۔ پھر تین دفعہ کلی کرے، تین دفعہ ہی ناک میں پانی ڈالے اور تین دفعہ ہی ناک سے پانی نکالے

(مضمضہ) منہ میں پانی ڈال کر ہلانے کو کہتے ہیں۔

اور (الاستنشاق) سانس کے ذریعے سے ناک میں پانی کھینچنے کو کہتے ہیں۔

مضمضہ اور استنشاق دونوں ایک ہی چلو کے پانے سے کرے اور (الاستنثار) ناک سے پانی نکالنے کو کہتے ہیں۔

۶۔ اس کے بعد منہ کو تین دفعہ دھوئے اور داڑھی کا بھی خلال کرے اور چہرے کی حدود لمبائی میں پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور چوڑائی میں ایک کان سے دوسرے کان تک ہے۔

۷۔ پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ دھوئے اور پھر بائیں ہاتھ کو اسی طرح تین مرتبہ دھوئے۔

۸۔ اس کے بعد سر کا مسح کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی کے ساتھ گیلا کرے اور سر کے شروع سے آخر تک لے جائے اور پھر واپس آخر سے شروع تک لے آئے۔

۹۔ پھر ایک دفعہ کانوں کے اندرونی حصے کا شہادت کی انگلی کے ساتھ اور بیرونی حصے کا انگوٹھے کے ساتھ مسح کرے۔

۱۰۔ اس کے بعد دائیں پاؤں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھوئے اور پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھوئے۔

۱۱۔ اور آخر میں وضو سے فارغ ہونے کے بعد ان الفاظ میں دعا مانگے» إشهد إن لا إله إلا الله، وحده لا شريك له، واشهد إن محمدا عبده ورسوله»[۶] «اللهم اجعلني من التوابين، واجعلني من المتطهرين»[۷] «سبحانك اللهم وبحمدك، إشهد إن لا إله إلا إنت، إستغفرك واتوب إليك»

(۶) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۷) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

وضو کے طریقے کی تصویر

۱

ہتھیلیوں کو تین مرتبہ دھونے کی تصویر۔

۲

تین مرتبہ کُلی کرنے کی تصویر۔

۳

تین مرتبہ سانس کے ذریعے ناک میں پانی کھینچنے کی تصویر۔

۴

تین مرتبہ استنثار کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

۵

تین مرتبہ چہرہ دھونے کی تصویر

٦

داڑھی کا خلال کرنے کی تصویر

۷

کہنیوں تک تین مرتبہ دونوں ہاتھ دھونے کی تصویر

۸

سر کا مسح کرنے کی تصویر

۹

کان کے اندرونی حصے کو ایک دفعہ مسح کرنے کی تصویر۔

۱۰

ٹخنوں تک دونوں پاؤں دو مرتبہ دھونے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

وضو کی شرطیں

۱۔ وضو کی شرائط میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ پانی صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ پانی جائز اور مباح طریقے سے حاصل کیا گیا ہو، چوری کا پانی نہ ہو۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کو اتار دیا جائے جو پانی کو چہرے تک پہنچنے سے روکتی ہیں جیسے تریاں وغیرہ۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ پورا اور مکمل وضو کیا جائے۔

وضو کے فرائض

۱۔ وضو کے فرائض میں سے پہلا فرض نیت ہے اور اس کی جگہ دل ہے،منہ سے تلفظ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی نے وضو کی نیت کیے بغیر ٹھنڈک اور پاکی کے حصول کے لیے وضو کے اعمال کیے تو یہ جائز نہیں ہے۔

۲۔ دوسرا فرض چہرے کو دھونا ہے اور اسی میں مضمضمہ اور استنشاق بھی داخل ہے۔

۳۔ تیسرا فرض کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا ہے۔

۴۔ چوتھا فرض پورے سر کا مسح کرنا ہے اور اس میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے۔

۵۔ پانچواں فرض دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا ہے۔

۶۔ چھٹا فرض ترتیب کے ساتھ اعضاء کودھونا ہے۔

وضو کی سنتیں

۱۔ وضو کے شروع میں تین مرتبہ اپنی ہتھیلیوں کو دھونا سنت ہے۔

۲۔ مسواک کرنا سنت ہے۔

۳۔ سر اور کانوں کے علاوہ تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے البتہ سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا جائے۔

۴۔ اعضاء دھوتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا سنت ہے۔

۵۔ کہنیوں اور ٹخنوں کو اچھے طریقے سے دھونا۔

۶۔ داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

۷۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔

۸۔ اعضاء کا ہاتھ کے ساتھ ملنا سنت ہے۔

۹۔ پانی کے استعمال میں میانہ روی اختیار کرنا بھی سنت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «عنقریب اس امّت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو پاکی میں حد سے تجاوز کریں گے» یعنی وضو کرتے وقت پانی کے استعمال میں اسراف سے کام لیں گے۔[۱]

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

تری زائل کرنے کی تصویر

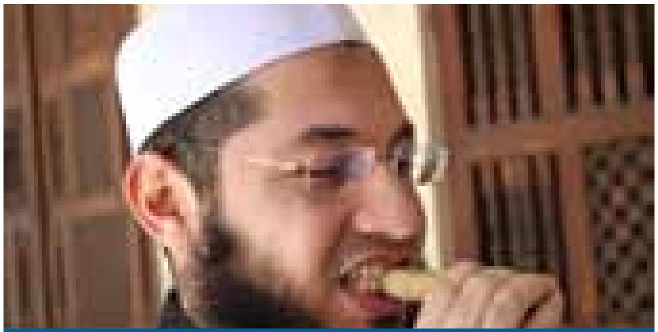

مسواک کرنے کی تصویر

کہنیوں اور ٹخنوں کو اچھے طریقے سے دھونے کی تصویر۔

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

انگلیوں کو خلال کرنے کی تصویر

۱۰۔ وضو کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جب تم میں کوئی وضو سے فارغ ہو جائے اور پھر کہے أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ "[1] تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ وضو کے بعد دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے میرے وضو کے مطابق وضو کیا پھر دو رکعت نماز (دل کی پوری توجہ کے ساتھ) ایسی پڑھی جو حدیث نفس سے خالی رہی (یعنی دل میں ادھر ادھر کی باتیں نہیں سوچیں) تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے"[2]

وضو کو توڑنے والی چیزیں

۱۔ ہر وہ چیز جو اگلی اور پچھلی شرمگاہ میں سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسے چھوٹا پیشاب اور بڑا پیشاب اور ہوا وغیرہ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کسی بھی بے وضو آدمی کی نماز اس وقت تک قبول نہیں[3] فرماتے جب تک وہ وضو نہ کرے"

۲۔ وہ نیند جس میں انسان کو کسی چیز کا ادراک نہ ہو یعنی کسی چیز کا پتہ نہ چلے، اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اسی طرح بے ہوشی اور مکمل نشے کی وجہ سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا "کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کہ وجہ سے وضو کریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! جی ہاں"[4]

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۔ بغیر پردے کے شرمگاہ کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا "جس نے آلہء تناسل کو چھوا تو وہ وضو کرے"[5]

گہری نیند کی تصویر

اونٹ کا گوشت کھانے کی تصویر

مسائل

۱۔ جب مسلمان نیند سے بیدار ہو اور وہ وضو کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ تین مرتبہ ہاتھ دھونے سے پہلے برتن سے چلو نہ بھرے[6]

، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جب تم میں سے کوئی ایک نیند سے بیدار ہو تو وہ تین مرتبہ ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ اسے علم نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے"[7]

نیند سے بیدار ہونے کے فوراً بعد برتن میں ہاتھ ڈبونے کی تصویر

۲۔ جن اعضاء کا دھونا واجب ہے ان تک پانی پہنچانے میں انتہائی احتیاط سے کام لے، خصوصاً ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان والی جگہ، داڑھی اور کان کے درمیانے حصے اور اسی طرح کہنیوں، ٹخنوں اور قدموں کے پچھلے حصوں تک پانی پہنچانے میں احتیاط سے کام لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "قدموں کے پچھلے حصوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"[8]

(۴) اس حدیث کوامام مسلم نے روایت کیے ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیے ہے۔
(۶) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۷) العقب: سے مراد قدم کا پچھلا حصہ ہے۔
(۸) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

داڑھی اور کان کے اندرونی حصوں کی تصویر

۳۔ یقین پر عمل کرنا اصل ہے، پس اگر کسی آدمی کو اس بات کا یقین ہے کہ اس کا وضو ہے اور پھر اسے وضو کے ٹوٹنے میں شک پڑ گیا تو اس کا وضو ہے کیونکہ اصل یقین ہے اور اگر اسے با وضو نہ ہونے کا یقین ہے اور پھر اسے اس بات میں شک پڑ گیا کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں؟ تو اس کا وضو نہیں ہے کیونکہ اصل یقین ہے۔

۴۔ اگر کسی مسلمان نے وضو کرنے کے دوران بعض اعضاء ایک ایک مرتبہ اور بعض دو دو مرتبہ یا بعض تین تین مرتبہ دھوئے تو اس کا وضو ٹھیک ہے البتہ یہ ہے کہ اس نے افضل اور بہترین طریقہ اختیار نہیں کیا

۵۔ جس آدمی نے بھولنے کی وجہ سے بغیر وضو کے نماز پڑھی اور پھر اسے یاد آیا کہ اس کا وضو نہیں تھا تو یاد آتے ہی اس پر نماز لوٹانا واجب ہے۔

۶۔ اگر کسی آدمی نے وضو کیا اور پھر اس کے کپڑوں یا جسم کے ساتھ گندگی لگ گئی تو وہ گندگی کو صاف کرے اور وضو نہ لوٹائے کیونکہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا۔

پاؤں یا قدم کے پچھلے حصے کی تصویر

پاؤں کے انگلیوں کو خلال کرنے کی تصویر

وضو اوراسکا جسمانی فائدہ

اقوام متحدہ (سورس) کے نام سے ایک رسالہ چھاپتا ہے جس میں ایک مقالہ نشر ہوا، اس مقالے میں اس بات پر تصریح کی گئ کہ مسلم معاشروں میں وضو کی وجہ سے (تراخوما) کی بیماری(جو کہ تیسری دنیا میں اندھے پن کا بنیادی سبب ہے) کے پھیلنے میں بہت کمی واقع ہوئی ہے۔ اس اسلامی طریقے یعنی وضو سے دوری کی وجہ سے پوری دنیا میں ۵۰۰ ملین لوگ اس بیماری کا شکار ہیں اور یہی وجہ کہ مسلم معاشرے میں یہ بیماری نسبتاً کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔[۱]

(۱) دیکھیے (الطب النبوی فی ضوء العلم الحدیث) (غیاث الاحمد) کی

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

https://www.al-feqh.com/ur

پانی میں اسراف کرنے کی تصویر

ان چیزوں کا بیان جو مناسب نہیں ہے۔

۱۔ وضو کے وقت اونچی آواز سے نیت کرنا مناسب نہیں ہے۔

۲۔ پانی میں اسراف کرنا مناسب نہیں ہے۔

۳۔ وضو میں کوئی بھی عضو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا مناسب نہیں ہے کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ «رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے وضو کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سامنے وضو کیا اور ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھویا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ وضو ہے جس نے اس پر کسی چیز کا اضافہ کیا تو اس نے گناہ کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا" البتہ وہ آدمی جس کا عضو تیل یا تری کی وجہ سے تین مرتبہ دھونے سے صاف نہ ہو تو اس کے لیے تین مرتبہ سے زیادہ دھونا بھی جائز ہے۔[1]

۴۔ وضو کا پورا نہ کرنا:

روایت کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا اور اس کے پاؤں میں ایک ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی جس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «جاؤ اور اچھے طریقے سے وضو کرو"[2] پس وہ لوٹا، دوبارہ وضو کیا اور پھر نماز پڑھی۔

جن چیزوں کے چھوڑنے کی وجہ سے وضو کامل نہیں ہوتا۔

ا۔ ٹخنے نہ دھونے کی وجہ سے وضو کامل نہیں ہوتا۔

ب۔ بازو کے تنگ ہونے کی وجہ سے کہنیوں کے نہ دھونے سے وضو کامل نہیں ہوتا۔

ج۔ کان اور داڑھی کے درمیان والی جگہ کو نہ دھونے سے وضو کامل نہیں ہوتا۔

د۔ بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہتھیلی کو نہ دھونے سے وضو پورا نہیں ہوتا۔

ہ۔ جس آدمی کے وضو والی جگہوں پر تیل یا گھی کے ٹکڑے ہوں اس کا وضو پورا نہیں ہوتا۔

و۔ وہ عورت جس کی انگلیوں پر زینت کی کوئی ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو ہاتھ تک پہنچنے سے روکتی ہو تو اس سے وضو پورا نہیں ہوتا۔

ز۔ اگر پاؤں کی انگلیاں تنگ ہوں اور ان تک پانی نہ پہنچتا ہو اور ان کا خلال بھی نہ کیا جائے تو وضو پورا نہیں ہوتا۔

۵۔ گردن کا مسح کرنا: گردن کا مسح کرنا وضو میں داخل نہیں ہے البتہ اگر اس کے مسح کی ضرورت ہو یا وضو سے پہلے اس کا مسح کیا جائے یا وضو کے بعد اس کا مسح کیا جائے۔

۶۔ وضو میں وہ اذکار کرنا جن کا شریعت نے حکم نہیں دیا، مناسب نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہر عضو کے دھوتے وقت خاص دعا پڑھنا اور وضو کرنے والے سے (زمزم) کہنا وغیرہ۔

۷۔ وسوسے کی وجہ سے وضو کا دوبارہ لوٹانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ شیطان کا کھیل ہے جو انسان کے دل میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے یا اس کا وضو پورا نہیں ہوا۔ پس وہ استنجا میں بھی مبالغہ کرتا ہےاور بار بار اپنے اعضاء دھوتا ہے یہاں تک کہ عبادت سے تنگ ہو جاتا ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/وضوء

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی — نماز — روزہ — زکوۃ — حج

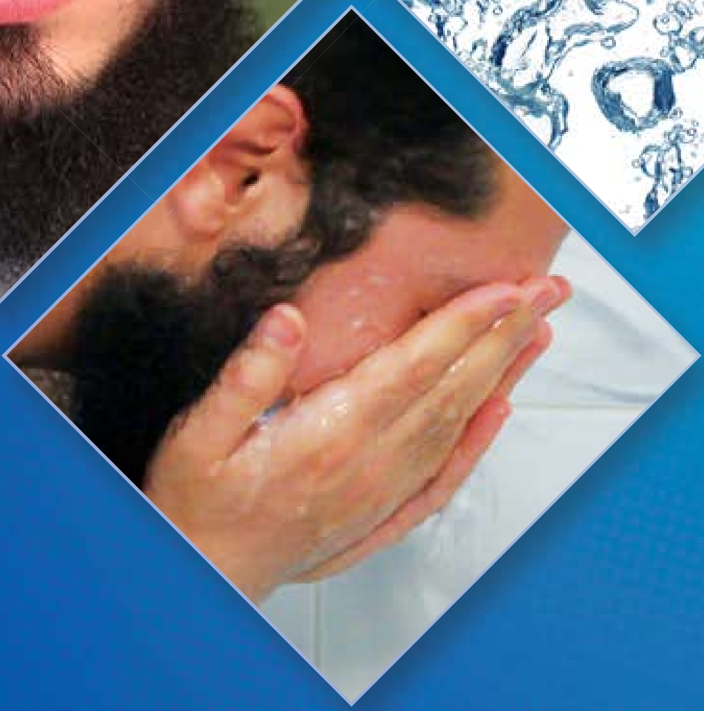

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

موزوں، جرابوں، ٹوٹی ہوئی ہڈی کے اوپر باندھی ہوئی لکڑی، عمامہ اور زخم کے اوپر باندھی ہوئی پٹی پر مسح کرنا

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں،-جرابوں،-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا/

۸ موزوں، جرابوں اور پٹی وغیرہ پر مسح کرنے کے بیان میں

مندرجات/مشتملات

موزوں اور جرابوں کی تعریف

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا حکم

ان دونوں پر مسح کرنے کی شرائط

ان دونوں پر مسح کرنے کا طریقہ

ان دونوں پر مسح کی مدت

وہ چیزیں جن سے مسح باطل ہو جاتی ہے۔

جبیرہ، عصابہ اور لصوق کی تعریف

مسح کے جائز ہونے کی دلیل

مسح کی شرائط

مسح کا طریقہ

موزے

موزے چمڑے کے بنے ہوتے ہیں اور پاؤں میں پہنے جاتے ہیں۔

جرابیں

جرابیں روئی یا کپاس کی بنی ہوتی ہیں اور پاؤں میں پہنی جاتی ہیں

موزوں اور جرابوں پر مسح کا حکم

بہت ساری احادیث کی وجہ سے موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ ان احادیث میں ایک حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے جب ان سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا «رسول اللہ ﷺ موزوں پر مسح فرمایا کرتے تھے"[۱]

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی شرائط

۱۔ مکمل پاکی کے بعد ان کو پہنا جائے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، پس میں نے وضو کے دوران رسول اللہ ﷺ کے موزے اتارنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو کیونکہ میں نے پاکی کے بعد ان کو پہنا ہے اور پھر ان پر مسح کیا ہے"[۲]

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ان دونوں نے پاؤں کو ٹخنوں تک ڈھانپا ہو اور اگر وہ ٹخنوں سے کم ہیں تو ان پر مسح نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ پاؤں میں سے نہیں ہیں۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دونوں پاک چیزوں سے بنی ہوں۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ دونوں مباح ہوں یعنی ان چیزوں سے نہ بنی ہوں جن کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے جیسے ریشم وغیرہ۔

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ مسح مقررہ مدت کے دوران کیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مسح کے لیے مدت مقرر فرمائی ہے جو کہ "مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں" اس مقررہ مدت سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ وضو کرنے کے دوران ان پر مسح کرنا جائز ہے البتہ جنابت سے

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا/

غسل کے وقت اتارنا واجب ہے۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ہمیں سفر کے دوران موزوں پر مسح کا حکم دیتے تھے اور ہم تین دنوں تک ان کو بڑے پیشاب، چھوٹے پیشاب اور نیند کی وجہ سے نہیں اتارتے تھے البتہ جنابت سے غسل کے وقت اتارتے تھے۔"[۱]

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنابت سے غسل کے وقت ان کو اتارا جائے گا اور پھر دوبارہ پہنا جائے گا۔

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا طریقہ

دونوں ہاتھوں کو پانی سے گیلا کرکے دونوں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر پنڈلیوں تک موزوں کے اوپر والے حصے پر ایک مرتبہ مسح کیا جائے گا۔ دائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں پر مسح کیا جائے گا، موزوں کے نیچے اور پشت پر مسح نہیں کیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «اگر دین کا تعلق عقل کے ساتھ ہوتا تو پھر موزوں کے نچلے حصے پر مسح کیا جانا چاہیے تھا حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں کے اوپر والے حصے پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے"[۲]

دونوں ہاتھوں سے مسح کرنے کی تصویر

موزے کے نچلے حصے پر مسح کرنے کی تصویر

موزے کی پشت پر مسح کرنے کی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں،ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی مدت

موزوں پر مسح کرنے کی مدت مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں۔ اس پر دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ «رسول اللہ ﷺ نے مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی ہے"[1]

مسح کی مدت کا حساب

مدت کی ابتدا پہلے حدث کے بعد مسح سے ہوتی ہے۔ پس اگر کسی آدمی نے وضو کے بعد جرابیں پہنیں اور پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا تو پہلی دفعہ مسح کرنے سے وہ ایک دن اور ایک رات کا حساب لگائے گا یعنی ۲۴ گھنٹے شمار کرے گا۔

اسکی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے وضو کیا اور دونوں پاؤں کو دھویا پھر اس نے جرابیں پہنیں اور فجر کی نماز ادا کی اور دس بجے اس کا وضو ٹوٹ گیا پھر جب گیارہ بجے تو اس نے چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا تو وہ یہاں سے ایک دن اور ایک رات کا حساب لگائے گا یعنی کل گیارہ بجے تک وہ موزوں پر مسح کر سکتا ہے، یہ مقیم کے لیے ہے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں۔

جن چیزوں پر موزوں اور جرابوں کی وجہ سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔

۱۔ مسح کی مدت پوری ہو جانے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔

۲۔ دونوں موزوں پر جرابوں کے نکلنے یا ایک کے نکلنے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔

۳۔ جنابت کی وجہ سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سفر کے دوران تین دن اور تین راتوں تک موزے نہ اتارنے کا حکم دیتے تھے اور ہم بڑے پیشاب، چھوٹے پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہیں اتارتے تھے البتہ جنابت کی وجہ سے موزے اتارتے تھے"[2]

جرابوں کے نکلنے سے مسح کے باطل ہونے کی تصویر

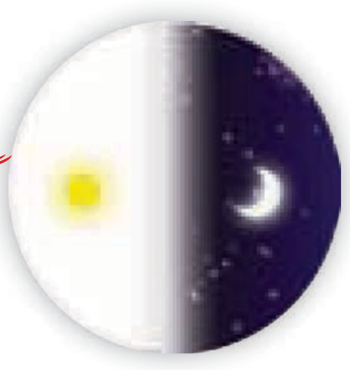

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

(۲) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا/

پٹی، عصابہ لصوق پر مسح

الجبیرہ

جبیرہ ان لکڑیوں کو کہتے ہیں جو شکستہ ہڈیوں پر باندھی جاتی ہیں۔

العصابہ

زخمی یا جلی ہوئی جگہ پر دوائی کی غرض سے جو کپڑا لپیٹا جاتا ہے اس کو عصابہ کہتے ہیں۔

لصوق

دوائی کی غرض سے زخم وغیرہ پر جو کچھ لگایا جاتا ہے اس کو لصوق کہتے ہیں۔

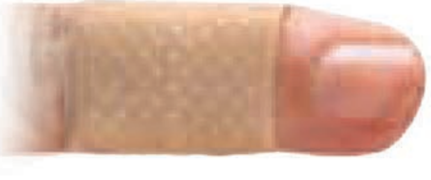

پٹی پر مسح کرنے کے جواز کی تصویر

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ ہم سفر پر روانہ ہوئے اور ہم میں سے ایک آدمی سر پر پتھر لگنے کی وجہ سے زخمی ہو گیا، پھر اسکو احتلام ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ میں تیمّم کر سکتا ہوں تو انہوں نے کہا آپ پانی کے استعمال پر قادر ہو اس لیے تیمّم نہیں کر سکتے۔ پس اس نے غسل کیا اور فوت ہو گیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اس کو قتل کیا ہے، اللہ ان کو غارت کرے، جب وہ نہیں جانتے تھے تو پوچھا کیوں نہیں۔ بے شک نہ جاننے والے کا علاج پوچھنا ہے اس کے لیے تیمّم کرنا کافی تھا اور زخم پر پٹی باندھنے کے بعد اس پر مسح کر لیتا اور پھر پورے جسم کو دھو لیتا"[۱]

جبیرہ، عصابہ اور لصوق پر مسح کرنے کی شرطیں

۱۔ جبیرہ اور عصابہ پر مسح میں یہ شرط ہے کہ یہ دونوں چیزیں جس جگہ کا علاج مقصود ہے اور جس جگہ کو ڈھانپنے کی وجہ سے یہ مضبوط ہوتی ہوں، سے متجاوز نہ ہوں۔

۲۔ جبیرہ اور عصابہ کے لیے پاکی شرط نہیں ہے اور ان کے لیے کوئی مدت بھی نہیں ہے بلکہ جب تک انسان ان کا محتاج ہے اس وقت تک ان پر مسح کرنا جائز ہے اور جب ان کی ضرورت ختم ہو جائے پھر ان کا اتارنا ضروری ہے اور پاکی کے ہوتے ہوئے صرف اس جگہ کو دھویا جائے گا۔

۳۔ لصوق اور عصابہ میں اگر ان کا اتارنا اور واپس باندھنا آسان ہو تو دیکھا جائے گا اگر اس عضو کو دھونے سے کسی نقصان کا بھی خطرہ نہ ہو اور علاج میں بھی تاخیر کا خطرہ نہ ہو تو ان کو اتار لیا جائے گا اور اس عضو کو دھو کر دوبارہ باندھا جائے گا۔

اور اگر نقصان کا یا علاج کے لیٹ ہونے کا خطرہ ہو تو پھر نہیں اتارا جائے گا اور وضو کے وقت متعلقہ عضو پر مسح کیا جائے گا۔

(۱) اس حدیث کا امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا/

جبیرہ اور عصابہ پر مسح کرنے کا طریقہ

جبیرہ پر مسح کرنے کا باتصویر طریقہ

عصابہ پر مسح کرنے کا باتصویر طریقہ

https://www.al-feqh.com/ur

مسح کی مدت کے حساب کا طریقہ

گیارہ بجے صبح وضو کیا چاشت کی نماز پڑھنے کے لیے اور جرابوں پر مسح کرنے کی تصویر

دس بجے صبح اس کا وضو ٹوٹ گیا، کی تصویر کے ساتھ وضاحت

کسی آدمی نے صبح کی نماز کے لیے وضو کیا، دونوں پاؤں دھوئے اور جرابیں پہنیں، کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/موزوں-جرابوں-ٹوٹی-ہوئی-ہڈی-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-لکڑی،-عمامہ-اور-زخم-کے-اوپر-باندھی-ہوئی-پٹی-پر-مسح-کرنا/

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

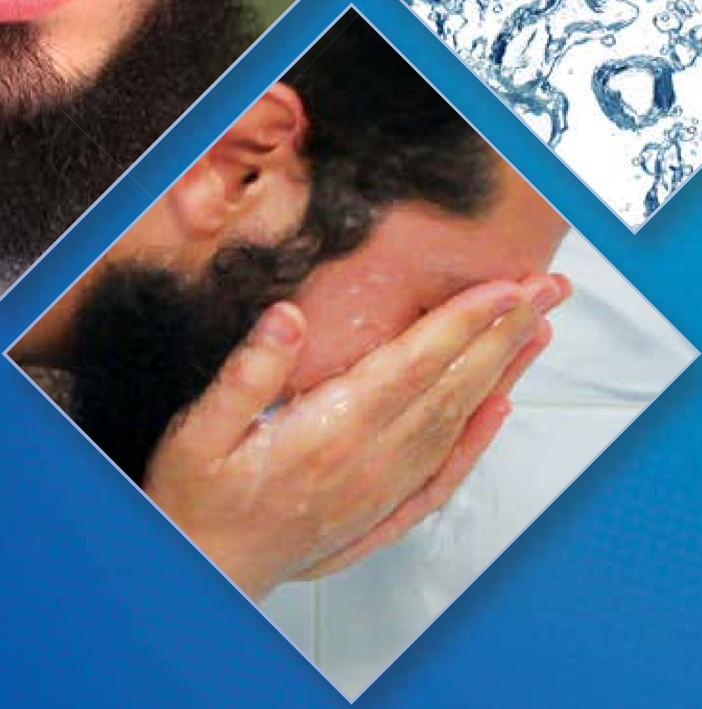

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

غسل

www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

غسل کا بیان

مندرجات/مشتملات

غسل کی تعریف
غسل کو واجب کرنے والی چیزیں
۱۔ منی کا نکلنا
۲۔ عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا
۳۔ کافر کا مسلمان ہونا
۴۔ حیض کے خون کا ختم ہونا
۵۔ موت کا واقع ہونا
غسل کرنے کا طریقہ
وہ چیزیں جو جنبی پر حرام ہیں۔
مستحب غسلوں کا بیان

غسل لغت میں

کسی چیز پر پانی کو عام کرنے کو کہتے ہیں

غسل شریعت کی اصطلاح میں

عبادت کی غرض سے خاص طریقے پر انسانی جسم کو پانی کے ساتھ دھونے کو کہتے ہیں۔

غسل کرنے کی تصویر

غسل واجب کرنے والی چیزیں

۱۔ منی کا نکلنا

منی سفید قسم کا گاڑھا پانی ہے جو شہوت اور چھلانگ لگاتے ہوئے نکلتا ہے اور خراب انڈے کی طرح اس کی بدبو ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو" اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب آپ نے منی نکالی تو غسل کر لینا"[۱] اور فضخ الماء: شہوت کے ساتھ منی کے نکلنے کو کہتے ہیں۔

مسائل

۱۔ اگر کسی آدمی نے خواب دیکھا لیکن اس کی منی نہیں نکلی تو اس پر غسل نہیں ہے۔البتہ اگر بیدار ہونے کے بعد منی نکل گئی تب غسل واجب ہے۔

۲۔ اگر بیدار ہونے کے بعد کسی آدمی کو منی نظر آگئی لیکن اس کو خواب یاد نہیں تھا تب بھی اس پر غسل واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «پانی پانی سے ہے"[۲] یعنی غسل منی کے نکلنے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔

۳۔ اگر کسی آدمی کو یہ احساس ہو گیا کہ اس کی منی اسکی پشت سے جدا ہو کر اس کے آلہء تناسل میں منتقل ہو چکی ہے لیکن باہر نہیں نکلی

(۱) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

تو اس پر غسل نہیں ہے۔

۴۔ اگر بیماری یا کسی اور چیز کی وجہ سے بغیر شہوت کے منی نکل گئی تو اس پر غسل نہیں ہے۔

۵۔ اگر کسی آدمی نے جنبی ہونے کے بعد غسل کیا اور غسل کرنے کے بعد اس سے منی نکل گئی تو وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گا کیونکہ عموماً یہ منی بغیر شہوت کے نکلتی ہے اور احتیاطاً وہ وضو کرلے۔

۶۔ اگر کوئی آدمی نیند سے بیدار ہوا اور اس نے گیلا پن دیکھا لیکن اسے سبب یاد نہیں تھا تو اس کی تین حالتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے تو اس پر غسل واجب ہے چاہے اسے خواب یاد ہو یا نہ ہو۔

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ منی نہیں ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اسکا حکم پیشاب جیسا ہے۔

ج۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اسےاس بات میں شک ہو جائے کہ یہ منی ہے یا نہیں ہے؟ اس صورت میں اس پر لازم ہے کہ وہ سوچ و بچار کرے اگر اسے اس کے منی ہونے پر کوئی دلیل مل گئی تو اسے منی شمار کیا جائے گا اور اس پر غسل لازم ہوگا اور اگر مذی ہونے پر کوئی دلیل مل گئی تو مذی شمار کیا جائے گا اور غسل واجب نہیں ہو گا اور اگر شک برقرار رہا تو احتیاطاً غسل کر لے۔

۷۔ اگر کسی آدمی کو منی نظر آئی اور اسے یاد نہ تھا کہ کب اس کو احتلام ہوا ہے تو اس پر غسل واجب ہے اور آخری نیند کے بعد نمازیں بھی لوٹانا واجب ہیں۔

۲۔ عورت کے ساتھ ہمبستری

جماع مرد کی شرمگاہ کا عورت کی شرمگاہ کے ساتھ ٹکرانے کو کہتے ہیں اور وہ ٹکرانا یہ ہے کہ آلہء تناسل کا حشفہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے اگرچہ انزال نہ ہو لیکن غسل واجب ہو جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جب مرد کا آلہء تناسل عورت کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے"[1]

۳۔ جب کافر مسلمان ہو جائے تب بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔

کیونکہ قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا۔[2]

۴۔ حیض اور نفاس کا خون رک جانے پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا "جب آپ کو حیض کا خون آنے لگ جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب خون رک جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کر دو"[3] اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نفاس بھی حیض جیسا ہے۔

۵۔موت واقع ہونے سے بھی غسل واجب ہو جاتا ہے

کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے غسل کے بارے میں جب وہ فوت ہو گئیں تو فرماتے ہیں "زینب کو تین یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ غسل دو اگر تمہیں اس کی ضرورت محسوس ہو"[4]

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے
(۲) اس حدیث کو امام ابوداوٗد نے روایت کیا ہے
(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

https://www.al-feqh.com/ur

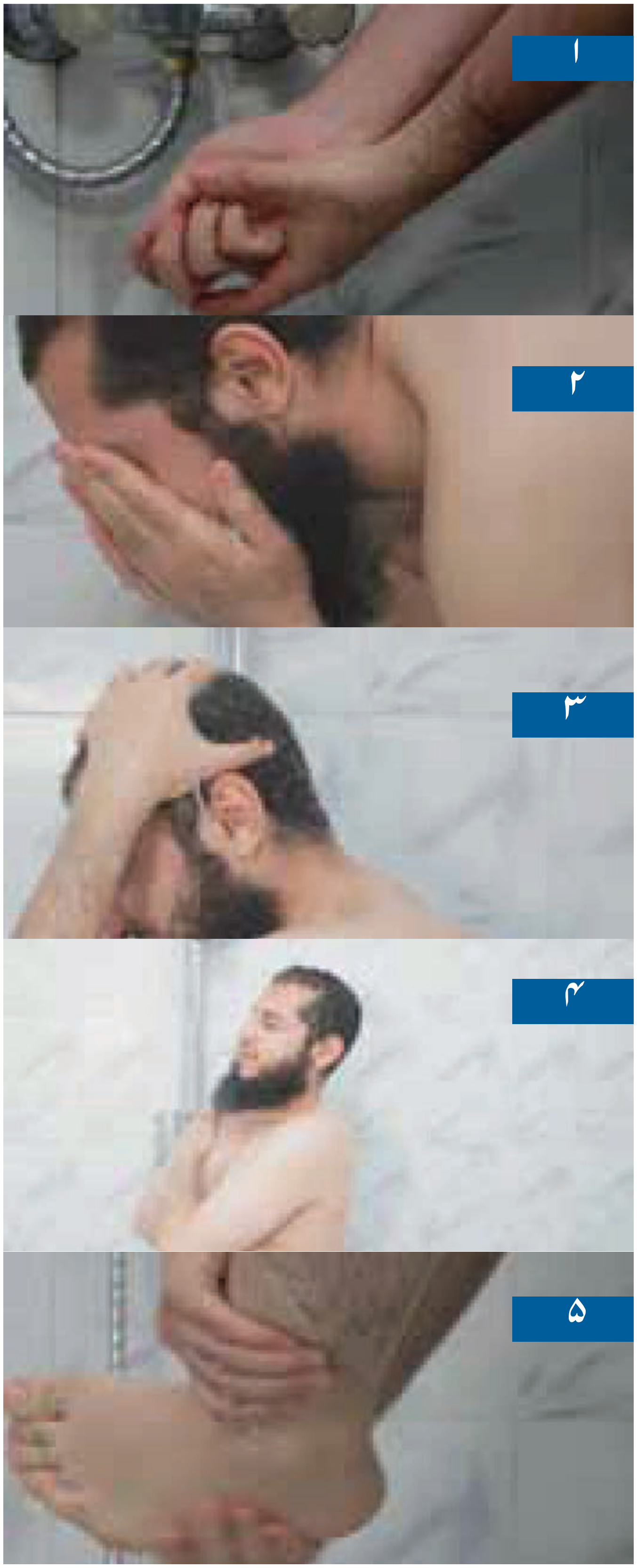

غسل کرنے کا طریقہ

غسل میں واجب یہ ہے کہ پورے جسم کو غسل کی نیت کے ساتھ پانی کے ذریعے تر کیا جائے چاہے جس بھی طریقے سے ہو البتہ مستحب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرح غسل کیا جائے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے غسل کے طریقے کو بیان کرتی ہوئی فرماتی ہیں «کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی بھر کے آپ ﷺ کے پاس رکھ دیا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دو دفعہ یا تین دفعہ دھویا، پھر اپنا دھلا ہوا ہاتھ آپ ﷺ نے پانی کے اس برتن میں ڈالا اور اس سے پانی لے کر استنجاء کیا ، پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اس کو خوب زمین کی مٹی سے ملا اور رگڑا، پھر وضو کیا جیسے کہ آپ ﷺ نماز کے لیے وضو فرمایا کرتے تھے، اس کے بعد تین دفعہ اپنے سر پر پانی لپ بھر بھر کے ڈالا، پھر اپنے سارے جسم کو دھویا پھر اس جگہ سے ہٹ کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور پھر میں نے آپ ﷺ کو رومال دیا تو آپ ﷺ نے اس کو واپس فرما دیا"[١]

اس حدیث کی روشنی میں غسل کا طریقہ مندرجہ ذیل ہوا۔

١۔ سب سے پہلے غسل کرنے والا اپنی ہتھیلیوں کو دو یا تین مرتبہ دھوئے گا۔

٢۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھوئے گا۔

٣۔ پھر زمین پر یا دیوار پر دو یا تین دفعہ ہاتھ مارے گا۔

٤۔ پھر ایسے وضو کرے گا جیسے نماز کے لیے کرتا ہے لیکن پاؤں نہیں دھوئے گا۔

٥۔ پھر سر پر پانی بہائے گا۔

٦۔ پھر سارے جسم کو دھوئے گا۔

٧۔ اور آخر میں اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے گا۔

(١) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

https://www.al-feqh.com/ur

فوائد

- جنابت اور حیض سے غسل کے وقت عورت کے لیے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف سر پر پانی کا بہانا کافی ہے بشرطیکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔
- حیض اور نفاس سے غسل کے وقت عورت کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ تھوڑی سی روئی لے اور اس کو مسک یا عطر سے تر کر کے خون والی جگہ پر لگائے تاکہ خون کا اثر بالکل ختم ہو جائے۔
- اگر کسی نے جنابت سے غسل کیا تو وہ وضو کیے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ اس نے غسل کے وقت وضو کی نیت نہ کی ہو۔

جو چیزیں جنبی کے لیے حرام ہیں۔

۱۔ جنبی کے لیے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے «اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک غسل نہ کر لو"

نماز کی تصویر

۲۔ جنبی کے لیے بیت اللہ کا طواف بھی حرام ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «بیت اللہ کا طواف نماز ہے"[۱]

بیت اللہ کے طواف کی تصویر

۳۔ جنبی قرآن کریم کو نہیں چھو سکتا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «قرآن کریم کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں" اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "قرآن کریم کو نہیں چھو سکتا مگر پاک آدمی"[۲]

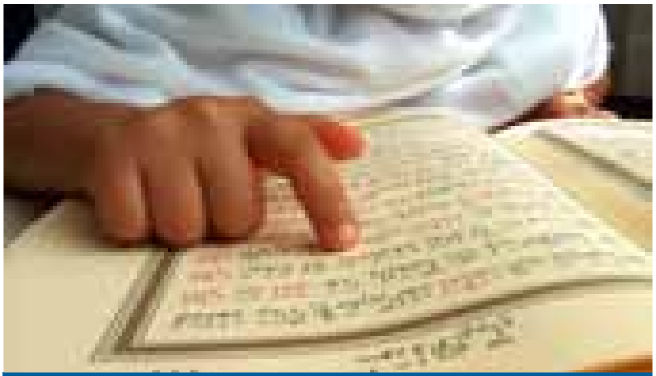

قرآن کریم کو چھونے کی تصویر

۴۔ جنبی قرآن کریم کی تلاوت نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر ہم پر قرآن پڑھا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے تھے یعنی کھانے میں شریک ہوتے تھے اور آپ ﷺ کو جنابت کے سوا کوئی بھی چیز قرآن کریم کی تلاوت سے نہیں روکتی تھی"[۳]

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

https://www.al-feqh.com/ur

قرآن کریم کی تلاوت کیے جانے کی تصویر

۵۔ جنبی کے لیے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے البتہ گزر سکتا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ، جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہو تو اور بات ہے"

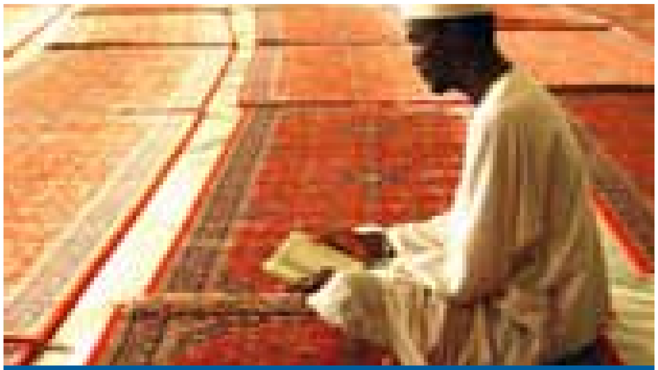

مسجد میں ٹھہرنے کی تصویر

مستحب غسل

۱۔ جمعہ کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لیے) وضو کرے تو بھی کافی اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے"[۱]

۲۔ عمرہ اور حج کے لیے احرام سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جس نے مردے کو غسل دیا تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے"[۲]

۳۔ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جس نے مردے کو غسل دیا تو اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے"[۳]

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

https://www.al-feqh.com/ur

۴۔ ہر ہمبستری کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باری باری اپنی بیویوں کے پاس جا رہے تھے اور ہر ایک کے پاس غسل فرما رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ آخر میں ایک ہی دفعہ کیوں غسل نہیں فرمالیتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ پاکی اور طہارت کے زیادہ قریب ہے"[۱]

مناسب نہیں ہے

۱۔ جنابت سے غسل کو اتنا مؤخر کرنا مناسب نہیں ہے کہ نماز کا وقت نکل جائے۔

۲۔ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس کے لیے فرض نماز ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ ظہر کا وقت نکلنے سے بمقدار ایک رکعت پہلے بھی حیض سے پاک ہو گئی تو اس پر واجب ہے کہ وہ غسل کرے اور ظہر کی نماز ادا کرے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ «جس کسی نے سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پڑھ لی تو اس نے فجر کی نماز پا لی اور جس کسی نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو گویا اس نے عصر کی نماز پا لی»

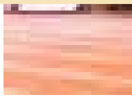

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/غسل

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد احمد

تیم م

www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

١٠ تیمّم

مندرجات/مشتملات

تیمّم کی تعریف

تیمّم کا حکم

تیمّم جائز ہونے کے دلائل

تیمّم کب جائز یا مشروع ہوا؟

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کے فرائض

تیمّم کو باطل کرنے والی چیزیں

تیمّم لغت میں

قصد اور کسی چیز کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں

تیمّم شریعت کی اصطلاح میں

پاکی کی غرض سے چہرے اور ہاتھوں کو پاک مٹی کے ساتھ مسح کرنے کو کہتے ہیں۔

تیمّم کا حکم

پانی نہ ہونے کی صورت میں یا جب پانی کا استعمال متعذر ہو تو اس وقت تیمّم کرنا واجب ہے۔ اس چیز کے لیے جس کے لیے پاکی واجب ہوتی ہے اور جس چیز کے لیے پاکی مستحب ہو اس کے لیے تیمّم بھی مستحب ہوتا ہے۔

تیمّم کے مشروع ہونے کے دلائل

۱۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں «اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی میں تیمّم کر لو" رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں " مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے اور میرے لیے زمین کو مسجد بنایا گیا ہے پس میری امت میں جس بھی آدمی پر جہاں بھی نماز کا وقت آئے تو وہ وہاں ہی نماز پڑھ لے"[1]

تیمّم کے مشروع ہونے کی حکمت

۱۔ تیمّم کے مشروع ہونے کی ایک حکمت یہ ہے کہ امتّ محمدی کے لیے اسانی پیدا کی جا سکے۔

۲۔ بعض اوقات پانی کے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، اس سے بچنے کے لیے جیسے بیماری وغیرہ۔

۳۔ عبادت کے ساتھ مسلسل جڑے رہنے کی وجہ سے تاکہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بھی عبادت سے دوری واقع نہ ہو۔

تیمّم کب کرنا چاہیے۔

۱۔ جب پانی نہ ملے تو تیمّم کر لینا چاہیے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ «اور جب تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمّم کر لو" پانی نہ ملنے سے مراد یہ ہے کہ ڈھونڈنے کے بعد بھی نہ ملے۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/تیمم

https://www.al-feqh.com/ur

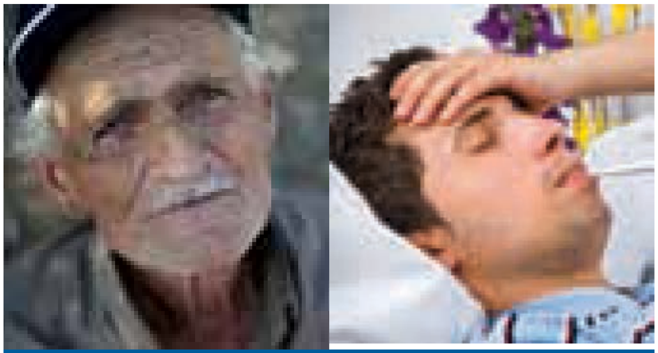

مریض/بیمار کی تصویر — بڑی عمر والے کی تصویر

٢۔ جب انسان پانی کے استعمال سے عاجز ہو تو تیمّم کرے

جیسے بیمار یا وہ آدمی جو حرکت نہ کر سکتا ہو اور کوئی وضو کرنے میں اس کا معاون اور مددگار بھی نہ ہو۔

٣۔ جب پانی کے استعمال کی وجہ سے کسی نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمّم کر لے۔

اس نقصان کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

ا۔ وہ بیمار جس کی بیماری کا پانی کے استعمال کی وجہ سے بڑھ جانے کا خطرہ ہو۔

ب۔ اگر سخت سردی ہے اور پانی کو گرم کرنے کی کوئی چیز نہیں ہے اور آدمی کا غالب گمان یہ ہے کہ اگر وہ اس پانی سے وضو کرے گا تو بیمار ہو جائے گا تو اس کے لیے تیمّم کرنا جائز ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ عمروبن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو سخت سردی کی وجہ سے تیمّم کرکے نماز پڑھائی اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کی۔[١]

ج۔ اگر کسی آدمی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے جو اس کے پینے کے لیے ہے، اس کے علاوہ اور پانی نہیں ہے تو تیمّم جائز ہے۔ تیمّم کا طریقہ کار

ا۔ دونوں ہاتھ مٹی میں مارے۔

٢۔ پھر ان کو جھاڑے تاکہ غبار کم ہو جائے۔

٣۔ پھر ان دونوں کے ساتھ ایک دفعہ چہرے کا مسح کرے۔

٤۔ پھر ہتھیلیوں کے ظاہر کا مسح کرے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہتھیلی کے ظاہر کا مسح کرے اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہر کا مسح کرے۔ تیمّم کے اس طریقے پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں «کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان کو پھونکا (تاکہ جو خاک لگی ہو وہ اڑ جائے) پھر آپ ﷺ نے ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر اور ہاتھوں پر پھیر لیا”[٢]

تیمّم کے فرائض

ا۔ نیت فرض ہے تیمّم میں

٢۔ تیمّم میں چہرے کا مسح فرض ہے۔

٣۔ تیمّم میں دونوں ہتھیلیوں کا مسح فرض ہے۔

٤۔ تیمّم میں ترتیب بھی فرض ہے یعنی پہلے چہرے کا مسح کرے گا اور پھر ہتھیلیوں کا۔

٥۔ اور تیمّم میں تسلسل بھی فرض ہے۔

تیمّم کو باطل کرنے والی چیزوں کا بیان

ا۔ پانی کے ملنے سے تیمّم باطل ہو جاتا ہے۔

٢۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے جیسے ہوا وغیرہ کا نکلنا۔

٣۔ جس عذر کی وجہ سے تیمّم جائز ہوا تھا اس کے زائل ہونے سے بھی تیمّم باطل ہو جاتا ہے۔

وہ آدمی جس کو پانی نہ ملے اسکی تصویر

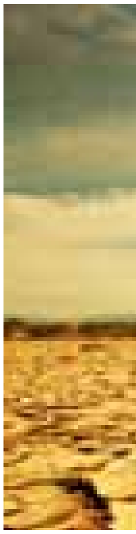

(١) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(٢) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/تیمم

مسائل

۱۔ اگر ایک آدمی پانی کے استعمال پر قادر نہیں ہے تو اس لیے اس نے نفس پر بوجھ ڈال کر پیشاب روکا ہوا ہے کیونکہ اگر پیشاب کرے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا تو اس آدمی کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ وضو توڑ لے اور تیمّم کے ساتھ نماز پڑھے۔

۲۔ تیمّم دیوار اور مصلے پر جائز نہیں ہے البتہ اس وقت جائز ہے جب ان پر مٹی اور غبار ہو۔

۳۔ تیمّم کرنے والا ایک تیمّم سے جتنے فرائض اور نوافل پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے جب تک کوئی تیمّم توڑنے والی چیز ظاہر نہ ہو جائے۔

۴۔ وضو کرنے والے کی اقتداء تیمّم کرنے والے کے پیچھے ٹھیک ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نکیر نہیں کی جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سخت سردی کی وجہ سے تیمّم کر کے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔[۱]

۵ جس کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھی پھر وقت نکلنے سے پہلے اس کو پانی مل گیا تو وہ نماز کو نہ لوٹائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک دفعہ دو آدمی سفر پر نکلے، نماز کا وقت ہو گیا لیکن ان کے پاس پانی نہیں تھا پس ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کیا اور نماز پڑھی۔ پھر نماز کا وقت نکلنے سے پہلے ان کو پانی مل گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھی اور دوسرے نے نہیں پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا، جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا آپ نے سنت پر عمل کیا اور آپکی نماز ٹھیک ہے اور جس نے نماز لوٹائی تھی اس سے کہا آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ دو اجر دے گا"[۲]

۶۔ جس کسی نے تیمّم کیا پھر اس کو نماز سے پہلے یا نماز کے بعد پانی مل گیا تو اس پر وضو کرنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "کہ پاک مٹی مسلمانوں کا سامان طہارت ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ ملے پس جب پانی پاوے تو اس کو چاہیے کہ بدن پر (پانی) ڈالے یعنی اس وضو یا غسل کرے کیونکہ یہ بہت اچھا ہے"[۳]

۷۔ اگر پانی ملنے کی امید ہو تو تیمّم کو آخر وقت تک مؤخر کرنا جائز ہے اور اگر پانی ملنے کی امید نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلے وقت میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لے کیونکہ بہتر نماز وہی ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

۸۔ اگر پانی بھی ہو اور انسان اس کے استعمال پر بھی قادر ہو تو صرف وقت کے نکلنے کے خوف سے وہ تیمّم نہیں کر سکتا بلکہ اس کو وضو کرنا ہو گا اگرچہ وقت نکل جائے۔

۹۔ کوئی بھی چیز انسان کو نماز سے نہیں روک سکتی اگر پانی نہیں ہے تو وہ تیمّم کر لے اور اگر تیمّم نہیں کر سکتا تو بغیر وضو کے نماز پڑھ لے اور اس کو فاقد الطهورین کہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو"

وہ آدمی جس کو پانی نہ ملے اسکی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/تیمم

https://www.al-feqh.com/ur

تیمّم کرنے کا باتصویر طریقہ

مٹی کو ایک دفعہ ہاتھ کے ساتھ مارنے کی تصویر

مٹی کو پھونک مارنے کی تصویر

چہرے کا مسح کرنے کی تصویر

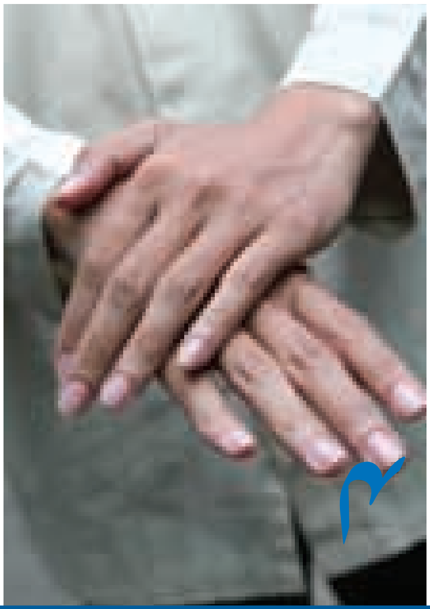

بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ مسح کرنے کی تصویر

دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو مسح کرنے کی تصویر

سائنسی ثبوت

سائنس سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ زمین کی مٹی پاک ذرات پر مشتمل ہوتی ہے اور ان مادوں یعنی ذرات سے جراثیم کا خاتمہ ہوتا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/تیمم

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکامِ اِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

حیض، نفاس اور استحاضۃ

https://www.al-feqh.com/ur

حیض، استحاضہ اور نفاس کا بیان

مندرجات/مشتملات

حیض
حیض کی تعریف
حیض کے خون کی خاصیت اور صفت
حیض کی عمر اور مدت
حیض کے احکام
استحاضہ
استحاضہ کی تعریف
حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق
مستحاضہ کے احوال
نفاس
نفاس کی تعریف
نفاس کی مدت
نفاس کے احکام
حیض اور نفاس کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔

الحیض

حیض لغت میں

کسی چیز کے بہنے اور جاری رہنے کو کہتے ہیں

حیض شریعت کی اصطلاح میں

صحت کی حالت میں خاص اوقات میں بغیر سبب کے عورت کے رحم سے نکلنے والے خون کو کہتے ہیں۔

حیض کے خون کی خاصیت اور صفت

حیض کا خون کالا، سیاہ ہوتا ہے گویا کہ جلا ہوا ہے، بدبودار ہوتا ہے اور عورت اس کے خروج کے وقت سخت گرمی محسوس کرتی ہے۔

حیض کی عمر

حیض کے خون کے شروع ہونے کی کوئی مقرر عمر نہیں ہے۔ پس یہ عمر عورت کی طبیعت، معاشرے اور موسم کے اعتبار سے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ پس جب بھی عورت کو حیض کا خون آجائے تو وہ حائضہ ہے۔

حیض کی مدت

حیض کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے۔ پس بعض عورتوں کو تین دن اور بعض کو چار دن حیض آتا ہے اور اکثر عورتوں کو چھ یا سات دن حیض آتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو فرمایا ان کو بہت زیادہ دن حیض آتا تھا «آپ چھ یا سات دن حیض شمار کیا کریں اور پھر غسل کر لیا کریں»[1]

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضة

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضہ

مسائل

۱۔ حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا
اگر اس کو وضع حمل سے تھوڑا سا پہلے خون آگیا اور ساتھ لوتھڑا بھی نکل گیا یہ نفاس ہے اور اگر لوتھڑا نہ نکلا یا وضع حمل سے بہت پہلے خون آگیا یہ حیض کا خون شمار ہوگا۔

۲۔ اگر عورت کو اپنی عادت سے ہٹ کر خون آیا یعنی پہلے اس کو مہینے کے شروع میں خون آتا تھا پھر آخر میں آیا یا پہلے چھ دن آتا تھا پھر سات دن آیا تو عورت کو چاہیے کہ وہ اس کی طرف نہ دیکھے بلکہ جب بھی اس کو خون آئے تو وہ حیض ہے اور جب خون رک جائے تو یہ پاکی/طہر ہے۔

۳۔ عورت کا طہر سفید پانی کے نکلنے سے پہچانا جاتا ہے اگر سفید پانی نہ نکلا تو پھر خشکی اس کی نشانی ہے یعنی سفید روئی اپنی شرمگاہ میں رکھے

حیض کے احکام

۱۔ کدرۃ اور صفرۃ کا حکم

کدرۃ اور صفرۃ کی تعریف

الصفرہ:
پیلے خون کو کہتے ہیں جو عورت سے نکلتا ہے۔

والکدرۃ:
سیاہ اور پیلے کے درمیان والے رنگ کے خون کو کہتے ہیں۔

کدرۃ اور صفرۃ کا حکم

جب عورت کو پیلے رنگ کا یا خاکی رنگ کا یا صرف نمی نظر آجائے تو یہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہو گا۔

طہر کی نشانی کی تصویر

صفرہ یعنی پیلے خون کی تصویر

کدرۃ یعنی خاکی خون کی تصویر

ا۔ یا تو یہ چیزیں حیض کے زمانے میں نظر آئیں گی یا حیض سے متصل طہر سے پہلے نظر آئینگی۔

اس حالت میں یہ چیزیں حیض کے حکم میں ہو ں گی، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "کہ عورتیں ان سے پیلے کپڑے کے بارے میں پوچھتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں، جلدی نہ کریں یہاں تک کہ سفید پانی نظر آجائے" اس سے ان کی مراد طہر تھی

۲۔ یا یہ چیزیں طہر میں نظر آئیں گی۔

اس حالت میں ان کو کچھ بھی شمار نہیں کیا جائے گا اور ان کی وجہ سے وضو اور نہ ہی غسل واجب ہو گا کیونکہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "ہم پیلے اور خاکی خون کو طہر کے بعد کچھ بھی نہیں شمار کرتے تھے"

۲۔ حیض کے خون کے رکنے کا حکم

جب عورت کو ایک دن خون آئے اور ایک دن نہ آئے تو اس کی دو حالتیں ہیں۔

ا۔ پہلی حالت یہ ہے کہ یہ حالت ہمیشہ جاری رہے۔

اور یہ استحاضہ کا خون ہے

۲۔ دوسری حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسے ہو۔

یعنی بعض وقت خون آئے اور بعض وقت بالکل رک جائے تو اس کا حکم مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ اگر ایک دن سے کم خون رکا رہا تو یہ مدت حیض میں شمار ہو گی۔

ب۔ اگر طہر کے وقت اسے سفید پانی نظر آگیا تو یہ طہر کہلائے گا اگرچہ تھوڑی ہی مدت کیوں نہ ہو۔

الاستحاضہ

الاستحاضہ

جس عورت کی شرمگاہ سے مسلسل خون بہہ رہا ہو یا تھوڑی دیر کے لیے رک جائے اور پھر بہنا شروع ہو جائے تو اس کو استحاضہ کہتے ہیں۔

حیض اور نفاس کے خون کے درمیان فرق

حیض کا خون	استحاضہ کا خون
کالے رنگ کا گاڑھا ہوتا ہے	سُرخ رنگ کا پتلا خون ہوتا ہے۔
بدبودار ہو تا ہے	استحاضہ کے خون میں کوئی بدبو نہیں ہوتی
حیض کا خون جمتا نہیں	وہ جم جاتا ہے
رحم کی انتہا سے نکلتا ہے۔	رحم کی ابتدا یعنی شروع سے نکلتا ہے
صحت اور طبیعت کا خون ہے یعنی بیماری کی وجہ سے نہیں نکلتا۔	بیماری اور عدم صحت کی وجہ سے یہ خون آتا ہے۔
خاص اوقات میں نکلتا ہے۔	اس کے کوئی خاص اوقات نہیں ہوتے۔

مستحاضہ عورت کے احوال

پہلی حالت یہ ہے کہ استحاضہ کے خون سے پہلے اس کی حیض میں مقرر اور خاص عادت تھی

تو اس صورت میں اس کی عادت کے مطابق یعنی جتنے دن اس کو پہلے حیض آتا تھا اس کو حیض شمار کیا جائے گا اور باقی کو استحاضہ کا خون شمار کیا جائے گا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا «اے اللہ کے رسول ﷺ میں پاک نہیں ہوتی یعنی مجھے مسلسل خون آتا تھا، کیا میں نماز نہ پڑھوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا نہیں یہ رگ ہے البتہ جتنے دن آپ کو پہلے حیض آتا تھا اتنے دن آپ نماز چھوڑ

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضہ

https://www.al-feqh.com/ur

دیا کرو پھر غسل کر لیا کرو اور نماز پڑھ لیا کرو"(۱)

دوسری حالت یہ ہے کہ اس کی حیض کے خون کے حوالے سے کوئی خاص عادت تو نہ ہو البتہ وہ حیض اور استحاضے کے خون میں فرق کر سکتی ہو۔

اس صورت میں وہ تمیز اور فرق پر عمل کرے گی۔ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ ان کو استحاضہ کا خون آتا تھا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب آپکو کالا سیاہ خون آئے تو یہ حیض ہے تو اس کے آنے کے وقت آپ نماز نہ پڑھنا اور جب اس کے علاوہ خون آئے تو وضو کر لینا اور نماز پڑھنا کیونکہ یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ رگ ہے یعنی استحاضہ کا خون ہے"(۲)

تیسری حالت یہ ہے کہ نہ اس کی کوئی عادت مقرر ہو اور نہ ہی وہ تمیز اور فرق کر سکتی ہو۔

پس یہ عورت عام عورتوں کی عادت پر عمل کرے گی اور مہینے میں سے چھ یا سات دن حیض کو شمار کرے گی یعنی جس دن سے خون جاری ہونا شروع ہو گیا اس دن سے چھ یا سات دن حیض کے شمار کریگی اور باقی مہینہ استحاضہ کا خون شمار ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا «پس آپ چھ یا سات دن حیض کے شمار کریں اس کے بعد غسل کر لیں یہاں تک کہ آپ کو یقین ہو جائے کہ آپ پاک ہو گئی ہو پھر ۳۲ یا ۴۲ دن نمازیں پڑھنا اور روزے رکھنا اور یہ دونوں کام آپ کے لیے جائز ہیں اور ہر مہینے میں اسی طرح کرنا جس طرح دوسری عورتیں کرتی ہیں یعنی حیض کے بعد جب پاک ہو جاتی ہیں تو غسل کرتیں ہیں اور نمازیں اور روزے رکھتیں ہیں"(۳)

چوتھی صورت یہ ہے کہ اس کی عادت بھی ہو اور وہ تمیز اور فرق بھی کر سکتی ہو۔

تو یہ عورت عادت پر عمل کرے گی کیونکہ عادت یادداشت کے زیادہ قریب ہے، تمیز سے البتہ اگر اسے عادت بھول گئی تو تمیز اور فرق پر عمل کرے۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

مسائل

۱۔ اگر عورت کو حیض کے زمانے اور وقت کا علم ہو البتہ اس کو حیض کے دن بھول جائیں تو وہ عام عورتوں کی عادت کے مطابق اپنے دن شمار کریگی۔

۲۔ اگر اس کو حیض کے دن تو یاد تھے البتہ حیض کا زمانہ بھول گئی یعنی یہ بھول گئی کہ حیض مہینے کے شروع میں آتا تھا یا آخر میں تو وہ شروع مہینے سے حیض کے دن شمار کرے گی اور اگر وہ کہے کہ درمیان مہینے میں اسے حیض آتا تھا لیکن تحدید یعنی معین نہ کر سکتی ہو تو بالکل نصف سے حیض کے دن گننا شروع کرے گی۔

۳۔ اگر مستحاضہ عورت کے حیض کے دن گذر گئے تو وہ غسل کرے اور اپنی شرمگاہ میں کپڑا یا روئی وغیرہ رکھ لے اور اس پر طہر کے احکام جاری ہونگے پس وہ نماز پڑھے گی اور روزہ رکھے گی اور وضو کرنے کے بعد اگر اس کا خون بہتا ہے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ وہ معذور ہے اور پاکی میں اس کی تین صورتیں ہیں۔

ا۔ پہلی یہ کہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے کے فوراً بعد وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے، کپڑوں کو نچوڑے اور وضو کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا «پھر ہر نماز کے لیے وضو کیا کرو اور نماز پڑھا کرو"(۴)

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ظہر کو عصر تک مؤخر کرے پھر غسل کرے اور وضو کر کے دونوں نمازیں اکٹھی پڑھ لیں اور اس طرح رسول اللہ ﷺ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اگر آپ ظہر کو مؤخر کرکے اور عصر کو پہلے وقت میں پڑھ سکتی ہو تو ایک ہی دفعہ وضو کر کے ظہر اور عصر پڑھ لو اور اسی طرح مغرب کو مؤخر کرکے اور عشاء کی نماز کو پہلے کر کے غسل کر لو اور وضو کرو اور دونوں نمازوں کو ایک ہی دفعہ جمع کر کے پڑھ لو اور فجر کی نماز کے لیے علیحدہ غسل کرو اور ادا کرو اور روزہ رکھو اگر اس کے رکھنے کی قدرت ہو تو"(۵)

ج۔ ہر نماز کے لیے غسل کرے کیونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ ثابت ہے کہ ان کو سات دن مسلسل استحاضہ کا خون آتا رہا تو انہوں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا "رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کیا

(۴) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضہ

کرو پس وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتیں تھیں"[1]

۴۔ اگر کسی عورت کا رحم میں زخم وغیرہ کی وجہ سے خون بہنے لگ گیا تو یہ خون دو حال سے خالی نہ ہو گا۔

ا۔ پہلی حالت یہ ہے کہ اسے پتہ ہو کہ یہ استحاضہ کا خون نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے لیے استحاضہ کے احکام ثابت نہ ہونگے اور اسے ہر نماز کے لیے وضو کرنا پڑے گا۔

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا یہ گماں ہو کہ ہو سکتا ہے کہ یہ استحاضہ کا خون ہے تو اس صورت میں اس کا حکم مستحاضہ کا ہے۔

۵۔ مستحاضہ کے ساتھ ہم بستری کرنا جائز کیونکہ شریعت نے اس سے نہیں روکا۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

نفاس

نفاس

ولادت کی وجہ سے عورت کے رحم سے نکلنے والے خون کو نفاس کہتے ہیں۔

نفاس کی مدت

نفاس کی کم مدت کی کوئی مقدار نہیں ہوتی اور زیادہ سے زیادہ مدت ۴۰ دن ہے اور اگر وہ اس سے پہلے پاک ہو گئی تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔

نفاس کے احکام

ا۔ اگر عورت نے بچے کو جنا اور اس نے خون نہیں دیکھا اور یہ بہت کم ہوتا ہے تو وہ وضو کرے اور نماز پڑھے اور اس پر غسل نہیں ہے۔

۲۔ اگر خون ۴۰ دن سے زیادہ جاری رہا اور اس کی عادت بھی ۴۰ دن کے بعد خون کے رکنے کی تھی اور خون کے رکنے کی نشانیاں بھی ظاہر ہو گئیں تو وہ انتظار کرے یہاں تک کہ خون رک جائے اور اگرخون جاری رہا تو وہ مستحاضہ ہے اور اس کے لیے مستحاضہ کے احکام ہیں۔

۳۔ اور اگر اس کا خون ۴۰ دن سے پہلے رک گیا تو وہ غسل کرے نماز پڑھے اور روزے رکھے اور خاوند کے ساتھ ہم بستری بھی کر سکتی ہے۔

۴۔ اگر اس کا خون ۴۰ دن سے پہلے رک گیا اور ۴۰ دن پورے ہونے سے پہلے دوبارہ خون جاری ہو گیا۔ اگر اسے پتہ چلا کہ یہ نفاس کا خون ہے تو وہ نفاس کا ہی خون شمار ہو گا۔

اور اگر اسے پتہ چلا کہ یہ نفاس کا خون نہیں ہے تو پھر وہ طاہرہ یعنی پاک عورت کے حکم میں ہو گی۔

۵۔ نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو انسان ایسی چیز جس میں انسانی خلقت کے آثار واضح ہوں کے سقوط اور وضع کے بعد نظر آتا ہے۔ اگر عورت کے پیٹ سے کوئی ایسی چیز گری جس میں انسانی خلقت کے آثار واضح نہیں تھے تو اس کی تین حالتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ وہ پہلے چالیس دن سے پہلے ساقط ہو تو اس صورت میں نکلنے والا خون استحاضہ کا خون ہے، پس وہ

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضہ

غسل کرے ، نماز پڑھے اور روزے رکھے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس چیز کا سقوط ۸۰ دنوں کے بعد ہو تو اس صورت میں یہ نفاس کا خون ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس چیز کا سقوط ۴۰ سے ۸۰ دنوں کے درمیان ہو تو اس صورت میں دیکھا جائے گا اگر اس میں خلقت کے آثار واضح ہیں تو پھر نفاس کا خون شمار کیا جائے گا اور اگر واضح نہیں ہیں تو پھر استحاضہ کا خون شمار کیا جائے گا۔

جو چیزیں حیض اور نفاس کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں۔

۱۔ ہمبستری

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ" اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم سب کچھ کر سکتے ہو البتہ ہمبستری نہیں کر سکتے"[۱]

مسائل

۱۔ اگر کسی آدمی نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کی تو وہ گناہ گار ہے اور اس پر کفارہ لازم ہے اور اگر عورت کی رضا کے ساتھ اس نے ہمبستری کی تو عورت پر بھی کفارہ لازم ہے۔

اور کفارہ یہ ہے کہ وہ سونے کا ایک دینار یا آدھا دینار یا ان کے برابر سونا خیرات کرے[۲] کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جو حیض کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے فرمایا "کہ وہ ایک دینار یا آدھا دینار اس فعل کے کفارے میں اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے" اور ایک دینار۴،۲۵ گرام سونے کے برابر ہے۔

۲۔ اگر حیض والی عورت حیض سے پاک ہو گئی تو غسل کرنے سے پہلے اس کا خاوند اس کے ساتھ ہمبستری نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے"

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو اما ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

۲۔ حیض اور نفاس والی عورت کے لیے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جب آپ کو حیض کا خون آنا شروع ہو جائے تو نماز پڑھنا چھوڑ دیا کرو اور جب رک جائے تو غسل کر لیا کرو اور نماز پڑھا کرو»[۳]

مسائل

۱۔ عورت جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس پر حیض کے دوران فوت شدہ نمازوں کی قضاء نہیں ہے کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حائضہ کی نمازوں اور روزوں کی قضاء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا «ہمیں بھی حیض کا خون آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیتے تھے البتہ نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے »[۴]

۲۔ اگر حائضہ عورت کو کسی نماز کے وقت میں سے ایک رکعت کے برابر کا وقت بھی مل گیا تو وہ نماز اس پر واجب ہو جائے گی اور اگر اس سے کم ملا تو پھر وہ نماز اس پر واجب نہیں ہو گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جس نے ایک رکعت پا لی گویا کہ اس نے پوری نماز پالی"[۵]

۳۔ حیض اور نفاس کی وجہ سے روزے رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «کیا ایسا نہیں ہے کہ عورت جب حائضہ ہوجائے تو وہ نماز اور روزہ نہیں رکھتی تو انہوں نے یعنی عورتوں نے کہا جی ہاں ایسے ہی ہے»[۶]

مسئلہ

اگر حائضہ عورت فجر سے پہلے پاک ہو گئی اور اس نے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ ٹھیک ہے اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو۔

۴۔ حیض اور نفاس کی وجہ سے قرآن کریم کو چھونا بھی جائز نہیں ہے۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «قرآن حکیم کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں» اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "قرآن کریم کو

(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۵) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضہ

https://www.al-feqh.com/ur

صرف پاک لوگ ہی چھوئیں"[۱]

۵۔ بیت اللہ کا طواف بھی جائز نہیں ہے

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "جو کام حاجی کرتے ہیں وہ تم بھی کرو البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرو جب تک تم پاک نہ ہو جاؤ"[۲]

۶۔ حیض اور نفاس کی وجہ سے مسجد میں ٹھہرنا بھی جائز نہیں ہے البتہ گذرنا جائز ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ جب تک کہ اپنی بات کو نہ سمجھنے لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو، ہاں اگر راہ چلتے گذر جانے والے ہو تو اور بات ہے"

مسائل

۱۔ حائضہ کا مسجد میں سے گذرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب اس کو اس بات کا یقین ہو کہ میرے گذرنے سے مسجد گندی نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قول میں عمومیت پائی جاتی ہے (ہاں اگر راہ چلتے گذر جانے والے ہو تو اور بات ہے)

۲۔ حائضہ کے لیے عید گاہ میں جانا اور ٹھہرنا حرام ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "حائضہ عورتیں عید گاہ سے دور رہیں" اگرچہ عید گاہ کی طرف نکلنا، خطبہ سننا اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہونا ان کے لیے مستحب ہے۔[۳]

۷۔ الطلاق

خاوند کے لیے بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دینا حرام ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہیں «اے نبی (اپنی امّت سے کہو) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو"

https://www.al-feqh.com/ur/حیض،-نفاس-اور-استحاضۃ

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

نماز کا مقام اور اسکا حکم

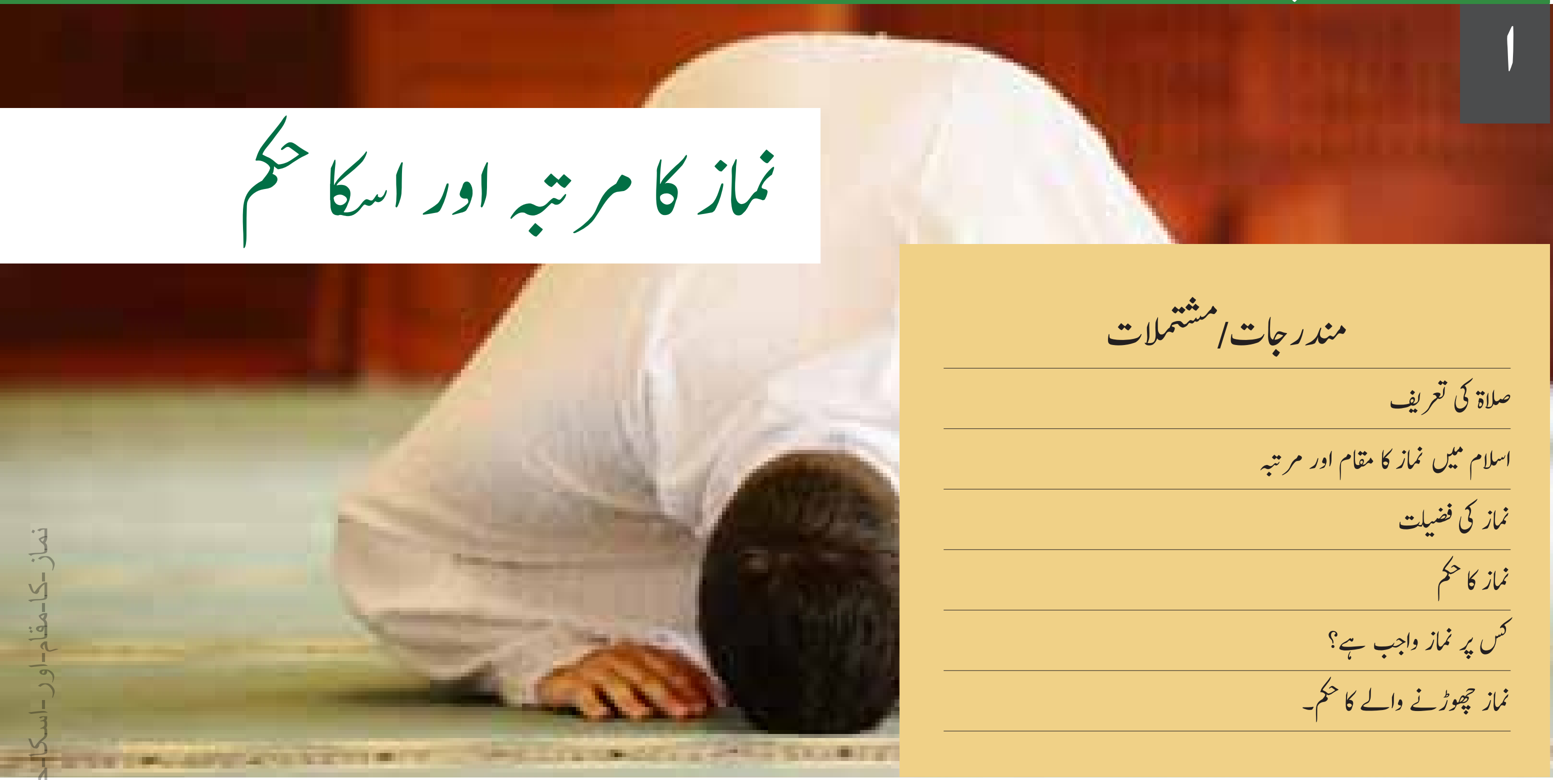

نماز کا مرتبہ اور اسکا حکم

مندرجات/مشتملات

صلاۃ کی تعریف
اسلام میں نماز کا مقام اور مرتبہ
نماز کی فضیلت
نماز کا حکم
کس پر نماز واجب ہے؟
نماز چھوڑنے والے کا حکم۔

صلاۃ کا لغوی معنی

دعاء ہے

صلاۃ کا شرعی معنی

اقوال مخصوصہ اور افعال مخصوصہ کے ساتھ اللہ کی بندگی اختیار کرنا، تکبیر کے ساتھ شروع کرنا، سلام پر ختم کرنا۔

اسلام میں نماز کا مقام اور مرتبہ

۱۔ نماز اسلام کے ارکان میں سے دوسرا رکن ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا"۔[۱]

۲۔ نماز اعمال میں افضل ترین عمل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اعمال میں افضل ترین عمل نماز کو اسکے اوّل وقت میں ادا کرنا ہے۔"[۲]

۳۔ نماز اسلام اور کفر میں فاصلہ کرنے والی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک آدمی کے درمیان اور کفر و شرک کے درمیان فرق نماز کو چھوڑنا ہے"[۳]

۴۔ نماز اسلام کا ستون ہے پس اسی پر توحید کے بعد اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اس کام کا سر یعنی بنیاد اسلام ہے اور اسکا ستون نماز ہے"[۴]

نماز کی فضیلت

۱۔ نماز صاحب نماز کے لیے نور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا «نماز نور ہے"[۵]

۲۔ نماز گناہوں کا کفارہ ہے۔ اللہ عزّوجل نے فرمایا "دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں"

اور آپ ﷺ نے فرمایا "تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر تم میں کسی کے گھرکے دروازے پر نہر ہو اور اُس سے ہر دن پانچ دفعہ غسل کیا جائے۔ کیا اُس پر کوئی میل باقی رہے گی؟" صحابہ نے عرض کی کوئی میل باقی نہیں رہے گی ۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا پس یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے۔ اللہ ان سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔[۶]

(۱) اس پر امام بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔
(۲) امام ترمزی نے اسکو روایت کیا۔
(۳) امام مسلم نے اسکو روایت کیا۔
(۴) امام احمد نے اسکو روایت کیا۔
(۵) امام مسلم نے اسکو روایت کیا ہے۔
(۶) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کا-مقام-اور-اسکا-حکم

۳۔ نماز جنّت میں دخول کا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے ربیعہ بن کعب سے فرمایاجب اُس نے جّنت میں ساتھ رہنے کا سوال کیا۔ "اپنے آپ کی مدد کرنا سجدوں کی کثرت کے ساتھ"(۱)

حکم نماز

پانچ نمازیں واجب ہیں، کتاب اللہ کے ذریعے، سنّت کے ذریعے اور اجماع کے ذریعے:

۱۔ قرآن پاک: اللہ نے فرمایا»اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"

۲۔ سنّت: آپ ﷺ نے فرمایا"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد ﷺ اُسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"(۲)

اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک ایک آدمی نے رسول اللہ سے اسلام سے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "دن اور رات میں پانچ نمازیں ھیں پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ان نمازوں کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ ہاں یہ کہ تو نفل پڑھے"(۳)

۳۔ اجماع: پوری امت کا پانچ نمازوں پر اجماع ہے۔

کس پر نماز واجب ہے؟

ہر مسلمان بالغ،عاقل،مذّکر اور موّنث پر نماز واجب ہے۔

نماز چھوڑنے والے کا حکم

۱۔ نماز کا چھوڑنے والا اسکے وجوب کا انکار کرنے والا ہے۔

پس اگر وہ اپنے انکار پر ڈٹا رہے تو وہ کافر ہے، اللہ اور اسکے رسول ﷺ اور اجماع امتّ کو جھٹلانے والا ہے۔

۲۔نماز کو سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا

جس نے جان بوجھ کر اور سستی کی وجہ سے نماز چھوڑی پس تحقیق اُس نے کفر کیا۔ اور بادشاہ پر لازم ہے کہ اسکو نماز کی طرف دعوت دے اور اُس پر توبہ پیش کرے تین ماہ تک۔ پس اگر توبہ کر لی تو ٹھیک ورنہ اُسکوارتداد کی وجہ سے قتل کر دے۔ اس لیے کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا» نماز ہمارے اور اُنکے درمیان ایک معاہدہ ہے پس جس نے اسکو چھوڑا اُس نے کفر کیا"(۴) اور آپ ﷺ نے فرمایا"بے شک آدمی اور کفرو شرک کے درمیان فرق نمازکا چھوڑنا ہے"(۵)

(۴) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نماز کی قضاء

کافر کو فوت شدّہ نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جائے گا جو اسلام سے پہلے فوت ہوئیں کیونکہ اسلام سے پہلے کے سارے احکام ختم کر دیتی ہے۔ ﷺ

چھوٹے بچے کی نماز

آپ ﷺ نے فرمایا»تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور انکو مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں(۱) " اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بچہ جب سات سال کو پہنچ جائے تو اسے نماز پڑھنے کا کہا جائے گا اور اس سے نماز کی مشق کروائی جائے گی اور جب دس سال کو پہنچ جائے تو نمازنہ پڑھنے کی وجہ سے اسے مارا بھی جائے گا۔

(۱) روایت کیا اسکو ابو داؤد نے

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیاہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۳) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کامقام-اور-اسکاحکم

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

اذان اور اقامت

www.al-feqh.com

https://www.al-feqh.com/ur

اذان اور اقامت

مندرجات/مشتملات

اذان اور اقامت کی تعریف
اذان اور اقامت کا حکم
اذان کی حکمت
اذان کب شروع ہوئی اور اسکا سبب؟
اذان کی فضیلت
اذان کے صحیح ہونے کی شرائط
اذان کی سنتیں
اذان اور اقامت کا طریقہ کار
اذان سننے والے کے لیے جو مستحب ہے۔
اذان اور اقامت کے احکام

اذان

مخصوص کلمات کے ساتھ نماز کے داخل ہونے کے وقت کا اعلان ہے۔

اقامت

اقامت مخصوص کلمات کے ساتھ نماز کے قائم ہونے کا اعلان ہے۔

اذان اور اقامت کا حکم

۱-جماعت کے حق میں

اذان پانچ فرض نمازوں کے لیے سفر و حضر دونوں حالتوں میں فرض کفایہ ہے۔ اس لیے کہ وہ دونوں اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ہیں۔ پس انکو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا» جب نماز کا وقت آ جائے پس تم میں سے ایک اذان دے اور پھر جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔“[۱]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۲-اذان اکیلے کے حق میں

سنّت: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ھیں میں نے رسول اللہ سے سنا فرما رہے تھے”تیرے رب کو اچھا لگتا ہے جو اپنی بکریاں چراتا ہے،ایک پہاڑ کے ٹکڑے کی چوٹی میں،نماز کے لیے اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ پس اللہ عزّوجل فرماتے ہیں: میرے اس بندے کی طرف دیکھو،اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے، مجھ سے ڈرتا ہے تحقیق میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور جنّت میں داخل کر دیا ہے“[۲]

اذان کی حکمت

۱۔ نماز کے وقت کے داخل ھونے کا اور اُسکی جگہ کا اعلان کرنا۔

۲۔ جماعت کی نماز پر اُبھارنا۔

۳۔ غفلت کرنے والوں کوتنبیہ کرنا، بھولے ہوؤں کو نماز کی ادائیگی یاد دلانا جواللہ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔

اذان کب شروع ہوئی اور اسکا سبب؟

اذان ہجرت کے پہلے سال شروع ھوئی، اور اسکا سبب یہ ہے جب اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ کوئی ایسی نشانی رکھی جائے جس کی وجہ سے سارے لوگ نماز کا وقت پہچان سکیں۔ تو مسلمانوں نے آپس

(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/اذان-اور-اقامت

https://www.al-feqh.com/ur

میں صلاح مشورہ کیا تو رات کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جس نے گھنٹی اُٹھائی ہوئی تھی تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو کہا یہ گھنٹی مجھ پر بیچ دے۔ تو اُس آدمی نے کہا آپ اسکا کیا کرو گے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اسکے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف بُلائیں گے۔ اس پر اس آدمی نے کہا کہ میں آپکو اس سے بہتر چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں؟ حضرت عبداللہ نے کہا کیوں نہیں! پس اُس نے معروف اذان اور اقامت سکھلا دی۔[1]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ کے پاس آیا اور جو میں نے دیکھا تھا اسکی خبر دی۔ رسول اللہ نے فرمایا "بے شک وہ سچا خواب ہے۔ اگر اللہ نے چاہا۔ پس بلال کے ساتھ کھڑا ہو جا اور اسے یہ کلمات سکھا۔ بےشک وہ تجھ سے زیادہ بلند آواز والا ہے"۔[2]

اذان کی فضیلت

۱۔ قیامت کے روز ہر وہ چیز جس نے مؤذن کی آواز سنی ہو گی، مؤذن کے حق میں اللہ تعالیٰ کے ہاں گواہی دے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا» نہیں سنتا مؤذن کی آواز کی کو کوئی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی دوسری چیز مگر وہ اسکے لیے قیامت کے روز گواہی دے گا"[3]

۲۔ اگر لوگ اسکی فضیلت کو جان لیں تو اس میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اگر لوگ اذان اور پہلی صف کی فضیلت کو جان لیں تو پھر وہ انہیں پانے کے لیے آپس میں قرعہ اندازی کیا کریں گے"[4]

اذان کے صحیح ہونے کی شرائط

۱۔ یہ کہ اذان دینے والا مسلمان ہو، مرد ہو اور صاحب عقل ہو۔

۲۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ اذان ترتیب کے ساتھ ہو۔

۳۔ پے در پے پڑھنے والا ہو۔ اسکے کلمات کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو۔

۴۔ اذان، نماز کے وقت کے داخل ہونیکے وقت ہو۔

(۱) اس حدیث کو امام دارمی نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اذان کی سنتیں

۱۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا

۲۔ مؤذّن کا ناپاکیوں سے پاک ہونا۔

۳۔ حیعلتین یعنی حیي علی الصلاہ اور حيي علی الفلاح میں دائیں اور بائیں متوجّہ ہونا۔

۴۔ مؤذّن کا شہادت والی انگلیوں کو اپنے کانوں میں رکھنا۔

اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں رکھے

۵۔ مؤذّن اچھی اور قوی آواز والا ہونا۔

۶۔ اذان کا ٹھہر ٹھہر کر کہنا ۔

https://www.al-feqh.com/ur/اذان-اور-اقامت

اذان اور اقامت کا طریقہ کار

۱۔ اذان کے کلمات:» اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، اِشہد اِن لا اِلہ اِلا اللہ، اِشہد اِن لا اِلہ اِلا اللہ، اِشہد اِن محمداً رسول اللہ، اِشہد اِن محمداً رسول اللہ، حَیّ علی الصلاۃ، حَیّ علی الصلاۃ، حَیّ علی الفلاح، حَیّ علی الفلاح، اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، لا اِلہ اِلا اللہ"(۱)

۲۔ اقامت کے کلمات: " اللہ اِکبر اللہ اِکبر، اِشہد اِن لا اِلہ اِلا اللہ، اِشہد اِن محمداً رسول اللہ، حَیّ علی الصلاۃ، حَیّ علی الفلاح، قد قامت الصلاۃ، قد قامت الصلاۃ، اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، لا اِلہ اِلا اللہ "

جو چیزیں اذان سننے والے کے لیے مستحب ہیں۔

۱۔ وہ مؤذّن والے کلمات ادا کرے، مگر اسکے قول « حَیّ علی الصّلاۃ، حَیّ علی الفلاح " کے وقت کہے " لا حَولَ ولا قُوّۃَ اِلا باللہ "

۲۔ یہ کہ اذان کے بعد کہے " اِشْھَدُ اَن لَا اِلٰہَ اِلا اللہ وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہٗ، وَاَنّ مُحَمّداً عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ، رَضِیتُ بِاللہِ رَبّاً، وَبِمُحَمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم رَسُولاً، وَبِالِاسلام دِیناً "(۲)

۳۔ اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور پھر کہے " اَللّٰھُمّ رَبَّ ہٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ، وَالصَّلَاۃِ القَائِمَۃِ، آتِ مُحَمَّداً الْوَسِیلَۃَ وَالْفَضِیلَۃَ، وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَحْمُوداً الَّذِی وَعَدْتَہٗ "(۳)

۴۔ اذان اور اقامت کے درمیان اپنے لیے دعا کرے کیونکہ دُعا اس وقت رد نہیں کی جاتی۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا " بے شک دُعا اذان اور اقامت کے درمیان رد نہیں کی جاتی"

اذان اور اقامت کے احکام

۱۔ دو نمازوں کو جمع کرنے کے وقت ایک اذان پر اکتفا کرے جیسے ظہر اور عصر۔ اور اقامت ہر نماز کے لیے علیحدہ کہے گا۔

۲۔ اگر نماز کے لیے اقامت کہی گئی لیکن نماز کو لیٹ شروع کیا گیا تو دوبارہ اقامت کہنے کی ضرورت نہیں۔ ۔

۳۔ مؤذّن پر لازم ہے کہ وہ اذان کے الفاظ میں غلطیوں سے بچے مثلاً

ا۔ «اَللہ اَکبر کو استفہام کے ساتھ کہنا غلطی ہے»

ب۔ « اللہ اکبار" باء کے بعد الف کا اضافہ کرنا۔

ج۔ "اللہ و اکبر" واؤ کا اضافہ کرنا غلطی ہے۔

۴۔ جب فرض نماز کھڑی ہو جائے پھر نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر فرض نماز کھڑی ہو گئی اور وہ نفل نماز پڑھ رہا تھا تو اگر کم باقی رہ گئی ہو تو پورا کرے ورنہ توڑ دے بغیر سلام کے اور امام کے ساتھ فرض نماز میں شامل ہو جائے۔

۵۔ اچھے اور برے میں تمیز کرنے والے بچے کی اذان صحیح ہے۔

۶۔ نیند یا بھول کی وجہ سے فوت شُدّہ نمازوں کے لیے اذان اور اقامت کہنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے ایک دفعہ صحابہ صبح کی نماز سے سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان دی۔ پھر انھوں نے وضو کیا اور فجر کی دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ کو اقامت کہنے کا حکم دیا اور صحابہ کرام کو صبح کی نماز پڑھائی۔(۴)

۷۔ اگر اذان کے وقت کوئی آدمی مسجد میں ہو تو بغیر کسی عذر کے نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ نکلے۔ حضرت ابوحریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ رسول ﷺ اللہ نے ہمیں حکم دیا کو اگر اذان کے وقت تم مسجد میں ہوئے تو کوئی بھی آدمی نماز پڑھے بغیر مسجد سے نہ نکلے"۔(۵)

۸۔ مؤذّن کو چاہیے کہ شہادتین میں اپنی آواز کو پست رکھے۔ پھرانکو بلند آواز سے لوٹائے۔ یہی سُنّت سے ثابت ہے۔

فجر کی اذان

فجر کے لیے دو اذانیں مشروع ہیں۔ ۱۔ وقت کے داخل ہونے سے پہلے ۲۔ نماز کے وقت کی خبر دینے کے لیے تو پہلی اذان میں مشروع یہ ہے کہ مؤذّن دو مرتبہ الصلاۃ خیر من النوم کہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا "جب آپ فجر کی پہلی اذان دو تو کہو " الصلاۃ خیر من النوم "(۶)

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲) روایت کیا مسلم نے
(۳) روایت کیا احمد نے
(۴) روایت کیا ابوداؤد نے
(۵) روایت کیا احمد نے
(۶) روایت کیا ابوداؤد نے

https://www.al-feqh.com/ur/اذان-اور-اقامت

https://www.al-feqh.com/ur

مناسب نہیں ہے

۱۔ اذان میں اعراب کی غلطی کرنا اور گانے کی سی سُر لگانا جو حروف کی تبدیلی کی طرف لے جائے اور حرکات، سکنات اور کمی اور زیادتی کی طرف لے جائے۔

۲۔ اذان کے بعد آپ ﷺ پر بلند آواز کے ساتھ صلاۃ و سلام بھیجنا۔

۳۔ بعض کہتے ھیں ((قد قامت الصّلاۃ)) کے بعد ((اِقامھا اللہ و اِدامھا)) کہنا۔

اذان شیطان کو بھگاتی ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا "جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گرز مارتے ہوئے پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتا ہے اور بھاگتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایسی جگہ پہنچ جاتا ہے جہاں اسے اذان سنائی نہیں دیتی ۔ جب اذان پوری ھو جاتی ہے واپس آ جاتا ہے پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے۔اور نمازی کے دل میں مختلف قسم کے خیالات ڈالنا شروع کر دیتا ہے اور جب تک اسے بہکا نہیں دیتا خیالات ڈالتا چلا جاتا ہے۔[۱]

(۱) اس حدیث کو امام بخاری ے روایت کیا ہے۔

فائدے

۱۔ اذان کے بعد اور نماز شروع ہونے سے پہلے مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو اذان کے بعد مسجد چھوڑ کر جا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم (محمد ﷺ)(۱۸) کی نا فرمانی کی۔

۲۔ نوافل کے لیے کوئی اذان اور اقامت نہیں ہےاور نہ ہی عیدین کی نماز، نہ استقاء، نہ جنازے کی نماز کے لیے ،نہ ہی سورج اور چاند گرہن والی نماز کے لیے اذان اور اقامت ہےالبتہ چاند گرہن والی نماز میں "الصلاۃ جامعہ" کہے۔

۳۔ مؤذّن بارش میں یا سخت سردی میں کہے "اِلا صلّوا فی رحالکم" (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو)

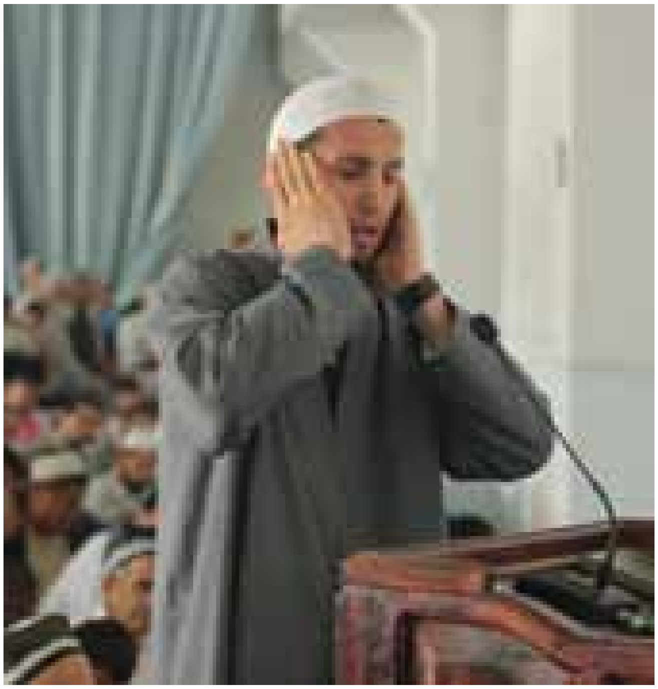

https://www.al-feqh.com/ur/اذان-اور-اقامت

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اہل اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

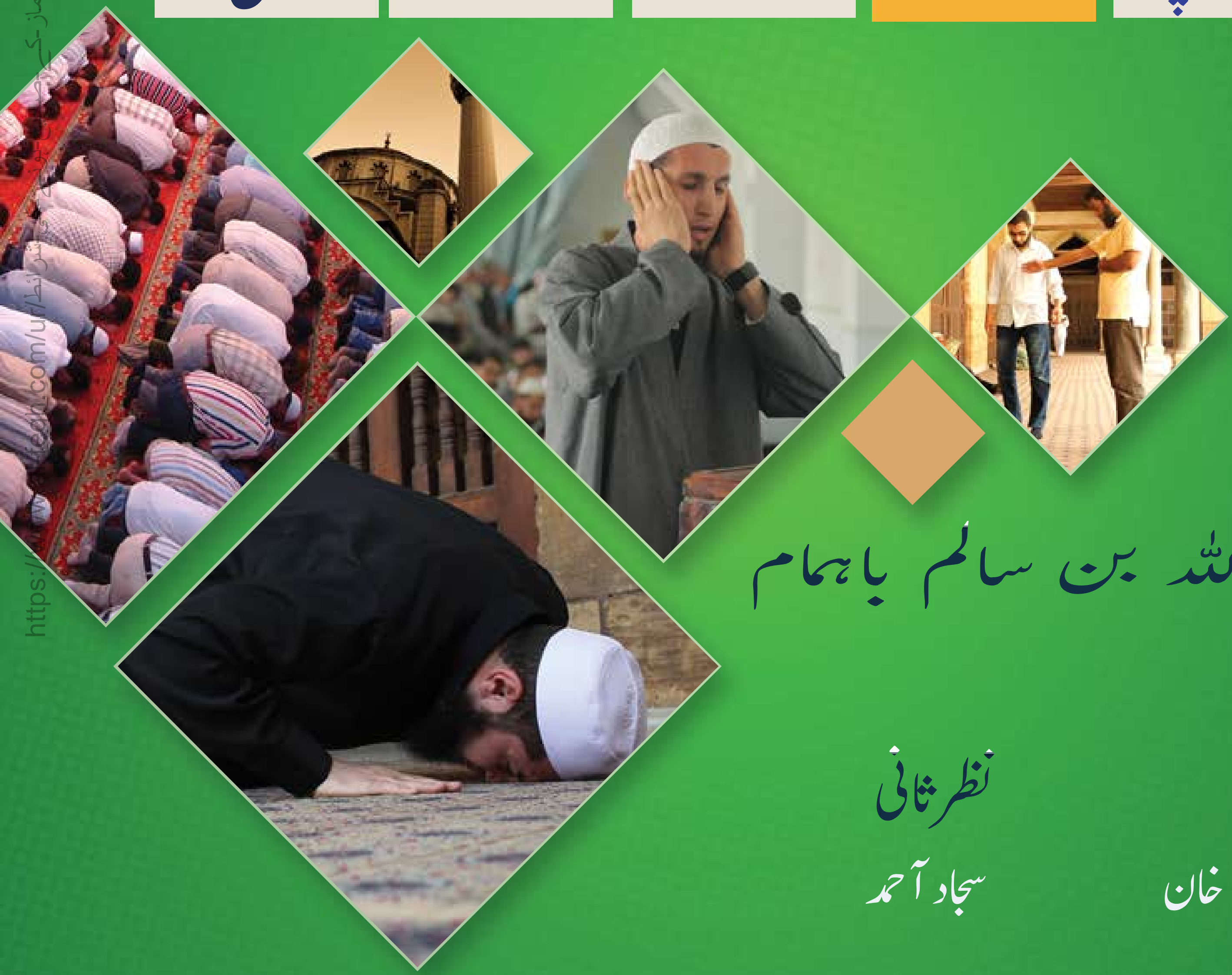

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

نماز کے صحیح ہونے کی شرائط

۳ نماز کے صحیح ہونے کی شرائط

مندرجات/مشتملات

ا۔وقت کا داخل ھونا
۲۔ ناپاکی سے پاکی حاصل کرنا
۳۔ کپڑے، بدن اور جگہ کا پاک ہونا
۴۔ شرمگاہ کو ڈھانپنا۔
۵۔ قبلہ رخ ہونا

اوّل وقت کا داخل ہونا

فرض نمازوں کے لیے ایک وقت مقرّر ہے اور انکی ادائیگی نہ اس وقت سے پہلے ٹھیک ہے اور نہ بعد میں جائز ہے البتہ کسی عذر کی وجہ سے ادائیگی وقت سے پہلے یا بعد میں جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا «بے شک نماز مومنوں پر اپنے وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ "آپ ﷺ کے پاس ایک شخص نمازوں کے اوقات کے متعلق سوال کرنے آیا۔آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ ابو موسیٰ فرماتے ھیں کہ آپ ﷺ نے فجر کی نماز لو پھوٹتے ہی ادا کی اندھیرے کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکتے تھے۔ پھر سورج ڈھلتے ہی آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی۔ اور ایک کہنے والا کہتا ہے کہ آدھا دن ڈھل گیا تھا اور آپ ﷺ ان سے زیادہ جانتے تھے۔پھر سورج کے بلند ہوتے ہی آپ ﷺ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا اور عصر کی نماز ادا کی اور سورج کے غروب ہوتے ہی آپ ﷺ نے پھر مؤذن کو اذان کا حکم دیا اور مغرب کی نماز ادا کی۔سرخی کے غائب ہوتے ہی آپ ﷺ نے مؤذن کو عشاء کی اذان کا حکم دیا اور نماز ادا کی۔

دوسرے دن فجر کی نماز کو اتنا لیٹ کیا کو جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج نکل چکا تھا یا نکلنے کے قریب تھا اور ظہر کی نماز کو اتنا لیٹ کیا کہ پہلے دن عصر کی نماز جس وقت پڑھی تھی وہ وقت داخل ہو گیا اور عصر کی نماز کواتنا لیٹ کیاکہ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو سورج زرد ہو چکا تھا اور مغرب کی نماز کہ اتنا لیٹ کیا کہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو سرخی زائل ہونیوالی تھی اور عشاء کہ نماز کو رات کے پہلے حصے کے تیسرے حصے تک لیٹ کیا۔ رات گزارنے کے بعد جب صبح اٹھے تو سوال کرنے والے کو بلایا کہ وقت ان دونوں کے درمیان ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے "کہ آپ ﷺ نے دوسرے دن سُرخی کے غائب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز ادا کی"۔[1]

نمازوں کے اوقات یہ ہیں

ا۔فجر کا وقت

فجر کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔» وہ سفید روشنی ہے جو کہ مشرق کی طرف افق میں ہوتی ہے «سورج کے طلوع ہونے تک بڑھتا ہے۔

۲۔ ظہر کا وقت

سورج کے ڈھلنے سے لیکر اس وقت تک جب تک ایک چیز کا سایہ اسکے مثل نہ ہو جائے۔ اس سائے کے بعد کہ جس پر سورج ڈھلا تھا۔ اسکی صورت یہ ہو گی کہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو آدمی کا سایہ مغرب کی طرف ہو تا ہے۔ پھر سورج کے بلند ہونے کے ساتھ ساتھ سایہ کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک موڑ پر یہ سایہ رک جاتا ہے اور پھر دوبارہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے تو جیسے ہی دوبارہ بڑھنا شروع ہوتا ہے یہ زوال کا وقت ہے

۳۔عصر کا وقت

ظہر کے وقت کے ختم ہونے سے لیکر چیز کا سایہ دو چند ہونے تک ہے۔

۴۔مغرب کا وقت

سورج کے غروب ہونے سے سُرخ لکیر کے غائب ہونے تک وہ سُرخ روشنی ہے وہ جو آسمان کے افق میں ہوتی ہے سورج کے غروب ہونے کے وقت۔

۵۔ عشاء کا وقت

مغرب کا وقت ختم ہونے سے لیکر آدھی رات تک ہے؛ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے «عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے "[2] اور اس زمانے میں نماز کے اوقات کو آسانی سے کیلنڈر کے ذریعے جا نا جا سکتا ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط/

https://www.al-feqh.com/ur

فجر کی نماز

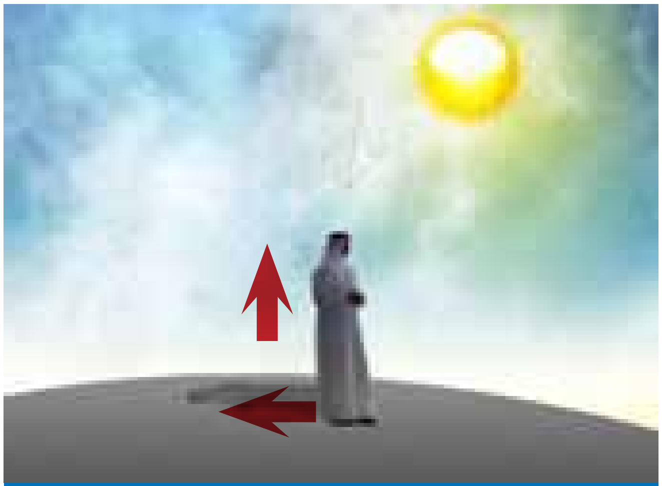

ظہر کی نماز

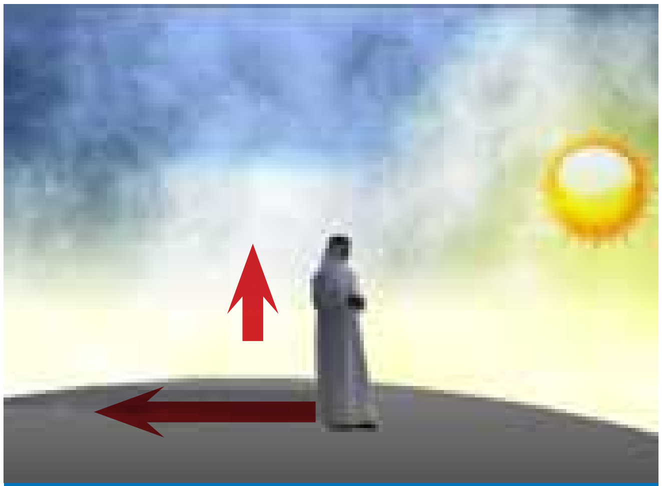

عصر کی نماز

مغرب کی نماز

عشاء کی نماز

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط

https://www.al-feqh.com/ur

مناسب نہیں ہے

ایسے تنگ کپڑوں میں نماز پڑھنا کہ جن سے نگیج ظاہر ہوتا ہو یا انتہائی باریک کپڑوں میں نماز پڑھنا یا نگیج کے کھلے ہونیکی حالت میں نماز پڑھنا۔ یا اس حالت میں نماز پڑھنا کہ چادر لٹکی ہوئی ہو یعنی جس وقت کپڑے ٹخنوں سے نیچے چلے جائیں۔

یا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جن پر تصویر بنی ہو یا ایسی جگہ پر نماز پڑھنا جہاں جاندار چیزوں کی تصاویر ہوں یا سجدہ کرنا جہاں پر تصاویر اور نقشے ہوں۔[1]

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

فائدے

۱۔ جس نے وقت نکلنے سے پہلے ایک رکعت بھی پا لی تحقیق اس نے پوری نماز پا لی۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے «جس نے ایک رکعت پا لی تو اس نے نماز پا لی"[1]

۲۔ جب نماز نیند یا بھول کی وجہ سے فوت ہو جائے تو فوری ادا کرنا واجب ہے۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے "جو شخص نماز بھول جائے تو پس اسکو پڑھے جب یاد آ جائے اسکا کفارہ یہی ہے"۔[2]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

دوسرا: ناپاکی سے پاکیزگی حاصل کرنا

ا۔ چھوٹی ناپاکی سے پاکیزگی حاصل کرنا

اور وہ وضوکے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! «اللہ پاک تم میں سے کسی کی بھی ناپاکی کی حالت میں نماز قبول نھیں کرتا یہاں تک کہ وہ وضو کرلے"[1]

۲۔ بڑی ناپاکی سے پاکی حاصل کرنا

اور وہ غسل سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ عزّوجل کے قول کی وجہ سے «اگر تم ناپاک ہو تو خوب پاکی حاصل کرو (مائدہ)"

جس کو نماز میں یاد آئے کہ وہ ناپاک ہے یا نماز کے درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو اسکی نماز باطل ہو جائیگی۔ اور اس پر لازم ہے کہ وہ پاکی حاصل کرنے کے لیے بغیر سلام کے نماز توڑ دے۔ اس لیے کہ نماز ٹوٹی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اور سلام تو نماز کے ختم ہونے پر ہوتا ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط

https://www.al-feqh.com/ur

تیسرا: کپڑے، جسم اور جگہ کی پاکی

۱۔ کپڑے کی پاکی

کپڑے کی پاکی کی تصویر

۲۔ جسم کی پاکی۔

رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا «بے شک ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا بلکہ یہ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے کی وجہ سے دیا جا رہا ہے»[۱]

۳۔ جگہ کی پاکی

اس اعرابی کی حدیث کی وجہ سے جس نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا «چھوڑ دو تم اسکو اور اسکے بول پر ایک ڈول پانی ڈال دو»[۲]

جگہ کی پاکی کی تصویر

نماز اور ناپاکی

جس نے نماز پڑھی اور وہ نہیں جانتا کہ اس پر ناپاکی ہے یا وہ بھول گیا کہ اس پر ناپاکی ہے تو اسکی نماز صحیح ہے۔ «اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ نماز پڑھتے ہوئے جوتے اتار دیے تھے۔انکی دیکھا دیکھی میں صحابہ کرام نے بھی اتار دیے تھے۔ جب رسول ﷺ اللہ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم نے کیوں جوتے اتارے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اُتارے تو ہم نے بھی اُتار دیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آیا تھا اور اُس نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ کے دونوں جوتے ناپاک ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو اُلٹا کرکے دیکھ لے اگر ان میں کوئی گندگی وغیرہ دیکھے تو زمین کے ساتھ پونچھ لے پھر ان میں نماز پڑھ لے"[۳]

ساری زمین مسجد ہے۔

ساری زمین مسجد ہے۔ اس پر نماز پڑھنا صحیح ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا «میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا ہے۔ میری امّت میں سے جس بھی شخص پر جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہ وہاں نماز پڑھ لے »[۴] اور اس سے وہ جگہ مستثنیٰ ہے جن سے منع کیا گیا ہے مثلا قبر اور غسل خانہ میں نماز ادا کرنا۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے "زمین ساری کی ساری مسجد ہے مگر قبر اور حمام اس سے مستثنیٰ ہیں" اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو"[۵] اور" اعطان الابل" وہ جگہ ہے جہاں وہ رات گزارتا ہے اور رہتا ہے۔

غسل خانے میں نماز پڑھنے کی تصویر

قبروں میں نماز پڑھنے کی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) جس پر امام بخاری اور مسلم متفق ہوں۔
(۳) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط

https://www.al-feqh.com/ur

چوتھا: ستر کا چھپانا

مرد کا ستر: ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے۔

عورت کا ستر نماز میں: چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا سارا جسم ہے۔

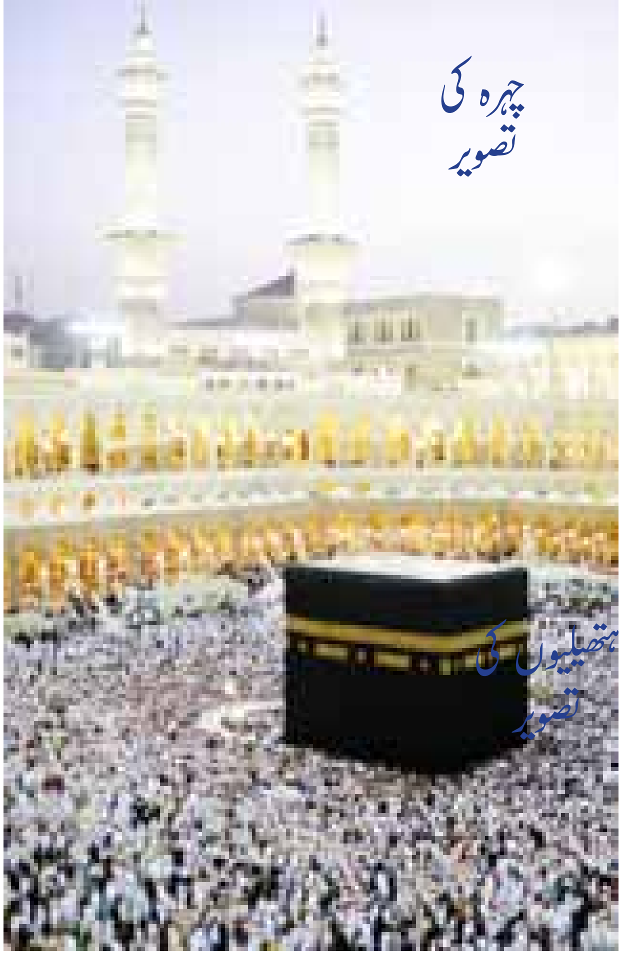

دونوں کندھوں کا ڈھانپنا

نماز پڑھنے والے کے لیے واجب ہے کہ کہنیوں اور گردن کے درمیان والی جگہ کو ڈھانپ لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا» آپ میں سے کوئی بھی ایک کپڑے میں جس کے ذریعے کندھوں کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نماز نہ پڑھے“[1]

(۱) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط/

پانچواں: قبلہ کی طرف منہ کرنا

اور قبلہ خانہ کعبہ ہے۔

اللہ عزّوجل نے فرمایا «اور اپنے چہرے کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو» اور بعض کاموں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھے اس پر واجب ہے کہ وہ عین کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔ بہرحال جو کعبہ سے دور ہو تو وہ اسکی جہت کیطرف منہ کر کے پڑھے۔ کیونکہ وہ عین کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا "جو مشرق اور مغ

حرم کے اندر نماز پڑھنے والے کی تصویر۔

۲۔ سوار کی نفل نماز: سوار نماز شروع کرنے سے پہلے اپنی طاقت کے مطابق کعبہ کے بارے میں غوروخوض کرے۔ اگر پھر بھی اسے کعبہ کی جہت معلوم نہیں ہوتی تو اس کی سواری جس طرف متوجہ ہو اس طرف نماز پڑھ لے اور یہی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ "بے شک نبی ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جس طرف وہ منہ کرتی تھی اور وتر پڑھتے تھے لیکن فرض نماز نہیں پڑھتے تھے"۔[1]

جو قبلہ نہ جانتا ہو۔

جو شخص قبلہ رخ نہیں جانتا اگر وہ آبادی میں ہے یا لوگ اسکے قریب ہیں تو ان سے مسجدوں کے محرابوں کے بارے کے بارے میں یا قبلہ معلوم کرنے والے آلہ کے بارے اور سورج اور چاند کے نکلنے کے اطراف کے بارے میں اور جو چیزیں ان کے مشابہ ہیں ان کے بارے میں پوچھ لے اور اگر پھر بھی پتہ نہ چلے تو اس طرف نماز پڑھ لے۔ اللہ عزّوجل فرماتے ہیں «جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرے رہو"

(ا) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

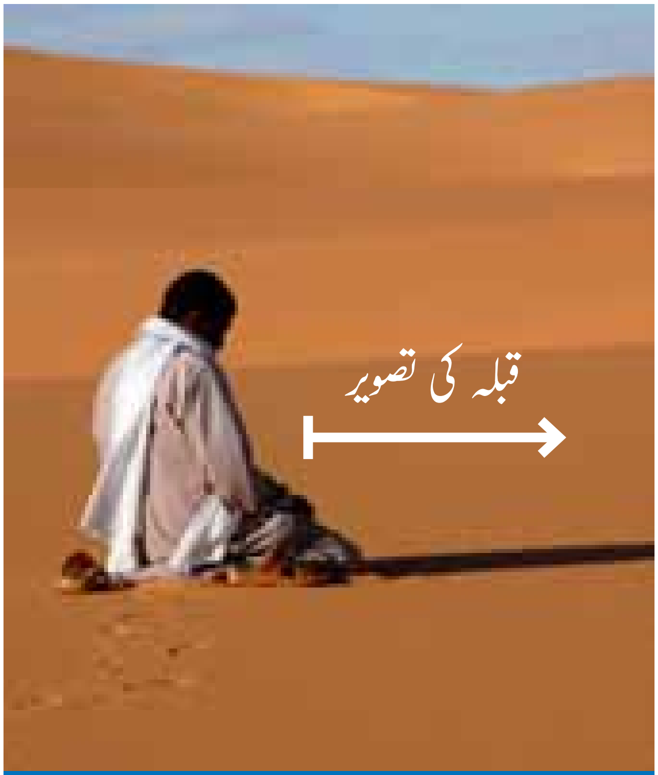

کعبہ سے دور نماز پڑھنے والے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-صحیح-ہونے-کی-شرائط

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	**نماز**	روزہ	زکوۃ	حج

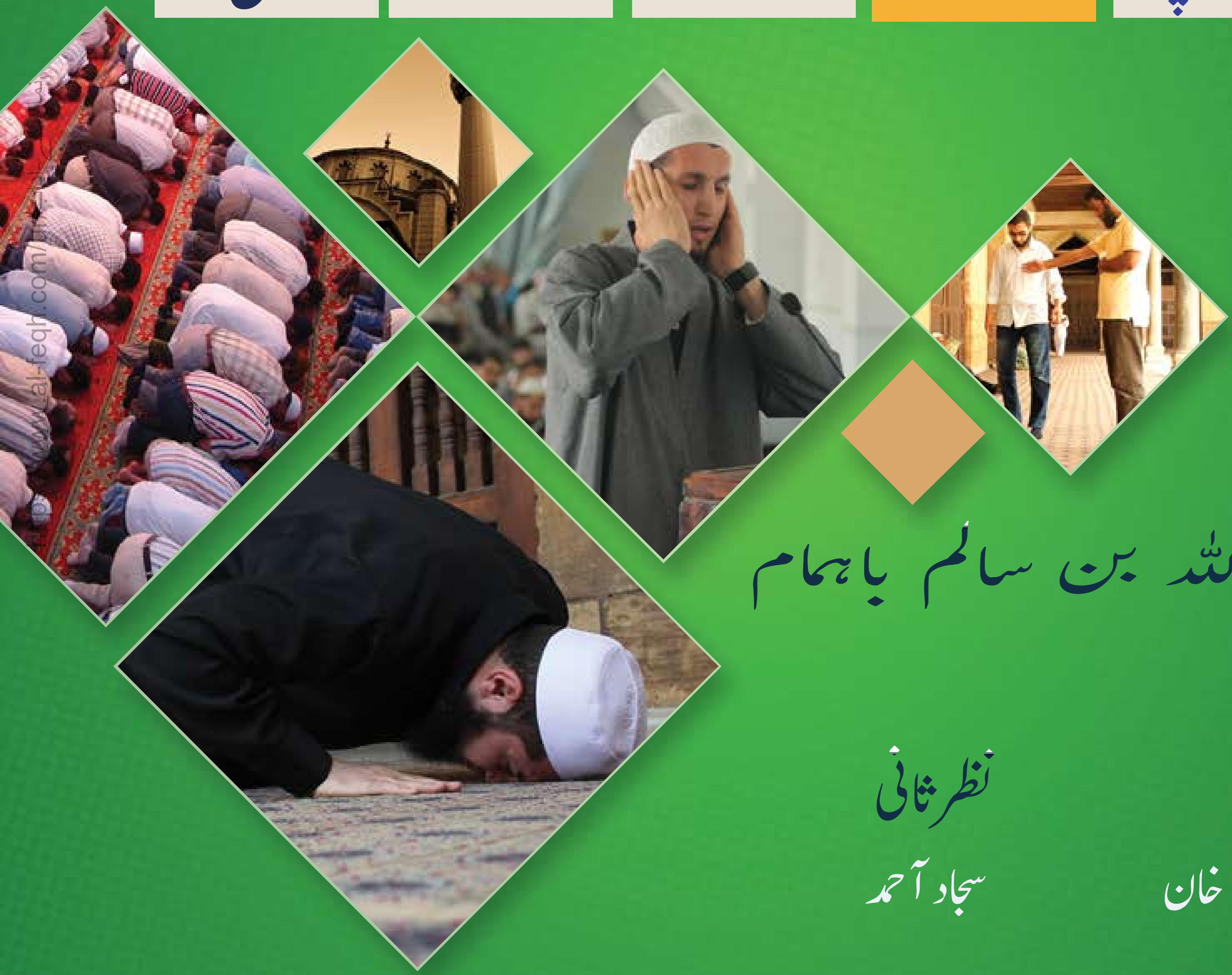

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی

سجاد آحمد

نماز کے آداب

https://www.al-feqh.com/ur

۴ نماز کے آداب

نماز بہت بڑی عبادت ہے۔اس میں مسلمان اپنے دل اور بدن کو اللہ تعالٰی کی طرف متوجّہ کرتا ہے تو اسکے لیے مناسب ہے کے اپنے نفس اور بدن کو تیار کر کے اسکی طرف پیش کرے۔

تاکہ وہ اللہ کی عبادت کے لیے بالکل فارغ ہواور صحیح طریقے سے ادا کر سکے۔ اس کے لیےاسے نیچے دی گئی چیزوں سے مزیّن ہونا ضروری ہے۔

مندرجات/مشتملات

۱۔ خلوص

۲۔ مکمّل وضو کرنا

۳۔ نماز کے لیے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔

۴۔ اللہ کا ذکر کرنا

۵۔ نماز کی طرف سکون اور وقار کے ساتھ چلنا۔

۶۔ مسجد سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت ذکر کرنا۔

۷۔ دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھنا۔

۸۔ انگلیوں کو چٹخنے سے پرہیز کرنا۔

۹۔ اللہ تعالٰی کے ذکر میں مشغول ہونا۔

۱۰۔ نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا۔

۱۱۔ نبی اکرم ﷺ کی سُنّت کو لازم پکڑنا۔

۱۔ خلوص

اللہ تعالٰی نے فرمایا «انہیں اسکے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں" اللہ خالص عمل کے سوا کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔ یعنی نہ اس میں ریا ہو اور نہ ہی شہرت مقصود ہو اور نہ شرک کی کسی قسم میں سے کوئی قسم ہو۔

۲۔ مکمّل وضو کرنا

اسباغ الوضو کامل اور مکمّل طریقے سے وضو کرنا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "

بے شک رسول ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہاری کسی ایسی چیز کی طرف رہنمائی نہ کروں کہ اللہ اسکے ذریعے گناہوں کو مٹا دے اور اسکے ذریعے درجات کو بلند کردے"۔ صحابہ نے عرض کی کہ کیوں نہیں تو رسول اللہ نے فرمایا " سختی اور مشقّت کے باوجود مکمّل وضو کرنا،مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا یعنی مسجد کے دور ہونے کے باوجود مسجد ہی میں نماز پڑھنا، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور نفس کو اللہ کی عبادت پر راضی کرنا ہے"[۱]

۳۔ نماز کے لیے جلدی کرنا

وہ نماز کے لیے انتظار کی فضیلت کو پانے کے لیے جلدی نکلنا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز کا انتظار کرتا ہےتو گویا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے"[۲]

۴۔ اللہ کا ذکر کرنا

گھر سے نکلتے وقت اللہ کا ذکر کرے اور کہے " باسم اللہ، توکلت علی اللہ، لا حول ولا قوۃ إلا باللہ "" اللھم إني إعوذ بك إن إَضل او إُضل، إو إزِل إو إُزَل، إو إظلِم إو إُظلَم، إو إجهَل إو يُجهَل عليَّ "[۳]

اور مسجد کی طرف جاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرے اور کہے " اللھم اجعل

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیے ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ابو داود نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-آداب

https://www.al-feqh.com/ur

فی قلبی نورًا، وفی لسانی نورًا، واجعل فی سمعی نورًا، واجعل فی بصری نورًا، واجعل من خلفی نورًا، ومن إمامی نورًا، واجعل من فوقی نورًا، ومن تحتی نورًا، اللهم إعطنی نورًا "(۱)

۵۔ سکون اور وقار کے ساتھ نماز کی طرف چلنا

رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں «جب تم اقامت کو سنو تو سکون اور طمانیت کے ساتھ نماز کی طرف چل پڑو اور جلدی نہ کرو اور جتنی نماز پالو، پڑھ لواور جو فوت ہو جائے اسکو پورا کر لو"(۲)

۶۔ مسجد میں داخلے کے وقت اللہ کا ذکر کرنا۔

- مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنے دائیں پاؤں کو پہلے رکھے اور کہے " إعوذ باللہ العظیم، وبوجہہ الکریم، وسلطانہ القدیم من الشیطان الرجیم "" بسم اللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ "" اللہم افتح لی إبواب رحمتك "(۳)
- مسجد سے نکلتے وقت بائیں پاؤں کوپہلے نکالے اور کہے " بسم اللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، اللہم إنی إسائلك من فضلك، اللہم اعصمنی من الشیطان الرجیم "(۴)

۷۔ دو رکعتیں پڑھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔

رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں «جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسکو چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے"(۵)

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے.
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے.
(۳) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے.
(۴) اس حدیث کو امام إبو داود نے روایت کیا ہے.
(۵) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

۸۔ انگلیوں کو چٹخنے سے یا ساتھ ساتھ ملانے سے پرہیز کرے۔

رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں» جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھی طرح سے وضو کر لے ۔ پھر وہ مسجد کا ارادہ کرتے ہوئے مسجد کی طرف نکلے تو اپنی انگلیوں کو نہ ملائے اور نہ چٹخے کیونکہ وہ نماز میں ہے۔(۶)

۹۔ ذکر کے ساتھ مشغول رہنا۔

نماز کے انتظار کے وقت ذکر، دعااور تلاوت قرآن کے ساتھ اسطرح مشغول رہنا کہ دوسرے نماز پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو۔

۱۰۔ نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرنا۔

خشوع و خضوع نماز کا گودااور اسکی روح ہے۔ بغیر خشوع اور خضوع والی نماز ایسے مردہ بدن کی طرح ہے جس میں روح نہ ہو۔ ابن رجبؒ فرماتے ہیں «خشوع کی اصل، دل کی نرمی اور اسکی رقّت ہے اور اسکا خضوع ،جھکنا اور دل کی گرمی ہے» جب دل کا خشوع ہو گا تو جسم کے باقی اعضاء بھی اسکے تابع ہونگے کیونکہ وہ دل کے تابع ہیں۔ پس خشوع کا محل دل ہے اور اسکی تعبیر کرنے والی زبان باقی جوارح ہیں۔

۱۱۔ اپنی ساری نماز میں نبی ﷺ اکرم کی سنت کو لازم پکڑنا۔

نماز عبادت ہے اس میں اتباع واجب ہے۔ پس ایسا عمل نہ کرے اور نہ کہے جسکو نبی کریم ﷺ نے نہیں کہا اور نہیں کیا۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے «تم نمازایسے پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"(۷)

(۶) اس حدیث کو امام إبو داود نے روایت کیا ہے.
(۷) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے.

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-آداب

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

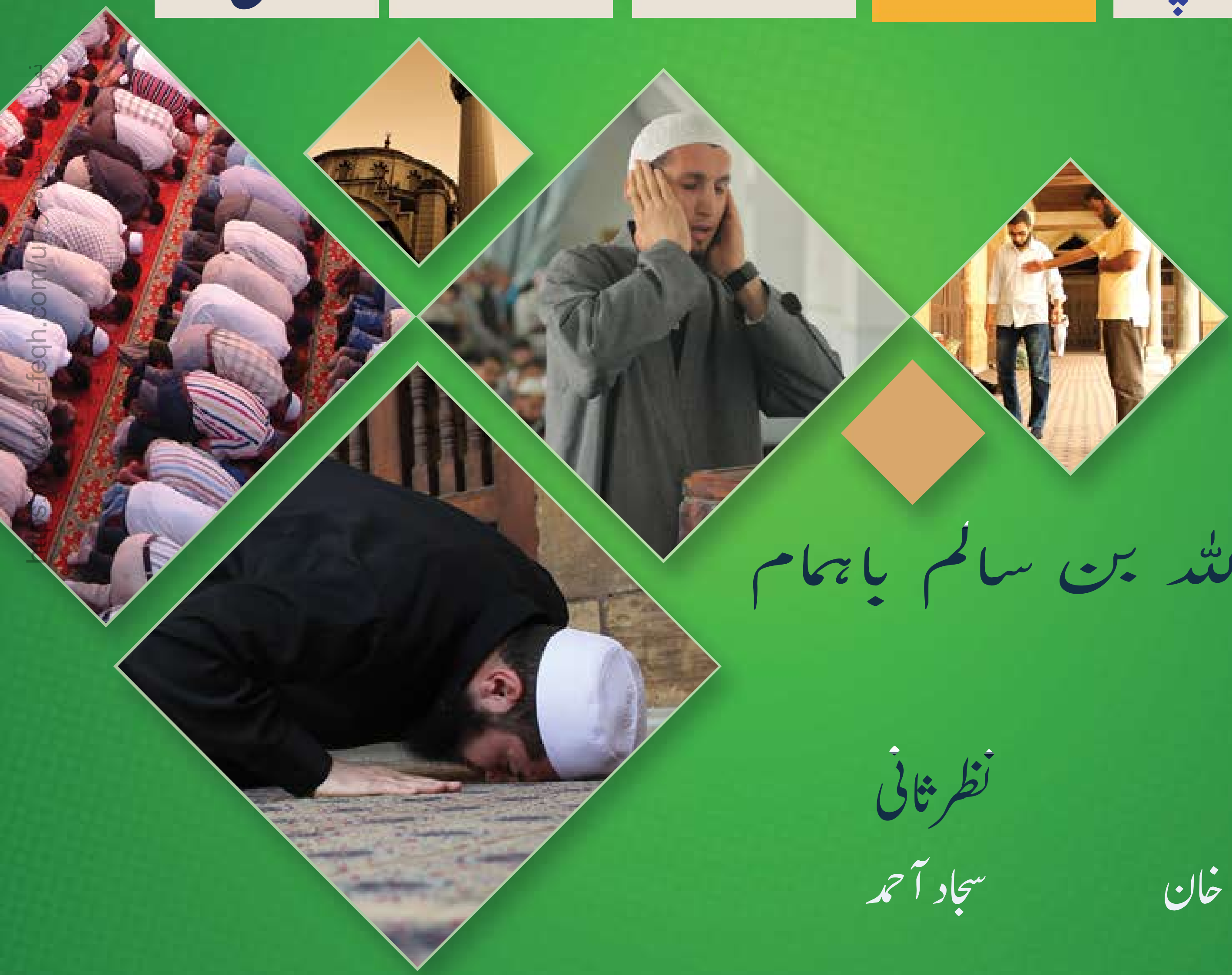

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نمازی کا سترہ /آڑ

https://www.al-feqh.com/ur

نماز کی آڑ/رکاوٹ

مندرجات/مشتملات

نماز کی آڑ/رکاوٹ کی تعریف
نماز کی آڑ/رکاوٹ کی مشروعیت
نماز کی آڑ/رکاوٹ کا حکم
نماز کی آڑ/رکاوٹ کی حکمت
نماز کی آڑ/رکاوٹ کے احکام

نماز کی آڑ/رکاوٹ

سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جسکو نمازی اپنے اور گزرنے والے کے درمیان رکھتا ہے۔

نماز کی آڑ/رکاوٹ کی مشروعیت

فرض اور نفل میں خواہ مسجد ہو یا نہ ہو رکاوٹ بنانا حضر اور سفر میں مشروع ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا «جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے سترے کی طرف نماز پڑھے اور اسکے قریب ہو"[١]

حضرت وھب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" آپ ﷺ نے منیٰ میں ہماری امامت کی۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک چھوٹی لکڑی گاڑھی گئی اور آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں"۔[٢]

نمازی کے سترے/رکاوٹ کا حکم

کسی چیز کو آڑ بنانا واجب ہے۔ آپ ﷺ نے آڑ بنانے کا امام اور اکیلے کو حکم دیا ہے۔ اور اس میں رغبت کااظہار فرمایا کہ ایک مسلمان کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ نماز کے وقت اپنے سامنے سترہ رکھ لے اور گزرنے والا اسکے اور اسکے سترے کے درمیان گذرنے سے روکا جائے گا۔

(١) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(٢) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں «تو سترے کی طرف ہی نماز پڑھ اور کسی کو اپنے سامنے سے نہ گذرنے دے اگر وہ انکار کرے تو اسکو مارو"[٣]

نمازی کے سترے کے احکام

بہت سی حکمتوں کی وجہ سے نمازی کے لیے سترہ مشروع کیا گیا ہے۔

١۔ خشوع و خضوع کے ٹوٹنے کے خطرے کی وجہ سے اسکے سامنے سے گزرنے والے کو روکنا۔

٢۔ نماز میں نمازی کے افکار کو محصور کرنا اور کسی اور چیز میں مشغولیت سے روکنا۔

٣۔ عورت، کتا یا گدھے کے گذرنے کے ساتھ نماز کے ٹوٹنے کے خوف سے بچنے کے لیے۔ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے کجاوے کی آخری لکڑی کے مثل سترا بنا لے۔اور اگر اسکے سامنے کجاوے کی آخری لکڑی کے برابر سترہ نہ ہو تو اسکی نماز کو گدھا، عورت اور سیاہ کتا توڑ دیتا ہے" میں نے کہا اے ابوذر کالے کتے کو سیاہ یا زرد کتے پر کیوں ترجیح دی۔فرمایا اے بھتیجے میں نے بھی یہی سوال آپ ﷺ سے کیا تھا جیسے تو نے مجھ سے کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا "کالا کتا شیطان ہے"[٤]

(٣) اس حدیث کو امام ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔
(٤) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کی-آڑ

https://www.al-feqh.com/ur

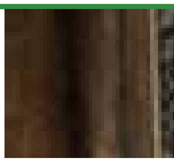

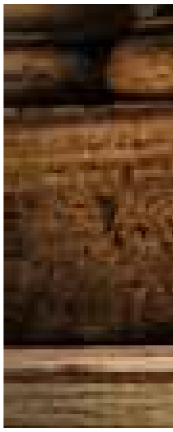

نمازی کے سترے کے احکام

۱۔ سترہ رکھنا امام اور مقتدی دونوں کے لیے ضروری ہے۔ اور امام کا سترہ مقتدی کا سترہ ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں "میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ اس دن منی میں نماز پڑھا رہے تھے تو میں نماز پڑھنے والوں کی صف کے سامنے سے گذرا۔ میں اترا اور اونٹنی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں صف میں داخل ہو گیا اور کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا"۔[۱]

۲۔ نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز نہیں ہے اور گذرنے والا گنہگار ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جان لے کہ اسکے لیے کیا وبال ہو گا تو چالیس روز ٹھہرنے کو آگے گزرنے پر ترجیح دے گا۔ ابو النصر کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے چالیس دن، مہینے یا سال کہا۔

ہاں اگر سترے کے پیچھے سے گزر جائے یا نمازی کے سجدے والی جگہ سے دور گزرے اگر نمازی نے سترہ نہ بنایا ہوا ہو۔

۳۔ نمازی پر لازم ہے کہ اپنے سامنے سے گزرنے والے کو روکے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ "جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اسکو سترہ بنا لے اگر اسکو کوئی پار کرنا چاہے تو اسکو دور کر دے اگر انکار کرے تو اسکو مارے بے شک وہ شیطان ہے۔"[۲]

۴۔ اہل علم کی ایک جماعت نے مسجد حرام کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔اور انہوں نے لوگوں کے مشقّت کو مدّنظر رکھتے ہوئے مسجد حرام میں نمازی کے سامنے گذرنے کی اجازت دی ہے۔ اس لیے کہ مسجد حرام میں نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنے میں حرج ہے۔

۵۔ دیوار، مسجد کے ستونوں میں سے کوئی ستون یا الماری کے ساتھ بھی نماز کے لیے سترہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یا لاٹھی جیسی کوئی چیز اپنے سامنے رکھ کے نماز پڑھ لے۔

۶۔ نمازی اور سترے کے درمیان ایک بکری کے گزرنے جتنا فاصلہ ہونا چاہیے کیونکہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے جتنا فاصلہ ہوتا تھا"[۳]

عورت کی وجہ سے نماز کا ٹوٹنا

(یقطع الصلاۃ) والی حدیث میں عورت کو گدھے اور کالے کتے کے ساتھ تشبیہ دینا مقصود نہیں ہے اور نہ ہی ایک سیاق میں ذکر کرنے کی وجہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ تینوں چیزیں نماز کے توڑنے کی علت میں شریک ہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک نماز کے توڑنے کی علت اور سبب میں مستقل ہے مثلاً کالے کتے کی علت اور سبب پر رسول اللہ ﷺ نے تصریح کر دی ہے کہ اس سے نماز اس لیے ٹوٹ جاتی ہے کہ یہ شیطان ہے۔ اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ گدھا اور عورت بھی شیطان ہیں۔ بلکہ عورت کی وجہ سے نماز اس لیے ٹوٹ جاتی ہے کہ جب عورت نمازی کے سامنے سے گذرتی ہے تو اسکی توجہ اپنی طرف مبذول کرا لیتی ہے۔ اور نمازی کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں عورت مرد سے زیادہ تیز ہے تو اس سے نماز کی خشوع خراب ہو جاتی ہے۔ تو شارع نے نمازی کی خشوع و خضوع برقرار رکھنے کے لیے عورت کے گذرنے کو قاطع صلوٰۃ قرار دیا ہے۔

(۱) متفق علیہ

(۲) متفق علیہ

(۳) متفق علیہ

https://www.al-feqh.com/ur/نمازی-کا-سترہ-آڑ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نماز کا طریقہ

https://www.al-feqh.com/ur

٦ نماز کا طریقہ

مندرجات/مشتملات

۱۔ قبلہ کی طرف متوجّہ ہونا اور احرام کی تکبیر کہنا۔

۲۔ نماز کا شروع کرنا اور فاتحہ کا پڑھنا۔

۳۔ رکوع کرنا اور اس سے اٹھنا

۴۔ سجدہ کرنا اور اس سے اٹھنا

۵۔ التحیات کا پڑھنا

٦۔ سلام پھیرنا

۷۔ نماز کے بعد ذکر کرنا

آپ ﷺ نے فرمایا «ایسے نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو"[۱]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں "آپ ﷺ نماز کو تکبیر اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ شروع فرماتے تھے اور رکوع کے وقت نہ سر کو بلند رکھتے تھے اور نہ ہی جھکاتے تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے۔ اور جب رکوع سے اپنے سر کو اٹھاتے تھے تو سیدھے کھڑے ہونے تک سجدے میں نہ جاتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو سیدھے اٹھنے سے پہلے دوسرے سجدے میں نہ جاتے تھے۔ اور ہر دو رکعتوں میں التحیات کہتے اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے اور شیطان کی طرح سیرین پر بیٹھنے سے روکتے تھے اور آدمی کو اپنی کہنیاں درندے کی طرح بچھانے سے منع فرماتے تھےاور نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرتے تھے۔"[۲]

قبلے کی طرف منہ کرنا اور احرام کی تکبیر کہنا۔

جو نماز کا ارادہ کرے وہ قبلے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے۔ خشوع و خضوع سے نماز پڑھے پھر اپنے دل میں نماز کی نیت کرے کیونکہ نیّت کی جگہ دل ہے اور اسکو الفاظ کے ساتھ ادا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا «اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جسکی اس نے نیّت کی"[۳] پھر اپنے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک بلند کرے اور کہے اللہ اکبر پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینے کے نیچے رکھے اور دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑ لے۔

نماز کا شروع کرنا اور فاتحہ پڑھنا۔

- نمازی اپنے سر کو جھکائے اور اپنی نگاہ کو اپنے سجدے والی جگہ پر رکھے اور پھر کہے « سُبحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمدِکَ، تَبَارَکَ اسمُکَ، وَتَعَالَی جَدُّکَ، وَلَا إِلَہَ غَیرُکَ » پھر اسکے بعد کہے « اِعوذ باللہ من الشیطان الرجیم» «بسم اللہ الرحمٰن الرحیم »[۴] اور اسکے بعد فاتحہ پڑھے اور آمین کہے یعنی قبول کر۔

- پھر نمازی فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھے یا جو اسکو قرآن میں سے آسان لگے وہ پہلی دو رکعتوں میں پڑھے۔ فجر اور مغرب کی پہلی دو رکعتوں اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اونچی آواز کے ساتھ قراءت کرے۔

(۱) رواہ البخاری۔
(۲) رواہ مسلم۔
(۳) متفق علیہ
(۴) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کا-طریقہ

رکوع اور اس سے اٹھنا

نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور جھکتے ہوئے تکبیر کہے اور ہاتھوں کی انگلیاں کھولتے ہوئے انکو گھٹنوں پر اس طرح رکھے گویا کہ انکو پکڑ لیا ہے۔ اور اپنی پیٹھ اور سر کو برابر کرے اور پھر « سبحان ربي العظيم [١] » تین بار پڑھے۔ پھر اٹھے اور امام اور منفرد دونوں " سمع الله لمن حمده [٢] " کہیں

اور پھر سب کہیں " ربنا ولک الحمد، ملء السموات، وملء الأرض، وملء ما بينهما، وملء ما شئت من شيء بعد [٣] " اور مستحب یہ ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھے جیسا کہ رکوع سے پہلے قیام میں کیا تھا۔

سجدہ کرنا اور اس سے اٹھنا

- نمازی تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں چلا جائے اور سجدے میں جاتے ہوئے سب سے پہلے گھٹنے ، پھر اسکے ہاتھ ، پھر پیشانی اور آخر میں ناک زمین کو چھو لے۔اور اپنی ہتھیلیوں کو کانوں یا کندھوں کے برابر پھیلا دے اور اپنی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کر دے اور اپنی کہنیوں کو زمین سے بلند رکھے اور اپنے بازؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور « سبحان ربي الأعلى » تین مرتبہ کہے اور اپنے سجدوں میں دعاؤں کی کثرت کرے۔
- پھر اپنے سر کو تکبیر کہتے ہوئے بلند کرے اور اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھائے اور بائیں پاؤں کو بچھاتے ہوئے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے ہوئےاور انکی انگلیوں کو قبلہ رخ کرتے ہوئے بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھوں کو رانوں پر کشادہ کرکے رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو قبلہ رُخ کرے اور کہے " اللهم اغفر لي، وارحمني، واجبرني، واهدني، وارزقني "

(١) رواہ الترمذی.
(٢) رواہ الترمذی.
(٣) رواہ الترمذی.

- پھر اللہ اکبر کہے اور دوسرا سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔
- پھر اپنے سر کو تکبیر کہتے ہوئے بلند کرے اور تھوڑا سا بیٹھے جسکو جلسۃ الاستراحۃ بھی کہتے ہیں۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب بیٹھ کر کچھ آرام نہ فرما لیتے پھر دوسری رکعت کے لیے اپنے ہاتھوں پر سہارا لیتے ہوئے اٹھے پھر دوسری رکعت پہلی کی طرح پڑھے لیکن شروع میں سبحانک اللھم نہ پڑھے س۔

تشہد

جب نمازی پہلی دو رکعتوں سے فارغ ہو جائے تو پہلے اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے ہوئے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے ہوئے تشھد کے لیے بیٹھ جائے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھ لے اور بائیں ہاتھ کو کھول لے اور دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا لے اور شہادت والی انگلی کو بلند رکھے۔ تشھد کے وقت شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھے اور کہے « التحيات لله، والصلوات والطيبات، السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، إشهد إن لا إله إلا الله وإشهد إن محمداً عبده ورسوله » [٤]

۔ اگر نماز دو رکعتوں سے زیادہ ہو تو تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو تکبیر کے ساتھ بلند کرتے ہوئے اٹھے۔ اور باقی رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھے اور اسکے ساتھ سورۃ نہ ملائے۔

(٤) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کا-طریقہ

اور آخری تشہد میں تورک کے ساتھ بیٹھے۔ اور تورک یہ ہے کہ اپنے بائیں پاؤں کو دائیں طرف بچھاتے ہوئے نکالے اور اپنی سرین پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھے اور تشہد پڑھے اور درود پاک پڑھے» اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد، كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد " پھر کہے " اللهم إني أعوذ بك من عذاب جهنم، ومن عذاب القبر، ومن فتنة المحيا والممات، ومن شر فتنة المسيح الدجال "(١)

سلام پھیرنا

اور نماز کے آخر میں نمازی اپنی دائیں جانب سلام پھیرے اور کہے « السلام عليكم ورحمة الله "(٢) اور بائیں جانب بھی اسی طرح سلام پھیرے۔

نماز کے بعد کے اذکار

- إستغفر الله» (تین مرتبہ) "اللهم إنت السلام، ومنك السلام، تباركت يا ذا الجلال والإكرام"(٣)

(١) رواه إبو داود
(٢) رواه البخاري
(٣) رواه البخاري

- " لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما إعطيت، ولا معطي لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد "(٤)
- " لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك، وله الحمد وهو على كل شيء قدير. لا حول ولا قوة إلا بالله، لا إله إلا الله، ولا نعبد إلا إياه، له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن، لا إله إلا الله، مخلصين له الدين ولو كره الكافرون"(٥)
- " سبحان الله، والحمد لله، والله إكبر" (تینتیس بار) "لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير "(٦)
- " اللهم إعني على ذكرك، وشكرك، وحسن عبادتك "(٧)
- قراءت: آیۃ الکرسی، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس۔
- اللهم إعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك

(٤) رواه مسلم
(٥) رواه مسلم
(٦) رواه البخاري
(٧) رواه مسلم

مسئلہ

نماز کے طریقے میں عورت آدمی کی طرح برابر

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کا-طریقہ

https://www.al-feqh.com/ur

احرام کی تکبیر

فاتحہ کی قراءت

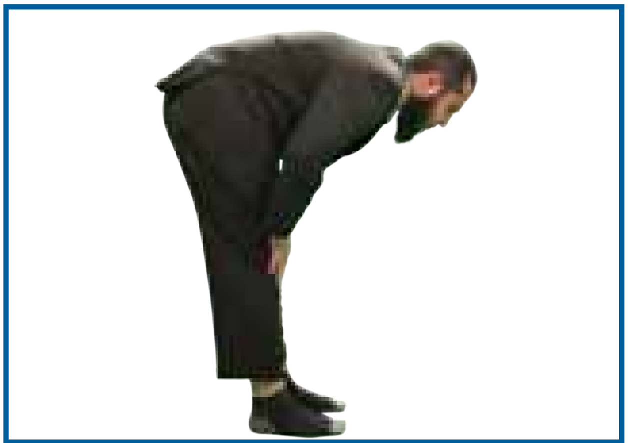

رکوع اور اس سے اٹھنا

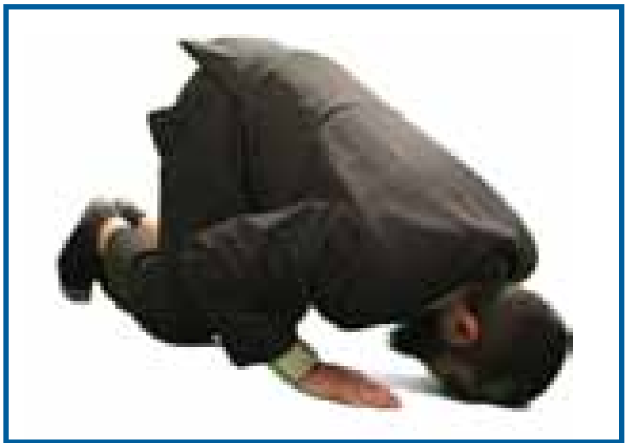

سجدے اور اس سے اٹھنا

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا

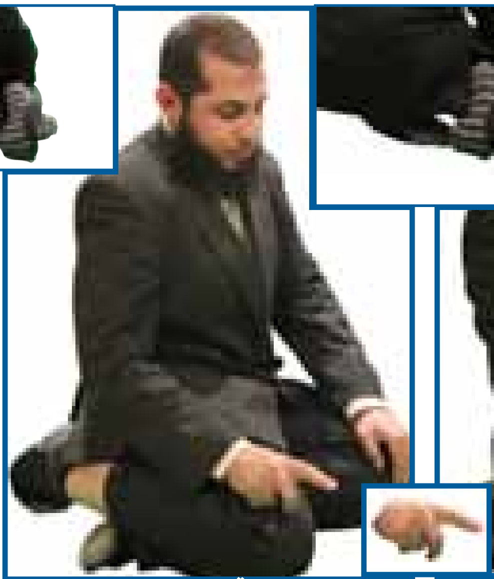

دوسرے تشہد کے لیے بیٹھنا

سلام پھیرنا

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کا-طریقہ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

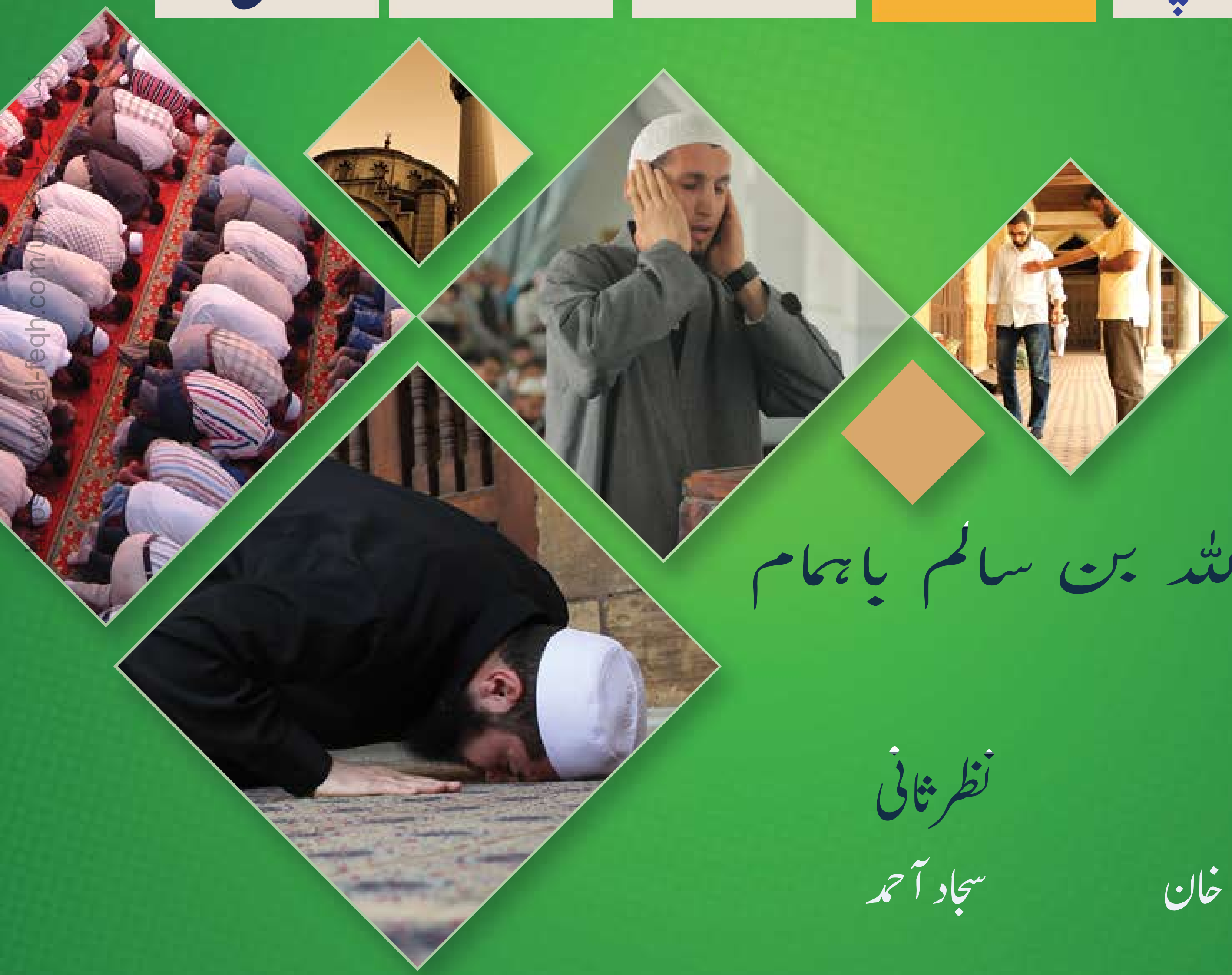

www.al-feqh.com

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نماز کے احکام

https://www.al-feqh.com/ur

۷ نماز کے احکام

مندرجات/مشتملات

بیٹھنے والے کی نماز
نیّت
فاتحہ کی قراءت
آمین کہنا
امام کے سکتات
فرض اور نوافل کی قضاء کی حالت میں جھر کرنا۔
دونوں ہاتھو کو بلند کرنا
رکعت کو پا لینا
اطمینان
زبان کو حرکت دینا
سجدے کی ہئیت
انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا

ا۔ بیٹھنے والے کی نماز

ا۔ نفلوں میں

بیٹھنے والے کی نماز نفلوں میں صحیح ہے اور اسکو کھڑے ہونیوالے کا آدھا اجر ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے اور جو بیٹھ کر نماز پڑھے تو اسکے لیے کھڑے ہونیوالے کا نصف اجر ہے اور جو لیٹ کر نماز پڑھے تو اسکے لیے بیٹھنے والے کا آدھا اجر ہے"[۱] اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اسکے لیے پورا اجر ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اسکے لیے اتنا اجر ہے جتنا قیام کرنیوالے تندرست کے لیے ہے"[۲]

ب۔ فرض کے بیان میں

قیام پر قادر شخص بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

(۱) رواہ البخاری.
(۲) رواہ البخاری.

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

۲۔ نیّت کا بیان

نیّت کے احکام

۱۔ دوران نماز نیّت کو توڑنا جائز نہیں ہے جو شخص نیّت کرے کہ اسکی نماز ٹوٹ جائے تو اسکی نماز ٹوٹ جائیگی۔ اور دوبارہ نماز کی ابتدا کرنا لازم ہو جائیگا۔

۲۔ جس نے نفل نماز کی نیّت کی تو اسکے لیے جائز نہیں ہے کہ اسکو فرض کی طرف پھیرے۔

۳۔ جس نے اکیلے فرض نماز کی نیّت سے نماز شروع کی پر جماعت آ گئی تو اس کے لیے جائز ہے کہ اپنی نیّت کو نفل کی طرف پھیر لے اوردو رکعت نماز نفل پورا کرے۔ پھر سلام پھیرے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

۳۔ فاتحہ کی قراءت

نمازی پر فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اگرچہ وہ جہری نماز ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے فرماتے ہیں «ہم فجر کی نماز میں رسول ﷺ اللہ کے پیچھے تھے تو آپ ﷺ کو قراءت کرنے میں مشکل ہونے لگی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایاشاید تم امام کی اقتداء میں قرات کرتے ہو؟ ہم نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ایسا نہ کیا کروصرف فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ پس جو فاتحہ نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہے“[۱]

۴۔ آمین کہنا

آمین کہنا: نمازی کا قول آمین۔ وہ ہر نمازی کے لیے سنت ہے۔ چاہے وہ امام ہو، مقتدی ہواکیلا ہو، فرض نماز پڑھنے والا ہو یا آکیلا۔ برابر ہو وہ سری نماز میں ہو یا جہری نماز میں ہو۔ سری نماز میں آہستہ کہے اور جہری نماز میں بلند آواز سے کہے اور اسکی دلیل نبی کریم ﷺ کا قول ہے «جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ پس جسکی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہو گئی تو اسکے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے“[۲]

۵۔ امام کے سکتات

۱۔ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموشی،دعا استفتاح کی وجہ سے۔

۲۔ سورۃ فاتحہ اور اسکے بعد والی سورۃ کے درمیان سکتہ کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔ قراءت ختم ہونیکے بعد رکوع سے پہلے کا سکتہ۔

٦۔ فرض اور نوافل کی ادائیگی میں جھر کی صورتیں

جب نماز فوت ہو جائے اور اس نے اسکی قضاء کا ارادہ کیا ہےتو کیا آہستہ قراءت کرے یا اونچی آواز میں تو اعتبار نماز کا ہو گا قضاء نمازکے وقت کا نہیں ہو گا۔ اگر اس نے دن میں جہری نماز قضاء کی تو جھر کرے۔ اور نوافل میں آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ لیکن صلاۃ تراویح اور خسوف میں جھر ہوگا کیونکہ دلائل موجود ہیں۔

۷۔ دونوں ہاتھوں کا بلند کرنا۔

ہاتھوں کو بلند کرے مندرجہ ذیل مقامات میں۔

۱۔ احرام کی تکبیر کے وقت

۲۔ رکوع کی تکبیر کا وقت

۳۔ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت

۴۔ پہلے تشھد کے بعد قیام کی طرف جاتے ہوئے۔

۸۔ رکعت کو پالینا

جب مقتدی رکوع کو امام کے ساتھ پا لے تو تحقیق اس نے رکعت پا لی۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے «جس نے رکوع کو پا لیا اس نے رکعت کو پا لیا“[۳]

۹۔ اطمینان

اطمینان ارکان نماز میں سے ایک رکن ہے۔ اسکے بغیر نمازدرست نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”بے شک رسول ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، ایک آدمی آیا اور نماز پڑھی، پھر آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ اور فرمایا ”لوٹ جا اور نماز پڑھ بے شک تو نے نماز نہیں پڑھی، پس وہ لوٹ گیا اور پہلے کی طرح نماز پڑھی“ پھر آپ ﷺ کی طرف آیا اور سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا ”تجھ پر سلامتی ہو“ پھر فرمایا ”لوٹ جا اور نماز پڑھ بے شک تم نے نماز نہیں پڑھی“ یہاں تک کہ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ آدمی نے کہا قسم ہے اسکی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا ۔ مجھے سکھلایئے۔ تو آپ ﷺ

(۱) رواہ ابو داود

(۲) رواہ البخاری.

(۳) رواہ ابو داود

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur

نے فرمایا "جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ اور جو آسان ہو اسکی قرات کرے۔ پھر رکوع کر حتی کہ تو رکوع میں اطمینان محسوس کرے پھر اٹھ کھڑا ہو، یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے۔ پھر سجدہ کر حتیٰ کہ تو سجدہ میں بھی اطمینان محسوس کرے، اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائے اور اسی طرح ساری نماز میں کر"[1]

۱۰۔ زبان کو حرکت دینا

قرآن، تکبیرات اور اذکار کی قراءت میں محض دل کی قراءت کافی نہیں ہے۔ بلکہ اسکو بولنا بھی ضروری ہے اور کم از کم زبان اور دونوں ہونٹوں کو قراءت کے دوران حرکت دینا۔

۱۱۔ سجدے کا طریقہ

سجدہ سات ہڈیوں پر ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے»جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اسکے ساتھ سات اجزاء سجدہ کرتے ہیں۔ اسکا چہرہ، ہتھیلیاں، گھٹنے، پاؤں"[2]

۱۲۔ انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرنا

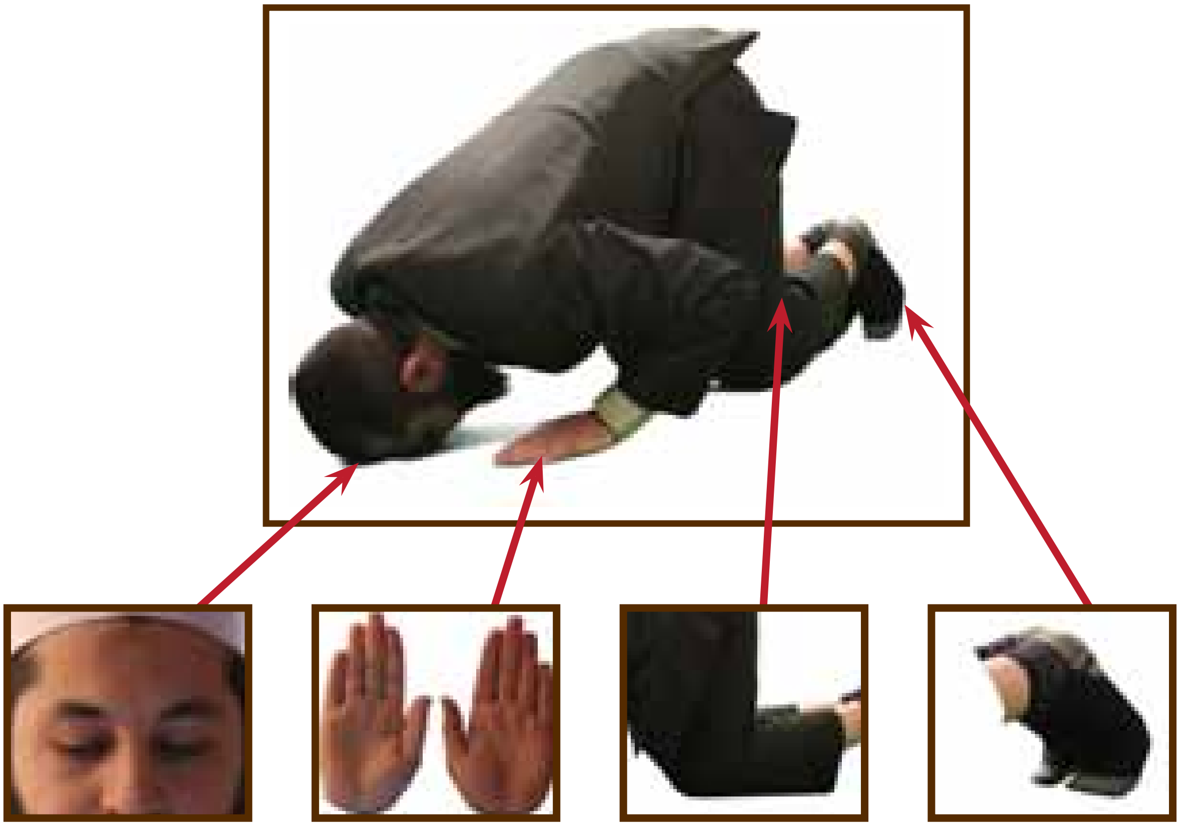

پیشانی — ہتھیلیاں — گھٹنے — دونوں پاؤں

تشھد میں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرنا سنت ہے۔ حدیث وائل بن حجر کی وجہ سے «میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی انگلی بلند کی اور حرکت دینے لگے اور دعا کرنے لگے۔"[3]

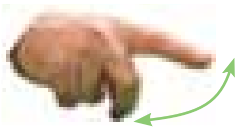

(۱) رواہ البخاری
(۲) متفق علیہ.
(۳) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-احکام

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-احکام

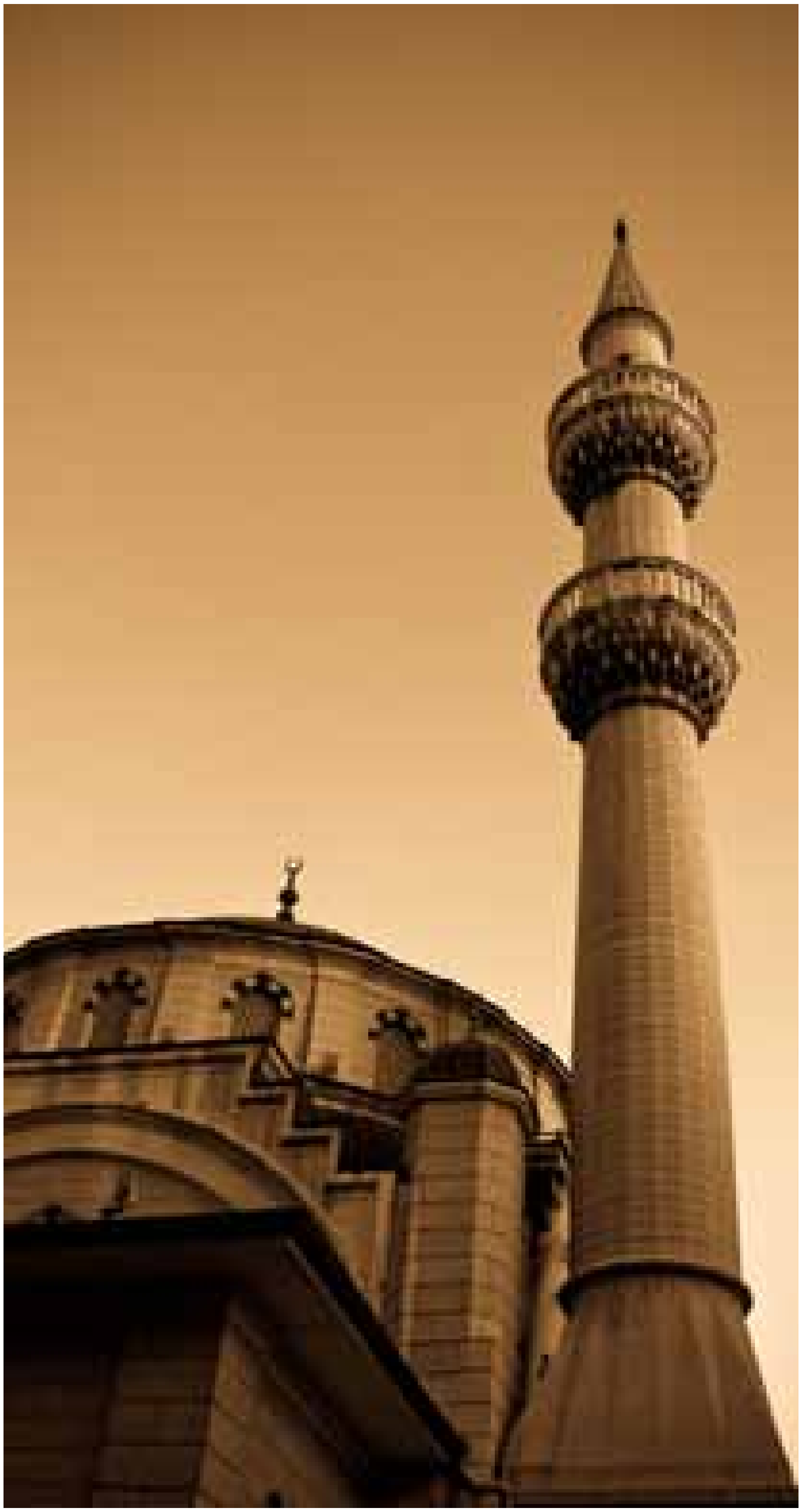

”

غیر مناسب افعال

- نیّت کو اونچی آواز میں کہنا۔ اور یہ کہنا کہ نیّت کو تکبیر احرام کے ساتھ ملانا ضروری ہے۔
- والشکر، کے الفاظ کو ربنا ولک الحمد کے ساتھ زیادہ کرنا۔ یہ زیادتی رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔
- لفظ- آپ ﷺ پر سیّدنا کا اضافہ کرنا تشھد میں یا درود میں ۔
- سلام کے وقت دائیں جانب ، دائیں ہاتھ ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنا اور بائیں جانب بائیں ہاتھ کے ساتھ۔
- نمازیوں کا آپس میں مصافحہ کرنا اور ان میں سے کسی کا کہنا حرمًا اور دوسروں کا جمعًا۔
- جیسا کہ بعض لوگ نماز کے بعد آیت الکرسی کی قرات کرتے ہیں اور اسکے بعد کہتے ” سبحان اللہ فیسبحون....الخ“
- دعا اور ذکر کے بعد چہرے کو چھونا۔

“

عبادات کی با تصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

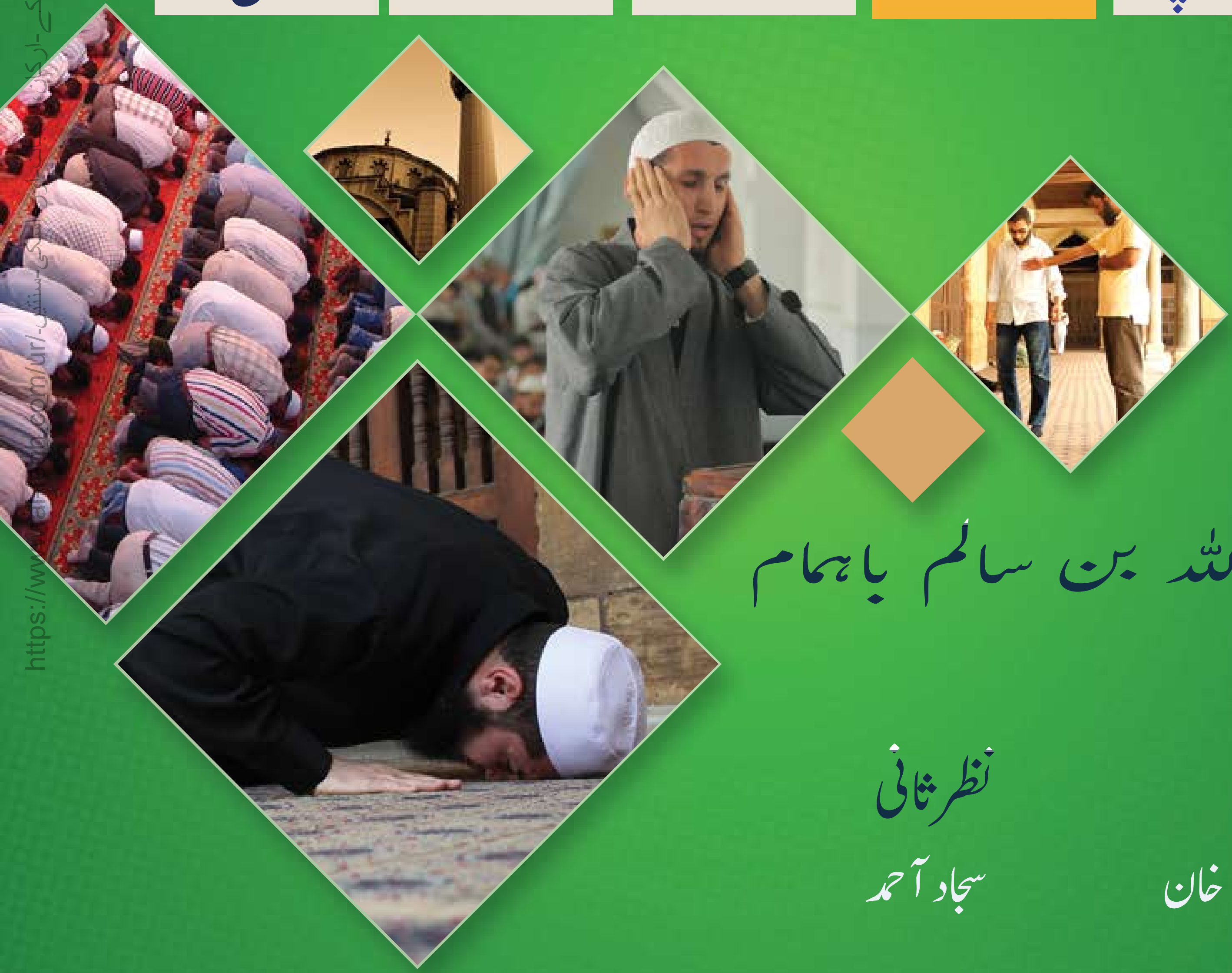

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

ارکان نماز - واجبات اور اسکی سنتیں

https://www.al-feqh.com/ur

نماز کے ارکان، اسکے واجبات اور سنتیں۔

مندرجات/مشتملات

نماز کے ارکان

نماز کے واجبات

نماز کی سنتیں

قولی سنتیں

فعلی سنتیں

پہلے: نماز کے ارکان

نماز کے ارکان

اسکے وہ بنیادی اجزا جن سے نماز وجود میں آتی ہے کہ انکا چھوڑنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے۔ نہ وہ عمداً چھوڑنا جائز ہےاور نہ سہواً، ہاں اگر مجبوری ہو۔

۱۔ نیّت

۲۔ فرض نماز میں قدرت کے ساتھ کھڑا ہونا

۳۔ احرام کی تکبیر

۴۔ فاتحہ کی قراءت

۵۔ رکوع

۶۔ رکوع میں اعتدال کرنا۔

۷۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔

۸۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔

۹۔ آخری تشھد کے لیے بیٹھنا۔

۱۰۔ آخری تشھد کے لیے قراءت کرنا۔

۱۱۔ آخری تشھد میں آپ ﷺ پر درود بھیجنا۔

۱۲۔ سلام پھیرنا

۱۳۔ تمام ارکان میں اطمینان و سکون

۱۴۔ ارکان کے درمیان ترتیب

اگر نماز کا رکن چھوٹ جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟

۱۔ جو جان بوجھ کر چھوڑ دے اسکی نماز باطل ہو گئی اور اس پر اسکا لوٹانا ضروری ہے۔

۲۔ جس نے بھولے سے کوئی رکن چھوڑ دیا تو اسکی دو صورتیں ہیں۔

ا۔پہلی صورت یہ ہے کہ وہ کوئی رکن ترک کر دے اور اسے یاد ہی نہ رہے یہاں تک کہ اگلی رکعت میں دوبارہ اس رکن کو ادا کرنے لگے جو وہ پچھلی رکعت میں بھول گیا تھا۔ یہاں پر اس رکعت کا اعتبار نہیں ہو گا جس میں رکن بھول چکا تھا اور حالیہ رکعت سابقہ رکعت کہ قائم مقام ہو جائیگی اور سجدہ سہو کرے گا۔

اسکی مثال: ایک آدمی اسکو یاد آیا دوسری رکعت میں فاتحہ کے پڑھتے وقت کہ اس سے پہلی رکعت میں فاتحہ چھوٹ گئی ہے تو اس رکعت کو پہلی رکعت بنا لے اور اسکی پہلی رکعت لغو ہو جائیگی۔

ب۔دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کوئی رکن ترک کرے لیکن اسے دوسری رکعت میں داخل ہونے سے پہلے ترک رکن یاد آجائے تو اس لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً بھولا ہوا رکن ادا کرے۔

اسکی مثال: ایک آدمی رکوع کرنا بھول گیا اور قراءت کے فورا بعد سجدہ میں چلا گیا، پھر اسکو رکوع کا ترک کرنا سجدے میں یاد آیا۔ پس واجب ہے کہ وہ کھڑا ہو اور رکوع کرے۔ پھر اپنی نماز کو پورا کرے۔

دوسرا: نماز کے واجبات

نماز کے واجبات

نماز کے واجبات

۱۔ نماز کی حالتوں کو منتقل کرنے والی تکبیرات۔

۲۔ رکوع میں « سبحان ربي العظيم » کہنا۔

۳۔ امام اور منفرد نمازی " سمع الله لمن حمده " کہیں۔ اور یہ مقتدی

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-ارکان،واجبات-اور-اسکی-سنتیں-

https://www.al-feqh.com/ur

کے لیے مشروع نہیں ہے۔

۴۔ رکوع سے اعتدال کی حالت میں " ربنا ولک الحمد " کہنا۔

۵۔ سجدوں میں " سبحان ربی الأعلی " کہنا۔

۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان " رب اغفر لی " کہنا۔

۷۔ پہلے تشھد میں بیٹھنا۔

۸۔ پہلا تشھد

جو نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑ دے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

۱۔ جو جان بوجھ کر چھوڑ دے اسکی نماز باطل ہو گئی اس پر نماز لوٹانا لازم ہے ۔

۲۔ اگر کسی نے بھولے سے واجب چھوڑ دیا تو اسکی نماز صحیح ہے لیکن وہ دو سجدے سہو کریگا ۔

تیسرا: نماز کی سنتیں

ہر وہ چیز جو نماز کے ارکان، شروط، واجبات کے علاوہ نماز کے طریقے میں ذکر کی گئی ہے پس وہ سنت ہے۔ سنت کا چھوڑنا صحت نماز میں مؤثر نہیں ہے اور نہ ہی اسکو چھوڑنے سے سجدہ سہو لازمی ہے۔

نماز کی دو قسم کی سنتیں ہیں۔ اور کافی ساری ہیں جن میں سے بعض کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی قسم قولی سنتیں

۱۔ الاستفتاح: وہ دعا ہے جو فاتحہ کی قراءت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

۲۔ التعوذ: وہ قول " إعوذ باللہ من الشیطان الرجیم " کہنا ہے۔

۳۔ البسملۃ: وہ قول " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " کہنا ہے۔

۴۔ ایک سے زیادہ مرتبہ تسبیح کہنا ہے رکوع اور سجود میں۔

۵۔ ایک سے زیادہ دفعہ دو سجدوں کے درمیان " رب اغفر لی " کہنا ہے۔

۶۔ رکوع سے اٹھتے وقت " ربنا ولک الحمد " کہنا ہے۔

۷۔ فاتحہ پر قراءت کو زیادہ کرنا۔

دوسری قسم فعلی سنتیں

وہ بہت زیادہ ہیں۔

۱۔ احرام کی تکبیروں کے ساتھ ہاتھوں کو بلند کرنا اور رکوع سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو بلند کرنا اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت بلند کرنا۔

۲۔ قیام کے دوران رکوع سے پہلے اور اسکے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا۔

۳۔ سجدہ کی جگہ کی طرف دیکھنا۔

۴۔ سجدوں کے دوران ہاتھوں کو پیٹ اور پہلوؤں سے دور رکھنا۔

۵۔ الافتراش: وہ دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے اسکی انگلیوں کو قبلے کی طرف کر کے بیٹھنا ہے۔ نماز کے تمام جلسوں میں مسنون ہے مگر چار رکعتوں والی نماز میں تورک کریگا۔

۶۔ تورک یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کر کے کھڑا کرنا اور بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے رکھنا ہے اوار اسکو دائیں جانب نکالنا ہے اور اسی ہیئت میں سرین پر بیٹھنا ہے اور یہ چار رکعتوں والی نماز کی آخری تشھد میں مسنون ہے۔

افتراش کا باتصویر طریقہ

تورک کا باتصویر طریقہ

https://www.al-feqh.com/ur/-نماز-کے-ارکان،واجبات-اور-اسکی-سنتیں

عبادات کی با تصویر فقہ

اِحکام الإسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

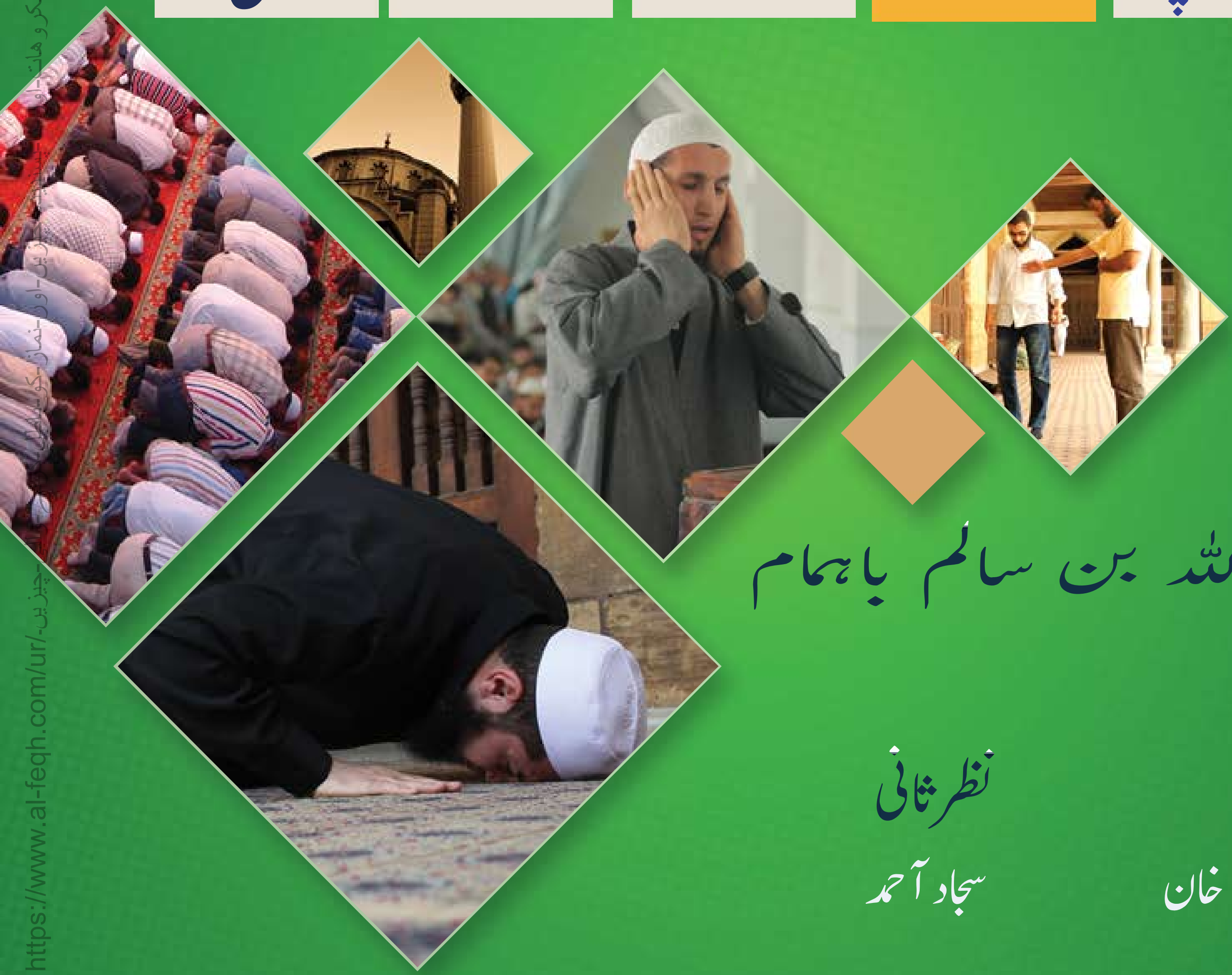

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نماز کے لیے مباح چیزیں،نماز کی مکروھات اور نا پسندیدہ چیزیں اور نماز کو باطل کرنے والی چیزیں

https://www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

نماز کے مباحات، مکروہات اور مبطلات کا بیان

مندرجات/مشتملات

نماز کے مباحات

نماز کے مکروھات

نماز کے مبطلات

پہلی قسم نماز کے مباحات

۱۔ نماز میں ایسی علّت جس سے قبلہ سے پھرنا لازم نہ ہو جیسے وہ دروازہ کھولنا جو قبلہ کی طرف ہو۔

۲۔ نماز میں بچے کو اٹھانا

۳۔ نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا۔

۴۔ نماز میں کسی کام کے لیے متوجہ ہونا۔

۵۔نماز میں رونا

۶۔ مردوں کا تسبیح کرنا اور عورتوں کا تصفیق کرنا۔

۷۔ امام کو فتح دینا۔

۸۔ نماز میں سلام کا جواب دینے کے لیے انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا یا ہاتھ کے ساتھ۔ (ہتھیلی کو زمین کی طرف کرے اور سلام کا جواب دینا)

۹۔ سمجھانے والا اشارہ کرنا کسی ضرورت کی وجہ سے ۔

۱۰۔ اللہ کی حمد کرنا جب کسی ایسی چیز کی طرف دیکھے جو اس کو اپنی طرف مائل کرے۔

۱۱۔ تھوکنا اور ناک صاف کرنا اپنے بائیں ہاتھ سے۔

۱۲۔ نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو روکنا۔

دوسری قسم نماز کے مکروہات

۱۔ ایسی صورت میں نماز شروع کرنا کہ نمازی ذہنی طور پر تشویس کا شکار ہو جیسے کہ پیشاب روکنا یا پاخانے کو روکنا یا ہوا کا روکنا یا حالت بھوک میں ہو اور ہر ایسی چیز کی طرف دیکھنا جو اسکو نماز سے غافل کر دے۔

۲۔ عبث ایسا فعل ہے جو نماز میں خشوع اور اطمینان کے منافی ہو۔ جیسے بغیر ضرورت کے حرکت کرنا، داڑھی، کپڑے اور گھڑی کے ساتھ کھیلنا، انگلیوں کو چٹخنا اور انکو ملانا۔

۳۔ نماز میں بغیر کسی حاجت کے چہرے کو دوسری طرف متوجّہ کرنا اس شرط پر کہ بدن قبلے سے نہ پھیرے ورنہ نماز باطل ہو جائیگی۔

۴۔ التخصر: وہ ہاتھوں کو پہلو پر (رکھتا) ہے کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔

۵۔ منہ اور ناک کو نماز میں ڈھانپنا

۶۔ کپڑے اور آستین کو سونگھنا وغیرہ۔

۷۔ مردوں کو بالوں کو نماز میں باندھنا انکی چوٹیاں بنانا جائز نہیں ہے

https://www.al-feqh.com/ur/-کو-باطل-کرنے-والی-چیزیں-

https://www.al-feqh.com/ur

کیونکہ اس کی مثال ایسی ہو گی جیسے کہ کسی شخص نے اپنے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ دیے ہوں اور سجدہ کرے تو اس کے ہاتھ اسکے ساتھ سجدہ ریز نہیں ہوتے۔اسی طرح مثال بالوں کی ہے۔

۸۔ قبلے کی جانب ناک چھینکنا یا نمازی کے دائیں جانب۔

۹۔ نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا۔

۱۰۔ آنکھوں کے کنارے سے دیکھنا مکروہ ہے البتہ ضرورت کے وقت جائز ہے۔

۱۱۔ سجدے میں دونوں بازوؤں کا بچھانا۔

تیسرا: نماز کے مبطلات (باطل کرنے والی چیزیں)

۱۔ نماز میں وہ چیز کرنا جو نماز کی شرائط کے منافی ہو۔ جیسے پاکی کا باطل ہو جانا یا جان بوجھ کر ستر کھولنا یا اپنے سارے بدن کو قبلے سے پھیر لینا یا نیّت کا توڑنا۔

۲۔ نماز میں کسی رُکن یا واجب کو جان بوجھ کر چھوڑنا۔

۳۔ نماز میں عمل کثیر کرنا۔ جب وہ نماز کی جنس سے نہ ہو اور بغیر کسی ضرورت کے ہو جیسے چلنا اور زیادہ حرکت کرنا۔

۴۔ ہنسنا اور قہقہہ مارنا۔

۵۔ جان بوجھ کر بات کرنا۔

۶۔ جان بوجھ کر کھانا پینا۔

۷۔ رکعت یا رکن کا زیادہ کرنا۔

۸۔ امام سے پہلے مقتدی کا جان بوجھ کر سلام پھیرنا۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-کے-لیے-مباح-چیزیں-نماز-کی-مکروہات-اور-نا-پسندیدہ-چیزیں-اور-نماز-کو-باطل-کرنے-والی-چیزیں/

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

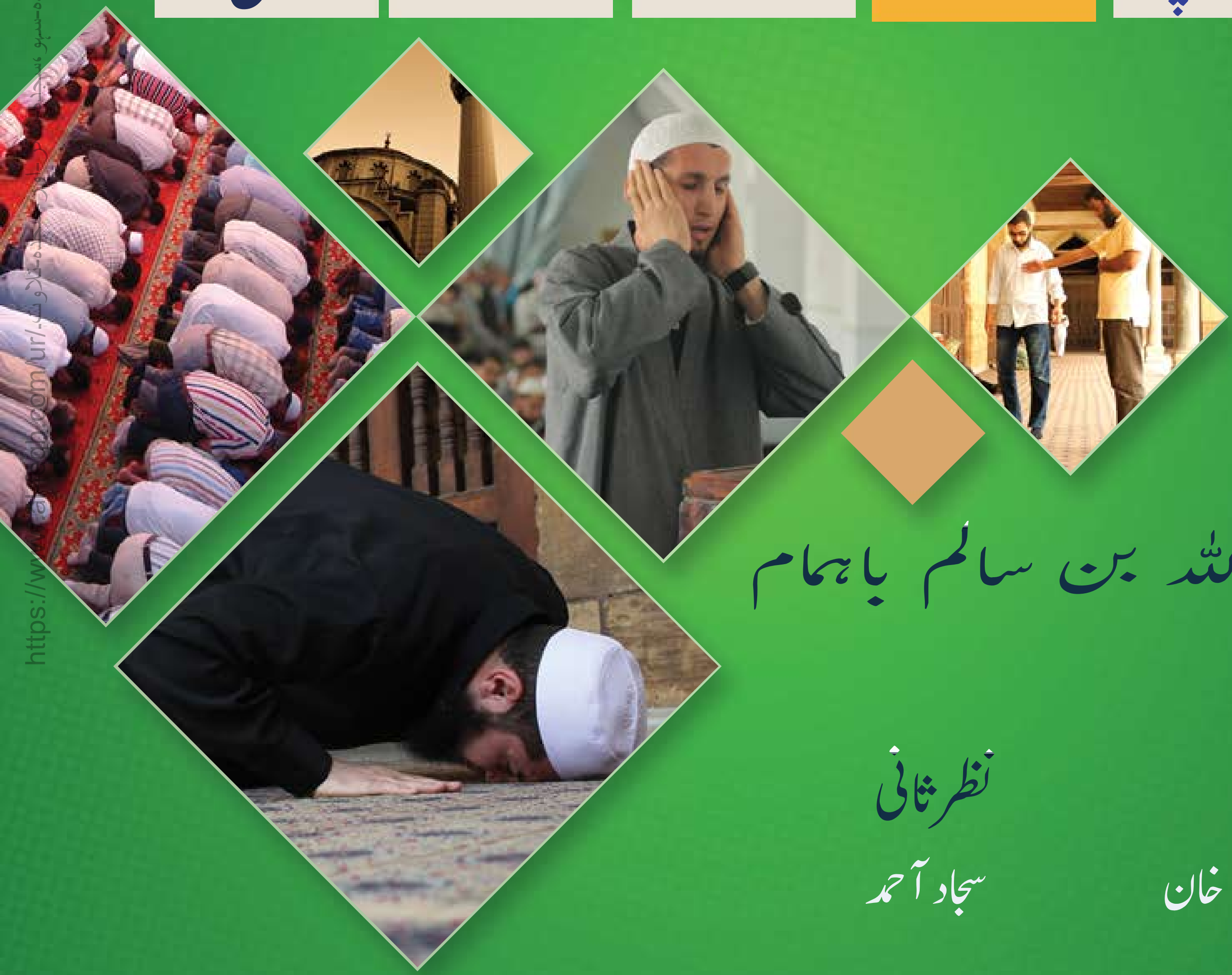

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

سجدہ سہو، سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت

۱۰ سہو، شکر اور تلاوت کے سجدے

مندرجات/مشتملات

سہو کے سجدے
سجدہ سہو کی تعریف
سجدہ سہو کے اسباب
سجدہ سہو کا طریقہ کار
سجدہ شکر
سجدہ شکر کی تعریف
سجدہ شکر کا طریقہ کار
سجدہ تلاوت
سجدہ تلاوت کی تعریف
سجدہ تلاوت کا طریقہ کار
سجدہ تلاوت کی آیات

پہلا: سہو کے سجدے

سہو کے سجدے

سہو کے دو سجدے ہیں جو نمازی نماز میں واقع ہونیوالے خلل کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ادا کرتا ہے۔

سجدہ سہو کے اسباب

سجدہ سہو کے تین اسباب ہیں: شک اور زیادتی اور نقصان

ا۔ شک

شک

انسان کا دو کاموں میں تردّد میں پڑ جانا کہ کونسا کام ہوا ہے اور کونسا نہیں اس کو شک کہتے ہیں۔

اور شک نماز کے اعتبار سے دو قسم کا ہے۔

ا۔ نماز کے بعد شک

اور یہ وہ شک ہے جسکا کوئی اعتبار نہیں۔

اسکی مثال: ایک آدمی کو فجر کی نماز کے بعد شک ہوا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھیں یا تین؟ تو اس شک کی طرف توجّہ نہ کرے البتہ اگر اسے یقین ہو جائے کہ اس نے کم یا زیادہ پڑھی ہیں تو یقین پر عمل کرے۔

۲۔ دوران نماز شک کا واقع ہونا۔

اور اس شک کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں کاموں یا گمانوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دے۔

اور اس صورت میں جو اسکے ہاں راجح ہے اس پر عمل کرے۔ اور سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

اسکی مثال: ایک آدمی کو ظہر کی نماز میں شک ہو گیا کہ یہ اسکی دوسری رکعت ہے یا تیسری لیکن غالب گمان اسکا یہ ہے کہ یہ تیسری رکعت ہے تو اسکو تیسری بنائے اور نماز پوری کرے۔ پھر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے اور اس پر دلیل آپ ﷺ کا قول ہے «جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو درستی کے لیے غور و خوض کرے اور سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے”[۱]

(۱) رواہ ابن حبان۔

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو،-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت

https://www.al-feqh.com/ur

سجدہ سہو کرنے کی تصویر

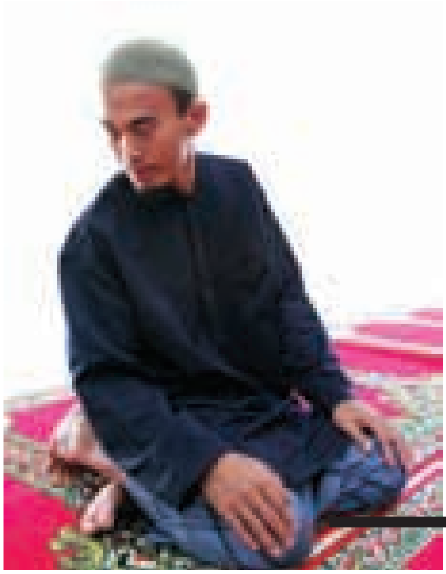

سلام پھیرنے کی تصویر

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اسکا گمان دونوں چیزوں پر برابر ہو اور غالب گمان کسی ایک پر بھی نہ ہو۔

تو اس صورت میں کم پر بناء کرے اور نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے۔

اسکی مثال: ایک آدمی کو ظہر کی نماز میں شک ہوا کہ وہ تیسری میں ہے یا دوسری میں اور کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ تو کم پر بناء کرتے ہوئے دو کا اعتبار کرے اور نماز پوری کرے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔ اور دلیل اس پر آپ ﷺ کا قول ہے «جب تم میں سے کسی کو شک ہو جائے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں تین یا چار؟ تو شک کو پھینک دے اور یقین پر بناء کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے"[۱]

(۱) رواہ مسلم

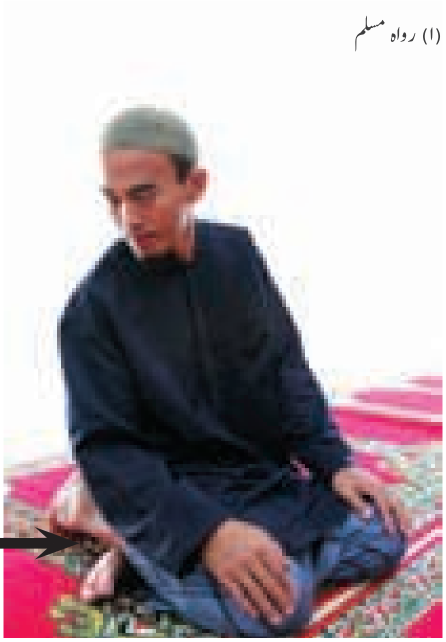

سلام پھیرنے کی تصویر

سجدہ سہو کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت/

https://www.al-feqh.com/ur

۲۔ زیادتی

اسکی صورت یہ ہے کہ نمازی اپنی نماز میں رکوع یا سجدے کی زیادتی کر دے اور زیادتی کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ نمازی کو زیادتی نماز کے دوران یاد آ جائے۔

تو اس صورت میں اس پر واپس لوٹنا واجب ہے اور اپنی نماز پوری کرے اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔

اسکی مثال ہے: ایک آدمی ظہر کی نماز پڑھتا ہے اور پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر دوران رکعت اسکو یاد آ جاتا ہے تو اس پر فوراً بیٹھنا واجب ہے۔اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کر لے۔

ب۔ نمازی کو اگر نماز پوری کرنے کے بعد یاد آ جائے۔

اس صورت میں بھی نماز کو پورا کرے اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اور اسکی دلیل حدیث ابن مسعود ہے۔ ایک دفعہ رسول ﷺ اللہ نے ظہر کی نماز پڑھاتے ہوئے پانچ رکعتیں پڑھائیں۔ تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز میں زیادتی ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ تو صحابی نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں ادا کیں۔ تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔[۱]

۳۔ کمی

وہ یہ کہ نمازی نماز کے ارکان یا واجبات میں سے کسی رکن یا واجب کو کم کر دے۔

ا۔ رکن کی کمی

اگر یہ رکن تکبیر تحریمہ ہے تو اسکے چھوڑنے کی وجہ سے نماز اس لیے باطل ہے کہ نماز سرے سے منعقد ہوئی ہی نہیں ہے۔ اور اگر رکن تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہو تو اسکی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ نمازی کو غلطی یا بھول دوسری رکعت میں متعلقہ رکن جس کو وہ بھولا تھا، تک پہنچنے کے بعد یاد آجائے ۔

تو اس صورت میں وہ رکعت جس میں رکن چھوٹ گیا تھا لغو اور ضائع ہو جائیگی اور آنے والی رکعت اسکے قائم مقام ہو جائیگی۔ اسکی مثال: ایک آدمی رکوع کو پہلی رکعت میں بھول گیا پھر دوسری رکعت میں جب وہ رکوع میں پہنچا تو اس یاد آ گیا کہ اس نے پہلی رکعت میں رکوع چھوڑ دیا تھا تو یہ رکعت پہلی رکعت شمار ہو گی۔ اور پہلی رکعت شمار نہیں ہو گی۔ اور اپنی نماز کو پورا کرے پھر سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

سلام پھیرنے کی تصویر | سجدہ سہو کرنے کی تصویر

ب۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نمازی کو غلطی یا بھول دوسری رکعت میں متعلقہ رکن (جس کو وہ بھولا تھا) تک پہنچنے سے پہلے اسکو یاد آ جائے۔

اس صورت میں اس پر واجب ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے رکن کی طرف لوٹے۔ اسکو اور بعد والے ارکان ادا کرتے ہوئے نماز پوری کرے اور آخر میں سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اسکی مثال: ایک آدمی دوسرا سجدہ کرے اور اس سے پہلے بیٹھنا پہلی رکعت میں بھول گیا۔ پھر دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھتے ہوئے اسکو یاد آیا۔ پس لوٹ آئے اور بیٹھے اور سجدہ کرے۔ پھر اپنی نماز کو پورا کرے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

۲۔ واجب میں کمی کا بیان

جب نمازی نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول جائے اسکی تین صورتیں ہیں۔

ا۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اسکو وہ واجب عمل (جس کو وہ بھولا تھا) نماز میں اسکی جگہ چھوڑنے سے پہلے یاد آ جائے۔

اس صورت میں جیسے ہی وہ عمل اسے یاد آئے اسکو ادا کرے اور اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

ب۔ اسکو یاد آئے نماز کے اپنی جگہ سے جُدا ہونیکے بعد پہلے اسکے کہ وہ اس رکن تک پہنچے جو اسکے متصل ہے۔

اس صورت میں وہ دوبارہ اسکی طرف لوٹے اور اسکو ادا کرے پھر اپنی نماز کو پورا کرے اور سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔

ج۔ تیسری صورت یہ ہے کہ نمازی کو وہ واجب عمل (جس کو وہ بھولا تھا) ساتھ والے رکن تک پہنچنے کے بعد یاد آئے۔

ایسی صورت میں وہ اپنی نماز جاری رکھے اور نہ لوٹے اور سلام سے

(۱) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت/

https://www.al-feqh.com/ur

پہلے سجدہ سہو کرے۔ اسکی مثال: ایک آدمی دوسری رکعت میں دوسرے سجدے سے تیسری رکعت کے لیے اٹھا اور تشہد کو بھول گیا۔اور اٹھنے سے پہلے اسکو یاد آیا کہ وہ تشہد بھول گیا ہے، پس وہ بیٹھا رہے اور تشہد پڑھے اور پھر اپنی نماز کو پورا کرے اور اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

پس اگر مکمل کھڑا ہونے سے پہلے اسکو یاد آیا تو واپس لوٹے، بیٹھے اور تشھد پڑھے۔ اور نماز کو پورا کرے۔ اور سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اور اگر اسکو مکمل کھڑا ہونیکے بعد یاد آیا تو اس سے تشہد ساقط ہو جائیگی۔ ااور وہ اسکی طرف نہ لوٹے۔ اور اپنی نماز کو پورا کرے۔ اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے۔

اور دلیل اس پر حدیث عبداللہ بن بحینۃ رضی اللہ عنہ ہے کہ "نبی ﷺ نے انکو ظہر کی نماز پڑھائی تو پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہوگئے تو لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک جب نماز پوری ہو گئی اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے تو تکبیر کہی حالانکہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے دو سجدے کیے سلام سے پہلے، پھر سلام پھیرا"[1] جو پیچھے گذرا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ سہو سلام سے پہلے بھی جائز ہےاور بعد میں بھی جائز ہے۔

(۱) رواہ البخاری

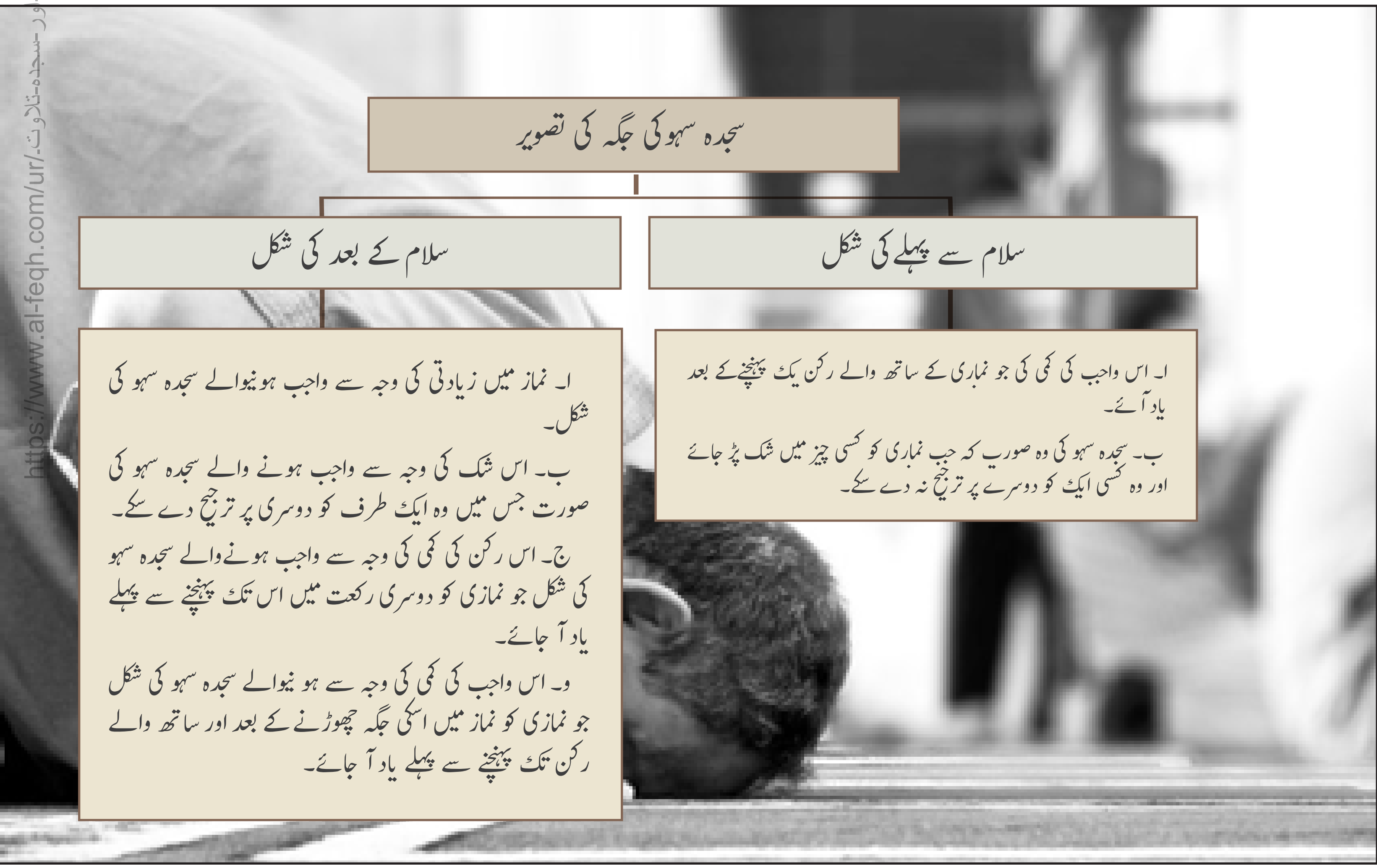

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو،-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت

سہو کے سجدوں کا طریقہ

جس طرح باقی سجدوں میں تکبیر کے ساتھ جایا جاتا ہے اور تکبیر ہی کے ذریعے اٹھا جاتا ہے اور جو سجدوں کے درمیان کہا جاتا ہے ان تمام چیزوں میں سجدہ سہو باقی سجدوں کی طرح ہے۔

مسائل

۱۔ اگر نمازی سلام پھیرے نماز پوری کرنے سے پہلے اور اسکو کافی دیر کے بعد یاد آیا تو نئے سرے سے نماز پڑھے یعنی نماز کو واپس لوٹ آئے۔ اگر اسکو تھوڑی دیر کے بعد دو یا تین منٹ کے بعد یاد آیا تو وہ اپنی نماز کو پورا کرے اور نماز کے بعد سجدہ سہو کرے۔

۲۔ مقتدی پر امام کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ امام کے ساتھ غلطی کے واقع ہونے کے بعد ملا ہو۔

۳۔ اگر نمازی پر دو سہو جمع ہو جائیں ان دونوں میں سے ایک کی جگہ سلام سے پہلے ہے اور دوسرے کی جگہ سلام کے بعد ہے تو سلام سے پہلے ایک دفع سجدہ سہو کرے۔

تکبیر تحریمہ کی تصویر

سجدہ سہو کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت

دوسری قسم شکرانے کے سجدے

شکر کے سجدے

سجدے کسی نعمت کے حصول یا کسی معاملے کے جاری رہنے یا کسی ناپسندیدہ چیز کے دور ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔

شکر کے سجدے کے مشروع ہونیکی دلیل: حدیث ابي بكرة رضی اللہ عنہ ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی خوشی کی خبر آتی یا کسی چیز کے ساتھ انکو خوشخبری دی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔[1]

شکر کے سجدوں کا طریقہ کار

سجدہ شکر کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔سجدہ کرتے ہوئے تکبیر کہے اور» سبحان ربي الأعلى « کہے اور اللہ کی تعریف اور اسکی دی ہوئی نعمت پر شکر ادا کرے۔ پھر سجدے سے کھڑا ہو اور تکبیر نہ کہے اور نہ ہی سلام پھیرے۔

تیسری قسم سجدہ تلاوت

سجدہ تلاوت

یہ وہ سجدہ ہے جو تلاوت کرنے والا سجدہ تلاوت کرنے کے بعد ادا کرتا ہے۔

اور اسکی مشروعیت کی دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں " جب نبی ﷺ پاک ہم پر سجدہ تلاوت والی سورۃ یا آیت پڑھتے تو خود بھی سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے۔[2]

سجدہ تلاوت والی آیت پڑھنے کی وجہ سے یہ سجدہ واجب ہو جاتا ہے چاہے یہ آیت پڑھنے والا اسکو نماز میں پڑھے (نماز سری ہو یا جھری) یا اسکو نماز سے باہر پڑھے اور اس سجدہ یعنی سجدہ تلاوت کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔

(۱) رواہ ابو داود
(۲) رواہ البخاری

تلاوت کے سجدوں کا طریقہ کار

قرآن پڑھنے والا یا سننے والا جب سجدہ تلاوت کو پڑھ لے یا سن لے تو تکبیر کہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ سے یہ کہتے ہوئے دعا کرے « سبحان ربي الأعلى » اور دعا کرے ان الفاظ کے ساتھ: "سجد وجهي للذي خلقه، وشق سمعه وبصره بحوله وقوته"۔[3]

" اللهم اكتب لي بها عندك اجرًا، وضع عني بها وزرًا، واجعلها لي عندك ذُخرًا، وتقبلها مني كما تقبلتها من عبدك داود "[4]

پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے اٹھ کھڑا ہو اگر وہ نماز میں ہو۔ اور اگر نماز میں نہیں ہے تو بغیر تکبیر اور سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو۔

(۳) رواہ الترمذی
(۴) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت

https://www.al-feqh.com/ur

تلاوت کے سجدوں پر مشتمل ایات:

سورۃ الرعد آیۃ نمبر:	(15)	سورہ الأعراف آیۃ نمبر:	(206)
سورۃ الإسراء آیۃ نمبر:	(107)	سورہ النحل آیۃ نمبر:	(49)
سورۃ الحج آیۃ نمبر:	(18)	سورہ مریم آیۃ نمبر:	(58)
سورۃ الفرقان آیۃ نمبر:	(60)	سورہ الحج آیۃ نمبر:	(77)
سورہ السجدہ آیۃ نمبر:	(15)	سورہ النمل آیۃ نمبر:	(25)
سورہ فصلت آیۃ نمبر:	(37)	سورہ ص آیۃ نمبر:	(24)
سورہ الانشقاق آیۃ نمبر:	(21)	سورہ النجم آیۃ نمبر:	(62)
سورۃ العلق آیۃ نمبر: (19)			

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-تلاوت-اور-سجدہ-شکر-و-سجدہ-سہو

https://www.al-feqh.com/ur

مسائل

ا۔ مسافر جب سواری پر سجدہ والی آیت پڑھے تو اپنی سواری سے اتر جائے اور تلاوت کا سجدہ ادا کرے۔ اگر اترنا آسان نہ ہو تو سر کے ساتھ سجدے کا اشارہ کرے۔

۲۔ جب قاری سجدہ تلاوت کی ایک آیت کو بار بار پڑھے تو ان سب کے لیے ایک سجدہ تلاوت کی ادائیگی کافی ہو گی۔

۳۔ جن وقتوں میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے ان وقتوں میں سجدہ تلاوت ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ جب قاری سجدہ نہ کرے تو سننے والا بھی نہ کرے۔ اس لیے وہ تلاوت میں اسکے تابع ہے۔

۵۔ قاری کو بغیر ارادے کے سننے والا، گویا کہ وہ وہاں سے گذر رہا تھا یا کسی اور چیز میں مشغول تھا تو سجدہ تلاوت میں قاری کی پیروی نہ کرے کیونکہ اس نے تلاوت میں اسکی اقتداء نہیں کی۔

https://www.al-feqh.com/ur/سجدہ-سہو-سجدہ-شکر-اور-سجدہ-تلاوت

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

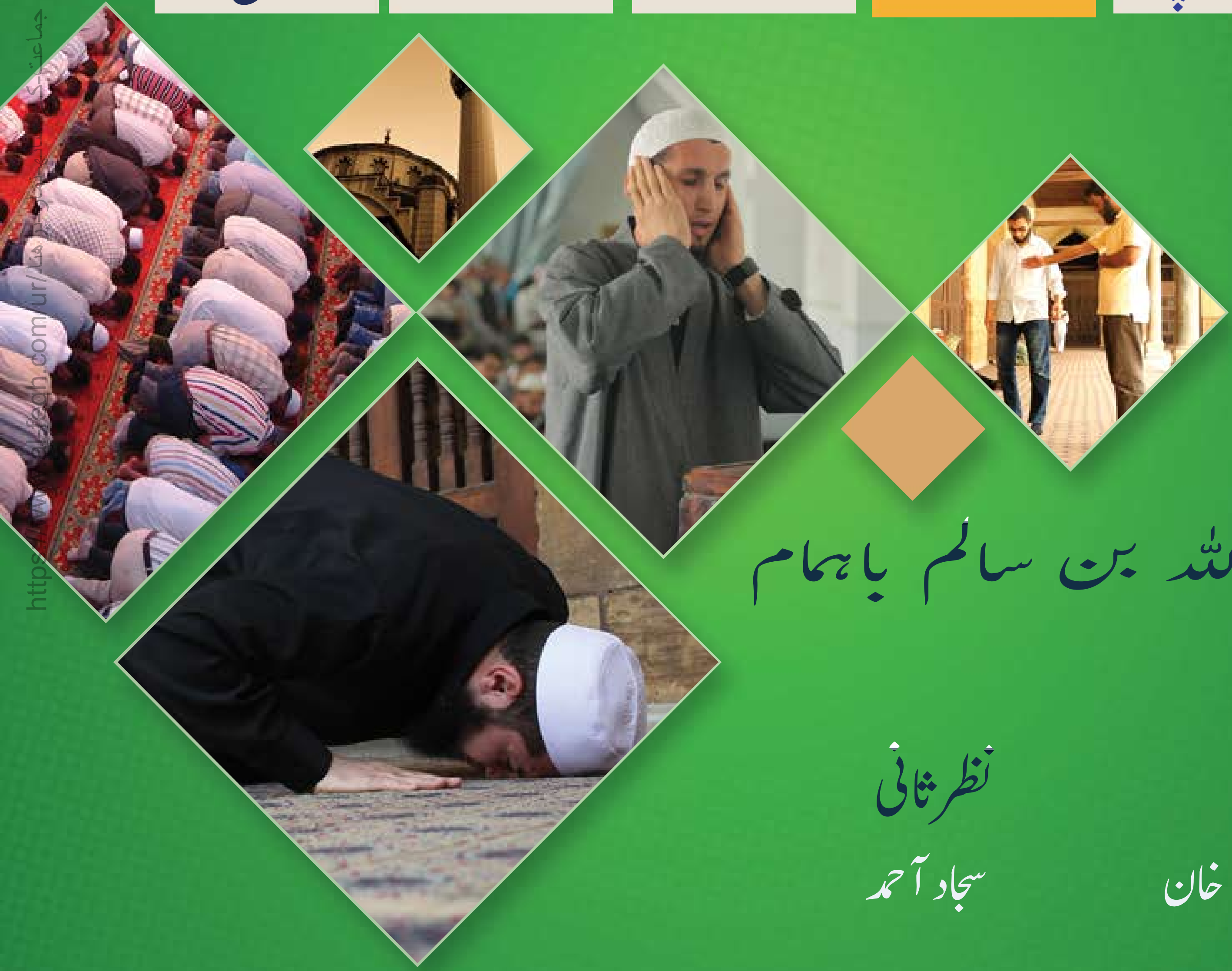

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

نماز جماعت

https://www.al-feqh.com/ur

جماعت کی نماز

مندرجات/مشتملات

جماعت کی نماز کا حکم
جماعت کی نماز کی حکمت اور اسکی فضیلت
مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے تعارف۔
بیزاری یا خلاصی
مسلمانوں کی اجتماعیت کا ظہور۔
مسلمانوں کا باہمی تعاون
دین کے شعائر (نشانیوں) کا اظہار
مسلمانوں کے دلوں کا ایک ہونا
اللہ کے دشمنوں کو غصہ دلانا۔
گناہوں کا مٹنا
جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے افضل ہے۔

جماعت کی نماز کا حکم

شریعت نے مردوں کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور با جماعت نماز نہ پڑھنے سے روکا ہے۔جماعت کی نماز کی قدرت رکھنے والے مردوں کو شرعی حکم دیا گیا ہے اور اسکو چھوڑنا منع ہے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو کوجلانے کاارادہ کیا جو باجماعت نماز میں حاضر نہ ہوے تھے۔

۱۔ اور اللہ عزّوجل خوف کی نماز کے بارے میں فرماتے ہیں «جب تم ان میں ہو اور ان کے لیے نماز کھڑی کرو تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لیے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے۔" جب اللہ تعالیٰ نے خوف اور سفر کی حالت میں نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا ہے تو امن اور غیر سفر یعنی گھر میں مقیم ہونے کی صورت میں تو ہر صورت میں باجماعت نماز پڑھنی چاہیے۔

۲۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "بے شک منافقین پر زیادہ بوجھ والی نماز عشاء کی اور فجر کی ہے۔ اگر وہ انکے اجر کو جان لیں تو انکی طرف گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے چلے آئیں" میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کا حکم دوں وہ کھڑی کر دی جائے پھر کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ میں چلوں اور میرے ساتھ ایسے آدمی ہوں کہ انکے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو۔ ایسی قوم کی طرف جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے تو انکے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں۔[1] اور نبی اکرم ﷺ نے باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ اس لیے کیا کہ با جماعت نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور باجماعت نماز نہ پڑھنے والوں کو منافق اس لیے کہا گیا

(۱) متفق علیہ

https://www.al-feqh.com/ur

کہ باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے

۳۔ حدیث اعمیٰ بھی با جماعت نماز کے وجوب پر دلیل ہے کہ جب اس نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت طلب کی اس لیے کہ اسکو کوئی لانے والا نہیں ہے۔ تو اسکو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "کیا آپ اذان کی آواز سن سکتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر جواب بھی دو"[۱]

۴۔ وہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہسے ثابت ہے، جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کل اللہ سے اسلام کی حالت میں ملے تو وہ نمازوں کی حفاظت کرے جب اسے ان کی طرف بلایا جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے ہدایت کے راستوں کو شریعت بنایا ہے۔ اور یہی نمازیں ہدایت کا راستہ بھی ہیں اور شریعت بھی ہیں۔ اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز ادا کرنا شروع کر دی جیسا کہ نماز سے پیچھے رہ جانیوالا اپنے گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنّت کو چھوڑ دیا۔ اگر تم نے نبی ﷺ کی سنّت کو چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو گئے۔ جو شخص اچھے طریقے سے پاکی حاصل کرے اور پھر مسجدوں میں سے کسی ایک مسجد کی طرف چل پڑے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم پر ایک نیکی سے نوازتا ہے اور ایک درجہ بلندی دیتا ہے اور ایک برائی مٹاتا ہے اور منافق کے علاوہ کوئی بھی آدمی باجماعت نماز میں سستی نہیں کرتا اور ہم ایک آدمی کو دو آدمیوں پر سہارا کیے ہوئے جماعت کی نماز میں شریک ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/جماعت-کے-ساتھ-نماز-پڑھنا/

https://www.al-feqh.com/ur

جماعت کی نماز کی فضیلت اور اسکی حکمت

ا۔ با جماعت نماز کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے لیے بھائیوں اور دوستوں کا اپس میں تعارف اور جان پہچان ہوتی ہے اور محبت کے رشتے مزید مضبوط ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کے بغیر ایمان کا برقرار رہنا آسان نہیں ہے کیونکہ محبت ہی ایمان اور جنت کے حصول کا واحد راستہ ہے۔

۲۔ باجماعت نماز کی دوسری حکمت اور فضیلت یہ ہے کہ جو آدمی مسلسل چالیس دن تک تکبیر تحریمہ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے گا تو اللہ اسکو نفاق اور جہنم کی آگ سے بری اور آزاد کر دیتے ہیں۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "کہ جس نے ۴۰ دن جماعت کے ساتھ تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز پڑھی تو اسکے لیے دو براتیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک جہنّم سے آزادی اور دوسری نفاق سے خلاصی۔[1]

۳۔ تیسری حکمت یہ ہے کہ اس سے مسلمانوں کی اجتماعیت اور انکا خیر اور اصلاح کی طرف میلان کا ظہور ہونا ہے۔

۴۔ چوتھی حکمت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے مسلمان اپس میں ایک دوسرے کی کفالت اور باہمی تعاون کرتے ہیں۔

۵۔ پانچویں حکمت یہ ہے کہ اس سے شعائر دین اور دین کی قوّت کا اظہار ہوتا ہے۔

۶۔ چھٹی حکمت یہ ہے کہ جب ایک ہی مسجد میں ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے اور ایک ہی وقت میں سیاہ و سفید، عربی و عجمی، چھوٹے اور بڑے، امیر اور غریب مل کر کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے دل آپس میں مل جاتے ہیں۔

۷۔ ساتویں حکمت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے دشمنوں کو سخت غصہ آتا ہے کیونکہ جب تک مسلمان نماز کی حفاظت کرتے رہیں گے اس وقت تک وہ طاقتور رہیں گے۔

۸۔ گناہوں کا مٹنا اور درجات کا بلند ہونا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہسے مروی ہے کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "کیا میں تمہاری ایسی چیز کی طرف رہنمائی نہ کر دوں کہ اللہ اس کے ذریعے گناہوں کو مٹا دے اور درجات کو بلند کردے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول ﷺ اللہ ! فرمایا مشقّت کے باوجود مکمل وضو کرنا اور ایک

(۱) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/جماعت-کے-ساتھ-نماز-پڑھنا

https://www.al-feqh.com/ur

نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا اور مسجد کے دور ہونے کے باوجود مسجد میں ہی نماز پڑھنا۔ پس یہ تمہارے لیے نفس کو اللہ کی عبادت پر مجبور کرنا ہے۔"[۱]

۹۔ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ۲۷ درجے افضل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہسے مروی ہے کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ۲۷ درجے زیادہ فضیلت والی ہے"[۲]

(۱) رواہ مسلم
(۲) رواہ البخاری

"گھر میں جماعت کی نماز

کسی ایک کے لیے یا جماعت کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ مسجد قریب ہونیکے باوجود گھر میں نماز ادا کرے۔ ہاں اگر مسجد دور ہو اور وہ اذان نہیں سن سکتے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔"

https://www.al-feqh.com/ur/جماعت-کے-ساتھ-نماز-پڑھنا

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

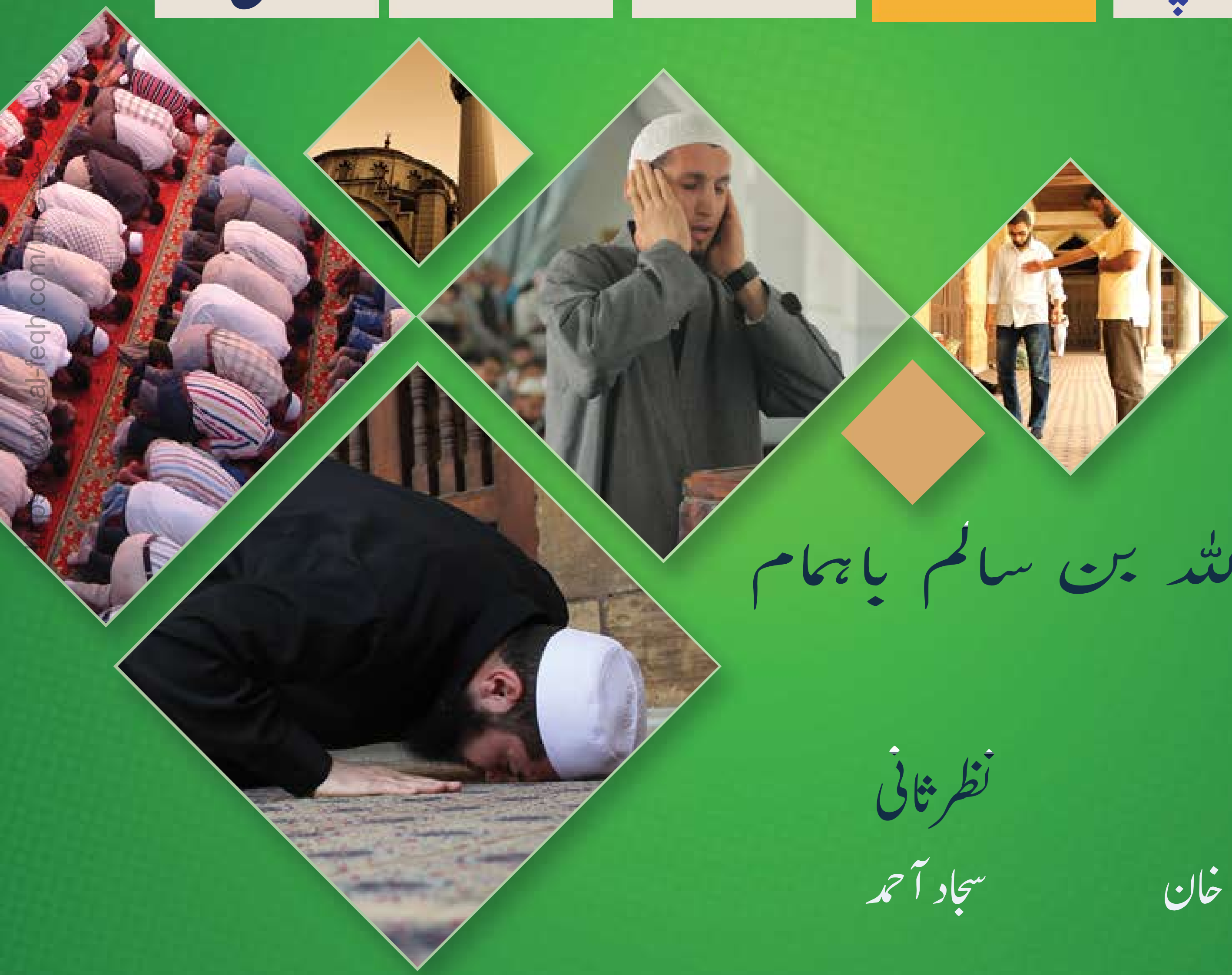

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

امام اور مقتدی

https://www.al-feqh.com/ur

۱۲ امامت اور اقتداء

مندرجات/مشتملات

امامت کا زیادہ حقدار

امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ

عورتوں کے کھڑے ہونیکی جگہ

امام کی اقتداء کے احکامات

امام سے آگے ہونا

امامت کے زیادہ حقدار کا بیان

نیچے دی گئی ترتیب پر امام کا تعیّن کیا جائے گا۔

سب سے پہلے امامت کا مستحق ہے اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری اور یہ وہ آدمی ہے جو اللہ کی کتاب کا حافظ بھی ہو اور اسکے احکام کو سمجھنے والا بھی ہو۔

دوسرے نمبر پر امامت کا مستحق ہے وہ آدمی جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو۔اس کو زیادہ پڑھنے والا، وہ اسکے احکام کو زیادہ سمجھنے والا ہو۔

تیسرے نمبرپر امامت کا وہ آدمی مستحق ہے جو ہجرت کے اعتبار سے مقدّم ہو یعنی وہ آدمی جو کفر کے شہروں سے اسلام کے شہروں کی طرف ہجرت کرنے کے اعتبار سے مقدّم ہو۔ اگر یہ ہجرت نہ ہو تو، توبہ اور گناہوں سے ہجرت کے اعتبار سے مقدّم ہو۔

چوتھے نمبر پر وہ آدمی مستحق ہے جو عمر کے اعتبار سے بڑا ہے اور عمر کا اعتبار اس وقت کیا جائے گا جب پہلے ذکر کی گئی چیزوں میں سب برابر ہوں۔اور دلیل ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "قوم کی امامت کتاب اللہ کا قاری کرے۔ اگر قرات میں برابری ہو تو سنّت کو زیادہ جاننے والا ہو۔ اگر سنت میں بھی برابر ہوں تو ہجرت کے اعتبار سے مقدّم ہو امامت کرائے۔ اگر ہجرت میں بھی ایسا ہو تو جو اسلام کے اعتبار سے مقدّم امامت کرائے"(۱)

۔اس ترتیب کا اس وقت لحاظ رکھا جائے گا جب مسجد کا کوئی امام مقرر کیا جا رہا ہو یا لوگوں کی جماعت میں کوئی تنخواہ والا امام نہ ہو (امام براتب: اس امام کو کہتے ہیں جس کی تقرری بطور تنخواہ مسجد میں ہوئی ہوتی ہے) اور اگر لوگوں کی جماعت میں کوئی مقرر امام ہو یا گھر کا مالک ہی امام ہو یا خاندانی امام میں سے کوئی آدمی موجود ہو تو وہ دوسروں پر امامت میں مقدم ہے یعنی امامت کا زیادہ مستحق ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں "کوئی بھی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی بادشاہی میں اسکی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے اور نہ ہی اسکے گھر میں اس کے ساتھ مخصوص تکیہ پر اسکی اجازت کے بغیر بیٹھے"(۲)

امام اور مقتدیوں کی جگہ

۱۔ جب مقتدی اکیلا ہو تو سنت یہ ہے کہ امام کے دائیں جانب اسکے برابر کھڑا ہو۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں» ایک رات میں نے نبی ﷺ پاک کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے میرے سر کو پیچھے سے پکڑا اور دائیں جانب کھڑا کر دیا"(۳)

۲۔ اگر لوگ دو یا اس سے زیادہ ہوں تو امام ان کے سامنے یعنی صف کے درمیان میں کھڑا ہوگا کیونکہ حضرت جابر اور جبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کہ نماز پڑھنے کے لیےان میں سے ایک آپکے دائیں جانب کھڑا ہوا اور دوسرا بائیں جانب کھڑا ہو۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ہمارے ہاتھوں کو پکڑا اور پیچھے ہٹایا حتّیٰ کہ پیچھے کھڑے ہو گئے"۔(۴)

۳۔ صف کے پیچھے اکیلے کی نماز: منفرد کی نماز صف کے پیچھے بغیر کسی عذر کے درست نہیں ہے البتہ اگر صف پوری ہو جائے اور کہیں بھی کھڑے ہونے کی جگہ نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

عورتوں کے کھڑے ہونیکی جگہ

۱۔ جب عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں تو سنت یہ ہے کہ انکی امام انکے درمیان کھڑی ہو، ان سے آگے کھڑی نہ ہو۔

۲۔ جب مرد عورت کو امامت کرائے تو عورت اسکے پیچھے کھڑی ہو اور جب مردوں کے ساتھ نماز پڑھے تو صف کے پیچھے کھڑی ہو۔

۳۔ جب عورتوں کی جماعت مردوں کے ساتھ نماز پڑھے تو سنت یہ ہے کہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔ اور انکی صفیں مردوں کی صفوں کہ طرح ہوں گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے

(۱) مسلم سے روایت ہے

(۲) مسلم سے روایت ہے

(۳) جس پر مسلم اور بخاری متفق ہوں۔

(۴) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/امام-اور-مقتدی

https://www.al-feqh.com/ur

شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بد ترین اوّل ہے"[1]

عورتوں کی نماز کی تصویر

عورت کا مردوں کے قریب کھڑے ہونے کی تصویر

امام کی اقتداء کے احکام

۱۔ امام کی اقتداء اس شخص کے لیے صحیح نہیں ہے جو اپنے گھر میں ہو اور مکبر یا سپیکر کی آواز پر اکتفا کرتے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کر دے۔

۲۔ امام کی اقتداء مسجد کے باہر صحیح ہے جب صفیں ملی ہوئی ہوں۔

۳۔ مقتدیوں کے لیے امام کی اقتداء صحیح ہے اگر وہ چھت پر ہوں یا امام سے نیچے تہہ خانے میں ہوں۔ جب وہ امام کی آواز کو سنیں۔

۴۔ نفل ادا کرنے والے کے لیے، فرض ادا کرنےوالے کی اقتداء صحیح ہے۔ یا اسکے برعکس جیسے عشاء کی نماز تراویح پڑھانے والے امام کے پیچھے یا اس شخص کے پیچھے جو فوت شدہ نماز پڑھ رہا ہوتاکہ اسکو جماعت کا اجر مل سکے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں "حضرت معاذ نبی ﷺ پاک کے ساتھ نماز ادا کرتے پھرواپس آکر اپنی قوم کو نماز پڑھاتے تھے"[2]

(۱) رواہ ابن ماجہ
(۲) رواہ البخاری

مسجد کے باہر امام کی اقتداء کرنے کی تصویر

امام سے آگے بڑھنا

۱۔ مقتدی کے لیے مشروع یہ ہے وہ امام کی اتباع کرتے ہوئے جو کام امام کرے اسکے فوراً بعد وہی کام مقتدی بھی کرے ۔ رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں «کہ امام کو امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اسکی اقتداء کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو آپ بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع میں جائے توآپ بھی رکوع میں چلے جاؤ اور جب وہ سجدہ میں چلا جائے تو آپ بھی سجدہ میں چلے جاؤ"۔[3]

۲۔ امام سے آگے بڑھنا حرام ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس سے سختی سے منع کرتے ہوئےفرمایا کہ "کیا تم میں سے کوئی آدمی اس سے نہیں ڈرتا کہ اگر وہ امام سے آگے پڑھنے کی کوشش کرتے ہوئے سجدہ یا رکوع سے سر پہلے اٹھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں اور جسم کو گدھے کے جسم میں تبدیل کر دیں گے۔"[4]

۳۔ جو غلطی سے امام سے آگے بڑھ گیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ واپس لوٹے اور اسکی اتّباع کرے۔

ناپاک شخص کے پیچھے نماز

ناپاک کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے البتہ اگر وہ اپنی ناپاکی کو نہیں جانتا تھا اور نماز ختم ہونے کے بعد پتہ چل گیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز ٹھیک ہے اور امام پر نماز کو واپس لوٹانا واجب ہے۔

(۳) متفق علیہ
(۴) متفق علیہ

https://www.al-feqh.com/ur/امام-اور-مقتدی

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

معذور اشخاص کی نماز

https://www.al-feqh.com/ur

۱۳

معذوروں کی نماز

مندرجات/مشتملات

معذوروں کی تعریّت
مریض کی نماز
مریض کی نماز کے احکام
مسافر کی نماز
سفر سے مقصود
قصر نماز
دو نمازوں کا جمع کرنا
گاڑی یا بس میں مسافر کی نماز
خوف کی نماز
خوف کی نماز کا طریقہ

عذریں

بیماری، سفر اور خوف

۱۔ مریض کی نماز

مریض پر لازم ہے کہ اپنی طاقت کے مطابق نماز ادا کرے اگر وہ صحت مند کی طرح ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ صحت مند کی طرح نماز پڑھے اور اگر صحت مند کی طرح ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی طاقت کے مطابق ادا کرے۔پس مریض پر قیام واجب ہے اگر وہ قیام کی طاقت رکھتا ہے۔اگر قیام کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو کے بل اور اسکا چہرہ قبلہ رخ ہونا چاہیے۔اگر پہلو پر بھی ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو اپنی پیٹھ پر ٹیک لگا کر ادا کرے اور اس صورت میں اسکی ٹانگیں قبلہ رخ ہونی چاہیے اگر اس میں اسکے لیے آسانی ہو تو، وگرنہ اپنی حالت کے مطابق ادا کرے۔اور اس پر دلیل سورۃالتغابن کی سولھویں آیت ہے جسکا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔اور آپ ﷺ کا قول ہے جو آپ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرمایا "کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں تو بیٹھ کر اگر بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں تو پہلو کے بل نماز پڑھو۔[۱]

مریض کی نماز کے احکام

۱۔جب مریض بیٹھ کر نماز پڑھے اور سجدے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر سجدہ واجب ہے۔

۲۔اورجب بیٹھ کر نماز پڑھے اور سجدے سے عاجز ہوتو اپنے جسم کے ساتھ رکوع اور سجود کا اشارہ کرےاور اسکا سجدہ اسکے رکوع سے زیادہ پست ہو۔اگر بدن کے ساتھ اشارہ مشکل ہو تو اپنے سر کے ساتھ کرے۔اسی طرح پیٹھ پر نماز کی صورت میں بھی اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے۔

۳۔جب مریض پر ہر نماز کے لیے پاکی حاصل کرنا مشکل ہو یا تمام نمازوں کو انکے اوقات میں ادا کرنا مشکل ہو تو اسکے لیے ظہر اور عصر کی نمازاور مغرب اور عشاء کی نماز کو آسانی کے مطابق پہلے وقت میں یا دوسرے وقت میں جمع کرناجائز ہے۔

۴۔جب تک مریض کی عقل باقی ہو اس سے نماز کبھی بھی ساقط نہیں ھوتی پس مریض کے لئے مرض کا بہانہ بناتے ہوئے نماز میں سستی کرنا مناسب نہیں اور نماز کی ادائیگی کی بقدر استطاعت کوشش کرے۔

۵۔اگر بیمار کئی دن تک بے ہوش رہا تو افاقہ ہونے کی صورت میں اپنی طاقت کے مطابق نماز ادا کرے۔ اور اس پر بیہوشی والے دنوں کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔لیکن اگر بیہوشی کے دن کم ہوں یعنی وہ ایک دن یا دو دن بیہوش رہا تو اس صورت میں بیہوشی والے دنوں کی نمازوں کی قضا واجب ہے۔

(۱) بخاری سے روایت ہے

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

۱ تکبیر کہنے کی تصویر

۲ پڑھنے کی تصویر

۳ رکوع کرنا

۴ سجدہ کرنا

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز/

۲۔ مسافر کی نماز

مسافر کا چار رکعتی نمازوں (ظہر، عصر، عشاء) میں قصر کر کے دو رکعتیں پڑھنا مشروع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں" اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے سفر پر نکلے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں دو رکعتیں پڑھاتے تھے یہاں تک کہ ہم واپس لوٹ آئے "[1]

سفر سے مراد

ہر وہ چیز جس پر عرف میں سفر کا اطلاق ہوتا ہو اسکو سفر کہتے ہیں اور اس میں قصر کی جائے گی۔

نماز میں قصر کا بیان

۱۔ مسافر قصر اس وقت کرے گا جب وہ اپنے شہر کی آبادیوں سے دور نکل جائے۔ اور جب تک وہ شہر کی آبادی میں ہے اس کے لیے قصر جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے شہر کی آبادی سے نکلنے سے پہلے قصر ثابت نہیں ہے۔

۲۔ جب مسافر کسی شہر میں پہنچااور وہاں چار دن یا اس سے زیادہ کی اقامت کا ارادہ کر لیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس نے اس سے کم کی نیت کی تو پھر قصر کرنا جائز ہے اور اگراس نے معیّن دنوں کی نیت نہیں کی بلکہ یہ نیت کی کہ جب میرا کام ہو جائے گا میں چلا جاؤں گا تو قصر کرنا جائز ہے اگرچہ چار دن سے زیادہ دن ہی کیوں نہ گذر جائیں۔

۳۔ اگر مسافر مقیم امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا تو اس پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے۔

۴۔ اگر مقیم نے قصر کرنے والے مسافر کے پیچھے نماز پڑھی تو اس پر سلام کے بعد نماز کا پورا کرنا واجب ہے۔

دو نمازوں کو جمع کا بیان

۱۔ مسافر اور مریض کے لیے ظہر اور عصر کو دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو بھی دونوں میں سے کسی ایک کے وقت میں جمع کرنا جائز ہے۔ پس اگر دونوں میں سے پہلی نماز کے وقت میں دونوں کو جمع کیا تو اسکو جمع تقدیم کہتے ہیں۔

اور اگر دوسری نماز کے وقت میں جمع کیا تو اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں۔

۲۔ دو نمازوں کو ایک وقت میں (شدید بارش کی مشقت اور حرج سے بچنے کی وجہ سے) جمع کرنا مسجد میں نماز پڑھنے والے کے لیے جائز

(۱) رواہ النسائی

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

ہے جو عورتوں کی طرح گھر میں نماز پڑھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

۳۔ نمازوں کا جمع صرف سفر میں نہیں ہوتا بلکہ حضر یعنی اقامت میں بھی ہو سکتا ہے۔

سواری پر مسافر کی نماز

۱۔اگر نفلی نماز ہے۔

عذر اور بلا عذر دونوں صورتوں میں سواری پر نماز صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے «کہ آپ سواری پر نفلی نماز پڑھا کرتے تھے۔جس طرف بھی آپکی سواری متوجہ ہوتی تھی”۔[1]

۲۔اگرفرض نماز ہے

تو اس وقت سواری پر نماز صحیح ہے جب زمین پر اترنے کی طاقت نہ رکھتا ہویا اترنے کی صورت میں دوبارہ سوار نہ ہو سکتا ہو یا دشمن کا خوف ہو اوراس جیسی کوئی اور صورت ہو۔اسکی متعدد صورتیں ہیں۔

۱۔ایک صورت یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہواور رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو جیسا کہ جب کشتی میں ہوتو اس پر پرانی کیفیت میں نماز ادا کرنا لازم ہے اس لیے کہ وہ اسکی طاقت رکھتا ہے۔

ب۔دوسری صورت یہ ہے کہ جب قبلے کی طرف منہ کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہوتو تکبیر تحریمہ کےوقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہےپھر سواری جس طرح بھی متوجہ ہو نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ اشارے سے کرے۔

۳۔ خوف کی نماز

خوف کی نماز ہر جائز لڑائی میں چاہے حضر میں ہو یا سفر میں جائز ہے اور کتاب اور سنت اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

۱۔(قرآن سے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اس وقت تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تمہیں تکلیف ہو یا بوجہ بارش کے یا بسبب بیمار ہو جانے کے اور اپنے بچاؤ کی چیزیں ساتھ لیے رہو”)

۲۔اور سنت سے دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ کے ساتھ صلاۃ خوف ادا کی اور آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ صلاۃ خوف ادا کرتے تھے۔

خوف کی نماز کا طریقہ

خوف کا رکعات کی تعداد پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر وہ مقیم ہے تو اتنی ہی رکعات پڑھے گا جتنی وہ پہلے پڑھتا تھا اور اگر سفر کی حالت میں ہے تو قصر کرے گا البتہ اسکا طریقہ مختلف ہے۔

صلاۃ خوف کی ادائیگی کے قرآن و حدیث میں متعدد طریقے وارد ہوئے ہیں جو تمام کے تمام جائز ہیں۔اور وہ خوف جس کی وجہ سے صلاۃ الخوف واجب ہو جاتی ہے اسکی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ دشمن کے حملے کا خوف ہو۔

اس صورت میں رسول اللہ ﷺ سے وارد طریقوں میں سے کسی بھی طریقے پر وہ نماز پڑھ سکتا ہے اور زیادہ مشہور طریقہ وہ ہے جو سہل بن ابی حثمہ کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔

اور اسکی صورت یہ ہے کہ امام لوگوں کے دو گروہ بنائے ایک گروہ کو

(۱) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز

دشمن سے حفاظت پر مامور کر دے اور دوسرے گروہ کے ساتھ نماز پڑھے۔ ایک رکعت پڑھنے کے بعد جب امام دوسری رکعت کے لیے اٹھے تو یہ گروہ امام سے علیحدہ ہو کر اپنی نماز پوری کرے اور سلام پھیرنے کے بعد پہرے کے عمل میں مصروف ہو جائے اور دوسرا گروہ آ کر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو جائے۔ اور جب امام تشہد کے لیے بیٹھے تو یہ کھڑے ہو جائیں اور اپنی بقیہ نماز پوری کرتے ہوئے جب تشہد کے لیے بیٹھ جائیں تو امام ان کا برابر انتظار کرتا رہے یہاں تک کہ وہ بھی تشہد پڑھ لیں تو امام ان کے ساتھ سلام پھیرے۔[۱]

یہ کیفیت اور طریقہ اس وقت ہے جب وہ سفر میں صلاۃ خوف ادا کر رہے ہوں یا مقیم ہونے کی صورت میں صبح کی نماز بطور صلاۃ خوف ادا کر رہے ہوں۔

اور اگر مقیم ہونے کی صورت میں صبح کی نماز کے علاوہ بقیہ نماز بطور صلاۃ خوف ادا کر رہے ہوں تو پہلا گروہ امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے گا اور جب امام تیسری رکعت کے لیے اٹھے گا تو یہ اپنی نماز پوری کر کے پہرے کے عمل میں مصروف ہو جائےاور دوسرا گروہ نماز پڑھنے کے لیے آ جائے گا اور باقی طریقہ وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر خوف اتنا شدید ہو کہ وارد طریقے پر نماز کی ادائیگی ممکن نہ ہو۔

اور اس صورت میں پیدل اور سوار اسی حالت میں قبلہ رخ ہو کر نماز ادا کریں اگر قبلہ رخ ہونا ممکن ہو تو اور اگر ممکن نہ ہو تو جس طرف چاہیں نماز پڑھیں۔حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں'اگر خوف بہت شدید ہو تو وہ جہاں ہیں پیدل ہیں یا سواری پر ، قبلہ رخ ہیں یا نہیں ہیں نماز ادا کریں۔[۲]

اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ اشارے سے ادا کریں گے۔پس نماز پڑھیں جس بھی حالت میں ہوں۔ چاہے چل رہے ہوں یا جہاز میں سوار ہوں یا سواری پر سوار ہوں جیسا کہ سخت لڑائی اور خوف کے وقت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتے ہیں "اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی نماز ادا کرو"

(۱) رواہ البخاری
(۲) بخاری سے روایت ہے

جہاز میں نماز ادا کرنے کی تصویر

کشتی میں نماز ادا کرنے کی تصویر

سواری پر نماز ادا کرنے کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

شریعت کی آسانیوں کا بیان

وہ اہم خصوصیات جنکی وجہ سے شریعت اسلامیہ دوسری شریعتوں سے ممتاز ہے ان میں سے ایک معافی ہے اور آسانی ہے،حرج کو دور کرنا ہے،اور یہ شریعت میں عام قاعدہ ہے،مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/معذور-اشخاص-کی-نماز

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

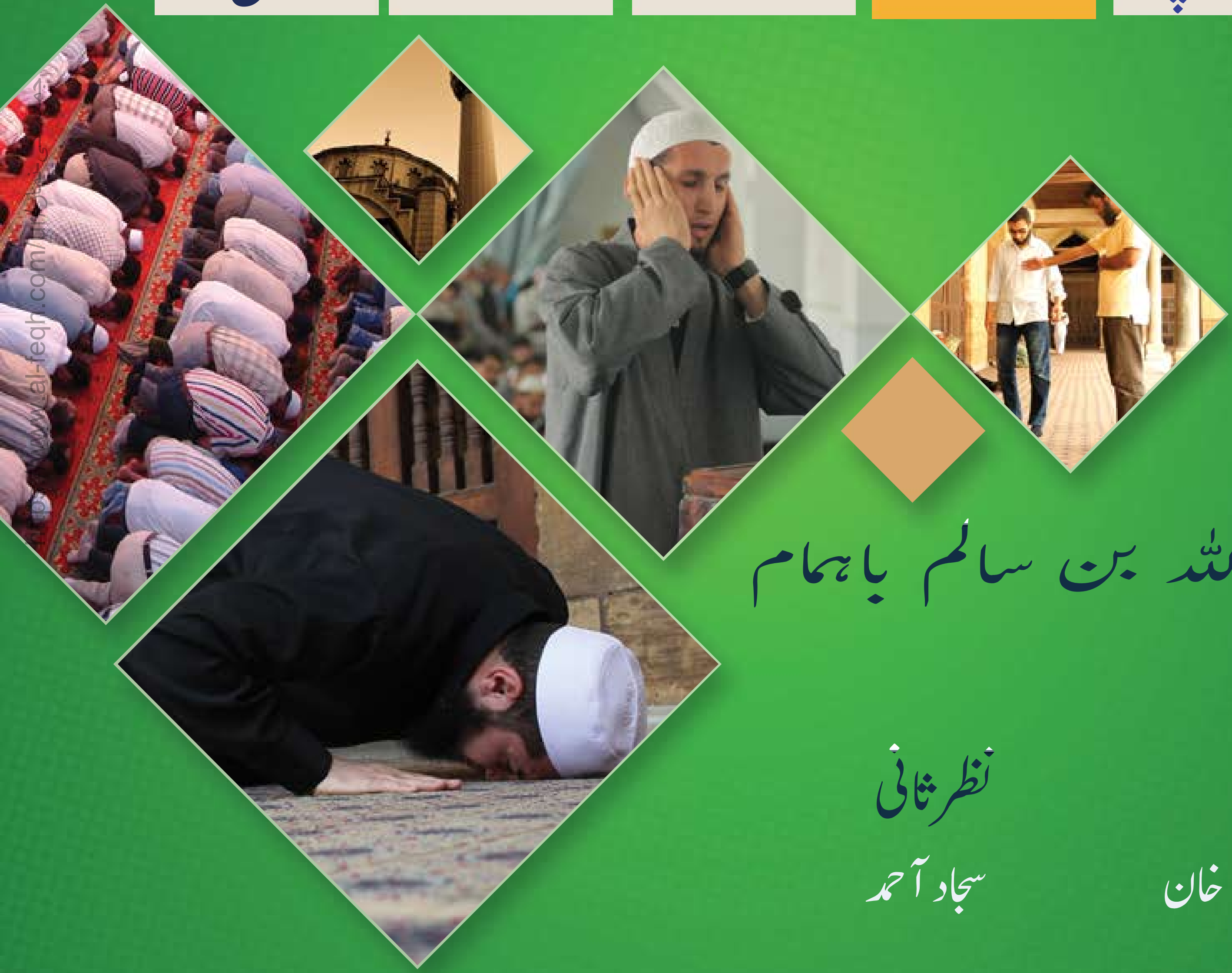

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

جمعہ کی نماز

۱۴

جمعہ کی نماز

مندرجات/مشتملات

جمعہ کی نماز کا حکم
جن پر جمعہ واجب نہیں ہے
جمعہ کے دن کی فضیلت
جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط
جمعہ کی نماز کا طریقہ
دو خطبے
دو خطبوں کا حکم
خطبے کو مکمل کرنے والی چیزیں
دو خطبوں کے مستحبات
وہ چیزیں جو جمعہ میں ممنوع نہیں
جمعہ کو پا لینا
وہ چیزیں جو جمعہ کے دن مستحب ہیں۔

جمعہ کی نماز کا حکم

جمعہ کی نماز ہر مسلمان بالغ وعاقل اپنے وطن میں رہنے والے یعنی مقیم پر جب چھوڑنے کا کوئی شرعی عذر نہ ہو، فرض عین ہے۔

۱۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اے ایمان والو جب تمہیں جمعہ کی نماز کی دعوت دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑپڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو"

۲۔ رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں "قوموں کو جمعہ چھوڑنے سے روکا گیا ہے اگر انہوں نے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری نہ کی تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے گی اور پھر وہ غفلت کرنے والوں میں سے ہوں گے"۔[1]

جن پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے

عورت، بچے، مسافرپر جمعہ واجب نہیں ہے اور اس طرح اس مریض پر بھی واجب نہیں ہے جو انتہائی مشقت کی وجہ سے جمعہ کی نماز میں حاضر نہ ہو سکتا ہو۔ اور اگر یہ لوگ جمعہ کی نماز میں حاضر ہو گئے تو انکی جمعہ کی نماز ٹھیک ہے اور اگر نہ ہوئے تو ظہر کی نماز پڑھیں گے۔

(۱) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

مسافر کی تصویر

عورت کی تصویر

عورت کی تصویر

بیمار کی تصویر

جمعہ کے دن کی فضیلت

ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہترین دن ہے اور اس دن سے اللہ تعالٰی نے صرف اُمّت مسلمہ کو نوازا ہے۔ اور اسکی فضیلت میں بہت ساری احادیث وارد ہوئیں ہیں۔

۱۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «سورج کے نکلنے سے شروع ہونے والے دنوں میں سب سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے جس میں آدم کو پیدا کیا گیا انہیں جنت میں داخل کیا گیا اوراسی دن انکو جنت سے نکالا گیا"[۱]

۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جس نے غسل کیا پھر جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لیے آیا اور جواسکے مقدر میں تھا وہ نماز پڑھی، پھر امام کے خطبے سے فارغ ہونے تک خاموش رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس سے اس جمعہ اور گذرے ہوئے جمعہ کے اور تین دن زائد کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔[۲]

(۱) رواہ مسلم
(۲) رواہ مسلم

۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا " پانچوں نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے تمام گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اگر اس نے اپنے آپ کو گناہ کبیرہ سے بچا لیا "[۳]

۴۔حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا کہ ہم سے پہلی امتوں کو جمعہ کے دن سے دور رکھا گیا پس یہودیوں کے لیے خاص دن، ہفتے کا دن تھا اور نصارٰی کے لیے اتوار کا دن تھا۔ تو اللہ نے ہمیں جُدا کیا اوار جمعہ کا دن عطا کیا۔ پھر جمعہ کو پہلے کر دیا پھر ہفتہ اور پھر اتوار اس طرح وہ قیامت کے دن بھی ہم سے پیچھے ہوں گے ہم دنیا کے اعتبار سے پیچھے آنے والوں میں سے ہیں اور قیامت کے دن اوّلین میں سے ہیں کیونکہ مخلوقات میں سب سے پہلے امت محمدیؐ کے بارے میں فیصلہ کیا جائیگا۔[۴]

۵۔نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ اللہ عیدین اور جمعہ کی نمازمیں " سبح اسم ربک الاعلی ، وھل اتاک حدیث الغاشیۃ "[۵] پڑھتے تھےاور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو پھر بھی ان دونوں نمازوں میں یہی دو سورتیں ہی پڑھتے تھے۔

۶۔ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہترین دن ہے ۔ اسی دن حضرت آدمؑ کو پیدا کیا گیا، انکو جنت سے اتارا گیا، ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن وہ فوت ہوئے۔ اسی دن قیامت قائم ہو گی اور اسی دن ایک ایسا لمحہ آتا کہ اس لمحے اور وقت میں انسان اللہ سے جو بھی مانگتا ہے وہ اسکو دے دیا جاتا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لمحہ سال میں ایک دفعہ آتا ہے؟ پس میں نے جواب دیا ہر جمعہ والے دن یہ لمحہ اور وقت لوٹتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب نے تورات پڑھی تو کہا رسول ﷺ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن سلام سے ملا اور انکو حضرت کعب کے ساتھ ملاقات کے بارے میں بتلایا۔ پس حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ یہ کونسات وقت ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا مجھے اس

(۳) رواہ مسلم
(۴) رواہ مسلم
(۵) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز/

وقت کے بارے میں بتلا دیجیے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ جمعہ کے دن کا آخری گھنٹہ ہے۔ تو میں نے کہا کہ وہ آخری گھنٹہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (حالانکہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا اس وقت کے بارے میں کہ جب وہ لمحہ یا وقت انسان پر آئے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو) اور آخری وقت میں تو نماز نہیں پڑھی جاتی اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ نے رسول ﷺ اللہ کا یہ قول نہیں سنا جس میں وہ فرماتے ہیں کہ جو وقت مسلمان کا نماز کی انتظار میں گذرتا ہے یہ وقت بھی نماز میں شمار ہوتا ہے یعنی گویا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے جواب دیا جی ہاں بالکل ایسے ہی ہے تو انہوں نے فرمایا تو یہ اسی قبیل میں سے ہے۔

٧۔ جمعہ تمہارے بہترین دنوں میں سے ہے پس اس میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ بے شک تمہارے درود مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو صحابہ کرام نے کہا ہمارے درود آپ ﷺ پر کیسے پیش کیے جاتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی تو رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے"[1]

جمعہ کے صحیح ہونے کی شرائط

١. پہلی شرط ہے یعنی جمعہ کی نماز باقی نمازوں کی طرح وقت سے پہلے بھی جائز نہیں اور بعد میں بھی جائز نہیں ہے اور اسکا وقت ظہر کی نماز کا وقت ہے۔

٢. دوسری شرط جمعہ کے لیے جماعت کا ہونا ہے پس ایک آدمی یا تین سے کم کا جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

٣. جمعہ کے لیے تیسری شرط استیطان ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی نماز اس جگہ پر پڑھنا جائز ہے جہاں ہر موسم میں لوگ بستے ہوں اور کسی بھی موسم میں نہ گرمی میں اور نہ ہی سردی میں وہاں سے لوگ ہجرت کرتے ہوں۔ صحرا اور خیموں میں رہنے والوں نے اگر جمعہ کی نماز پڑھی تو جائز ہے البتہ ان پر واجب نہیں ہے۔

٤. چوتھی شرط یہ ہے کہ جمعہ سے پہلے دو خطبے پڑھے جائیں کیونکہ اسی پر رسول ﷺ اللہ نے ہمیشگی اختیار کی ہے۔

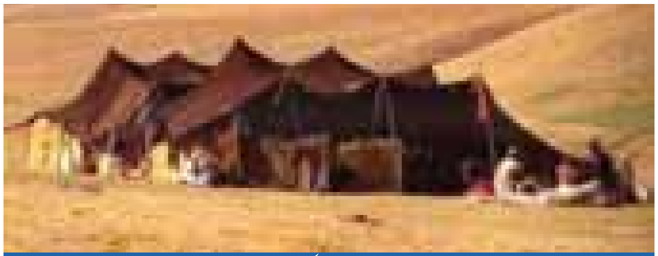

گاؤں والوں کی تصویر

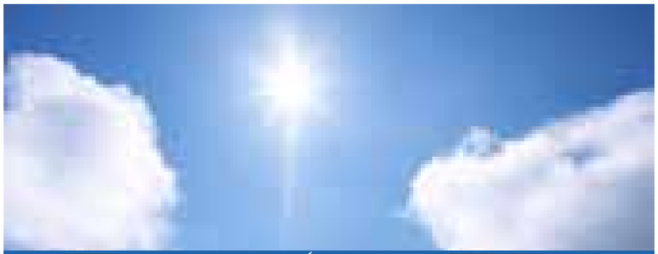

جمعہ کے وقت کی تصویر

باجماعت نماز پڑھنے کی تصویر

جمعہ کی نماز کا طریقہ

جمعہ کی نماز کی دو رکعتیں ہیں امام ان میں اونچی آواز میں قراءت کرے اور مسنون یہ ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الجمعہ کی قراءت کرے اور دوسری میں فاتحہ کے بعد منافقون پڑھے۔ یا پہلی میں سورۃ الاعلی اور دوسری میں سورۃ الغاشیۃ پڑھے۔

دو خطبے

دو خطبوں کا حکم

دونوں خطبے واجب ہیں اور وہ جمعہ کی صحت کے لیے شرط ہیں اور خطبے عربی زبان میں دیے جائیں اگر اکثریت عربی سمجھنے والوں کی ہو اور اگر وہ جملوں سے معانی نکال سکتے ہوں تاکہ لوگوں کو عربی سیکھنے پر ابھارا جا سکے اور رسول ﷺ اللہ کی سنت بھی پوری ہو جائے۔ اور اگر اکثریت عربی نہ سمجھنے والوں کی ہو تو خطبے دوسری زبانوں میں بھی دیے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ خطبہ سے مقصود صرف خطبہ دینا نہیں ہے بلکہ

(١) رواہ ابو داود

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز/

https://www.al-feqh.com/ur

احکام اسلام پر متنبّہ کرنا اور انکی تعلیم دینا مقصود ہے البتہ دوسری زبانوں میں خطبہ دیتے وقت آیات کو عربی ہی میں پڑھیں اور پھر ترجمہ کر کے ان لوگوں کو بتائیں۔

خطبہ کو کامل اور پورا کرنے والی چیزیں

خطبہ جمعہ کے ارکان میں سے نہیں ہے بلکہ عرف عام میں جس چیز پر خطبے کا اطلاق ہوتا ہے وہی خطبہ ہے۔ لیکن کمال خطبہ یہ ہے کہ خطیب یہ چیزیں پڑھے۔

۱۔ اللہ کی تعریف کرے۔

۲۔» اشھدان ، لا الہ اللہ ، اشھدان محمد عبدہ ورسولہ»

۳۔ نبی ﷺ پر درود بھیجے۔

۴۔ اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرے

۵۔ قرآن میں سے چند آیات کی تلاوت کرے۔

۶۔ لوگوں کو اچھے کاموں کی نصیحت کرے۔

دونوں خطبوں کے مستحبات

۱۔ جمعہ کے خطبے میں یہ مستحب ہے کہ منبر پر خطبہ دیا جائے۔

۲۔ جمعہ کے خطبہ میں دوسری مستحب چیز یہ ہے کہ خطیب منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں کو سلام کرے۔

۳۔ خطیب کادونوں خطبوں کے درمیان تھوڑا سا بیٹھنا بھی جمعہ کے مستحبات میں سے ہے۔

۴۔ جمعہ کے خطبوں کو چھوٹا کرنا بھی جمعہ کے خطبوں کے مستحبات میں سے ہے۔

۵۔ دونوں خطبوں میں دعا مانگنا بھی مستحب ہے۔

وہ چیزیں جن سے نماز جمعہ میں روکا گیا ہے

۱۔ جمعہ کے دن خطبہ کے دوران باتیں کرنا ممنوع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا «اگر آپ نے جمعہ کے دن خطبے کے دوران اپنے دوست سے خاموش ہو جا بھی کہا تو آپ نے لغو کام کیا"۔[۱]

۲۔لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنا مکروہ ہے ۔البتہ امام کے لیے اس لیے جائز ہے کہ اسکا امامت کی جگہ تک پہنچنا ضروری ہے۔یا اس خالی جگہ تک پہنچنے کے لیے بھی پھلانگنا جائز ہے جہاں تک لوگوں کی گردنوں کو پھلانگے بغیر نہ پہنچا جا سکتا ہو۔

(۱) رواہ بخاری

جمعہ کا پا لینا

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جمعہ کی نماز کے لیے جلدی کرے اگر وہ لیٹ ہو گیا لیکن امام کو دوسری رکعت کے رکوع میں پا لیا تو وہ اپنی نماز کو پورا کرے اور وہ جمعہ پانے والا شمار ہو گا۔ اور اگر وہ دوسری رکعت کو بھی نہ پاسکا تب وہ ظہر کی نماز پڑھے گا اور اسی طرح اگر نیند یا کسی اور وجہ سے اس سے جمعہ کی نماز رہ گئی تب بھی وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے گا

وہ اعمال جو جمعہ کے دن مستحب ہیں۔

۱۔ جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھنا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں»جس نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف پڑھی تو نور کے ذریعے سے دونوں جمعوں کے درمیان کے وقت کو اسکے لیے روشن کر دیا جاتا ہے"[۱]

۲۔ کثرت سے نبی ﷺ پر درود پڑھنا،ابو مسعود الانصاری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "کہ جمعے کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔پس جو بھی مجھ پر جمعہ کے دن درود بھیجتا ہےتو اسکا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔[۲]

۳۔جمعہ کے دن غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جو آدمی جمعے کے دن غسل کرتا ہے اور بقدر استطاعت پاکی حاصل کرتا ہے اور اپنے سر میں تیل لگاتا ہےیا اپنے گھر کی خوشبو لگا تا ہے اور لوگوں کو اذیّت پہنچائے بغیر جمعہ کی نماز کے لیے نکلتا ہے پھر حسب قدر ت نماز پڑھتا ہے اور امام کے خطبے کے دوران خاموش ہو جاتا ہے تو اس کے اس جمعہ اور پہلے جمعہ کے درمیان کیے گئے گناہ بخش دیے جاتے ہیں"[۳]

(۱) رواہ الحاکم
(۲) رواہ الحاکم
(۳) رواہ بخاری

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

جمعہ کے مسائل

۱۔منبر کی تین سیڑھیاں ہونا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں۔

۲۔جمعے والے دن بعض لوگ جمعہ کی نماز سے پہلے دائرے میں جاتے ہیں اور ایک آدمی انکو قرآن کی چند آیات پڑھ کر سناتا ہے یہاں تک کہ جمعہ کی اذان ہو جاتی ہے یا پھر ترانے گاتے ہیں اور اونچی آواز میں اجتماعی ذکر کرتے ہیں یہ سنّت میں نہیں ہے۔

جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو ایک ہی آذان مشروع ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جو ایک ہی آذان مدینہ میں دی جاتی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو جمعہ کے وقت کے داخل ہونے کے بارے میں بتلایا جا سکے اور آجکل چونکہ لوگوں کو آسانی سے پتہ چل جاتا ہے کہ جمعہ کا وقت داخل ہو گیا ہے اس لیے اس آذان کی ضرورت نہیں ہوتی۔

منبر کی تین سیڑھیاں

۳۔ اگر نمازی امام کے خطبے کے دوران آجائے تو بیٹھنے سے پہلے مختصر سی دو رکعتیں پڑھ لے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جب تم سے کوئی جمعہ والے دن امام کے خطبے کے دوران مسجد میں آ جائے تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے مختصر سی دو رکعتیں پڑھ لے۔"[۱]

۴۔ جمعہ کے دن خطیب خطبے کی دعا میں صرف شہادت کی انگلی کو بلند کرے گا۔ استسقاء اور بارش کو روکنے کے متعلق دعا کے علاوہ کسی اور دعا میں ہاتھ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ حضرت حصین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ خطبے میں دعا کے وقت شہادت کی انگلی کو بلند کیے ہوئے تھے"[۲]

اپنی انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرے

(۱) رواہ ابن خزیمۃ
(۲) رواہ احمد

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز/

https://www.al-feqh.com/ur

۵۔نماز جمعہ سے پہلے کوئی سنت نہیں ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ اذان سے پہلے مطلق نفل پڑھے کیونکہ رسول ﷺ اللہ فرماتے ہیں "جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور بقدر استطاعت پاکی حاصل کی ،پھر تیل لگایا یا اپنے گھر کی خوشبو استعمال کی پھر وہ جمعہ کی نماز کی طرف چلا اور صفوں کو پھلانگنے سے گریز کیا اور فرض نماز ادا کی۔ اور امام کے خطبے کے وقت خاموش رہا تو اس کے اس جمعے اور گزرے ہوئے جمعہ کے درمیان کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ "[۱]

۶۔جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت سنت پڑھے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اکرم جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت سنت گھر میں پڑھا کرتے تھے یا چار رکعتیں پڑھے کیونکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں "جو تم میں جمعہ کے بعد نماز پڑھنے والا ہو تو وہ چار رکعتیں پڑھے اور افضل یہ ہے کہ وہ یہ چار رکعتیں گھر میں پڑھے۔[۲]

۷۔جب عید اور جمعہ اکٹھے آ جائیں تو زیادہ احتیاط یہی ہے کہ عید اور جمعہ دونوں پڑھے ،اگر اس نے عید پڑھ لی تو کم از کم ظہر کی نماز ضرور پڑھے اور دور دراز رہنے والوں کو رخصت دے دی جائیگی کہ وہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ کی نماز کے لیے نہ لوٹیں۔ ایاس بن ابی رملۃ شامی سے مروی ہے "میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کہ آپ کبھی رسول ﷺ اللہ کے ساتھ دو عیدوں میں حاضر ہوئے؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ رسول ﷺ اللہ دن کی ابتدا میں عید کی نماز پڑھا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز کے بارے میں رخصت دے دیتے تھے اور فرمایا جو دونوں کو جمع کرنا چاہے تو وہ جمع کر سکتا ہے"[۳]

(۱) رواہ الدارمی
(۲) رواہ مسلم
(۳) رواہ احمد

https://www.al-feqh.com/ur/جمعہ-کی-نماز

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

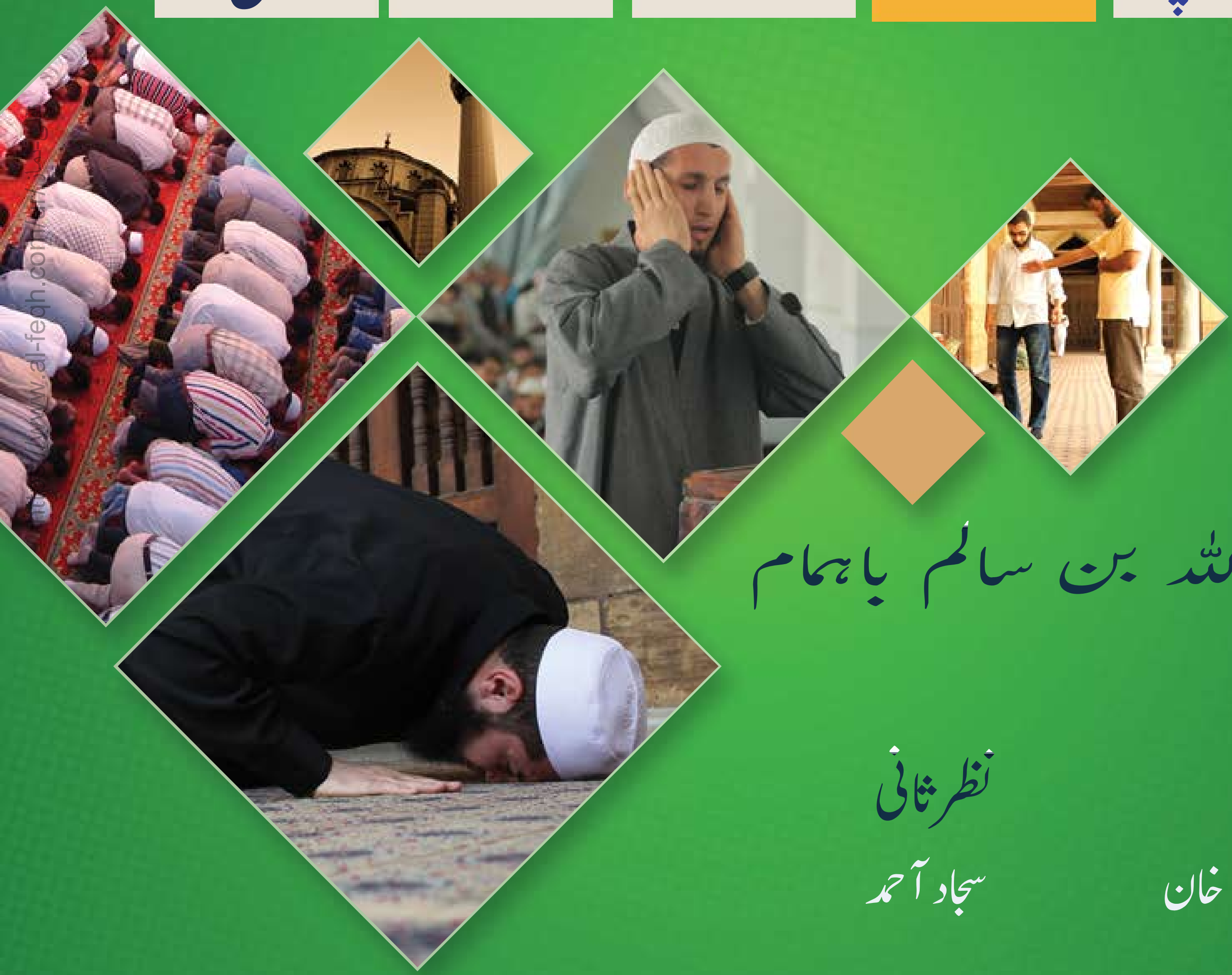

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نفلی نماز

https://www.al-feqh.com/ur

۱۵ نفلی نماز

مندرجات/مشتملات

نفل نماز کی تعریف
نفل نماز کی فضیلت
نفل نماز کی اقسام
پہلی قسم سنت مؤکّدہ
دوسری قسم وتر کی نماز
تیسری قسم تراویح کی نماز
چوتھی قسم چاشت کی نماز
پانچویں قسم تحیّۃ المسجد
چھٹی قسم استخارہ کی نماز
ساتویں قسم وضوکے بعد دو رکعتوں کی نماز
آٹھویں قسم مطلق نفل
وہ اوقات جن میں نفلی نماز ممنوع ہے۔

نفلی نماز

فرض اور واجب نماز کے علاوہ نماز کو نفل نماز کہا جاتا ہے۔۔

نفلی نماز کی فضیلت

۱۔ نفلی نماز اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔حدیث قدسی میں وارد ہوا کہ اللہ فرماتا ہے «جب تک میرا بندہ نوافل کے قریب رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبّت کرتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ اور اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اسکا پاؤں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسکو دیتا ہوں۔ اور اگر مدد طلب کرے تو میں مدد کرتا ہوں۔"[۱]

(۱) رواہ البخاری

۲۔ نفل نماز فرائض کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے"کہ بندوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس چیز کا حساب کیا جائیگا وہ نماز ہے اور فرمایا: رب کریم فرشتوں سے سوال کرتا ہے کہ دیکھو میرے بندے کی نماز میں کوئی کمی تو باقی نہیں رہی حالانکہ رب کریم ان سے زیادہ جانتا ہے ۔ اور رب کریم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بندے کی نمازپوری ہے تو اس کے لیے پوری نماز لکھی جائے۔ اور اگر اسکی فرض نماز میں کوئی کمی باقی رہے تو اسکو نوافل سے پورا کیا جائے۔ پھر باقی اعمال اس پر مرتب کیے جائیں گے۔"[۲]

نفلی نماز گھر میں افضل ہے

نفلی نماز مسجد سے گھروں میں افضل ہے مگر وہ کہ جس میں جماعت مشروط کی گئی ہے۔ جیسے تراویح کی نماز رمضان میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا «پس بے شک آدمی کی افضل نماز اس کے گھر میں ہے۔ سوائے فرض نماز کے"[۳]

(۲) رواہ ابو داود
(۳) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur

پہلا: مؤکدّہ سُنتیں

وہ سُنتیں جو مؤکدہ فرائض کے تابع ہیں۔ وہ سُنتیں مؤکدّہ ہیں۔ اور کُل سُنتیں مؤکدہ دس یا بارہ رکعتیں ہیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں

ظہر سے پہلے دو یا چار رکعتیں

اور دو اسکے بعد

مغرب کے بعد دو رکعتیں ہیں

پھر عشاء کے بعد دو رکعتیں ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ " میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک سے دس رکعتیں یاد کیں۔ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اسکے بعد۔ دو مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو صبح کی نماز سے پہلے"[۲] اور اسی طرح کی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ

(۱) الراوتب: رابۃ کی جمع ہے۔ وہ ایسی چیز ہے جو دوام والی ہو۔
(۲) متفق علیہ

عنہا سے بھی ثابت ہے۔ مگر وہ ظہر سے پہلے چار کا ذکر کرتی ہیں۔[۳]

اور مؤکدہ سنتوں میں سے افضل ترین سُنت وہ ہے کہ جس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک نے حضر اور سفر میں دوام اختیار کیا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں اتنے پابند نہیں تھے جتنے فجر کی دو سنتوں کے پابند تھے اور فجر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرنا سنت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں اتنی تخفیف کرتے تھے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف سورۃ فاتحہ کی قراءت کی ہے[۴]

پہلے کی سُنتیں	فرض نماز	بعد کی سُنتیں
دو رکعتیں	فجر	—
چار رکعتیں	ظہر	دو رکعتیں
—	عصر	—
—	مغرب	دو رکعتیں
—	عشاء	دو رکعتی

فجر کی سنتوں کی قضاء جائز ہے:

۱۔ اگر فجر کی سنتیں ادا نہیں کی تو فجر کی نماز کے بعد قضا کرے گا کیونکہ قیس بن عمرو سے ثابت ہے، فرماتے ہیں کہ "رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک نے ایک آدمی کو دیکھا جو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صبح کی نماز کی دو رکعتیں ہیں[۵] تو آدمی نے کہا کہ میں نے ان سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو ان کو میں اب پڑھ رہا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے"

۲۔ سورج کے طلوع ہونیکے بعد:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "جو فجر کی دو رکعتیں نہ پڑھے تو اسے چاہیے کہ سورج کے طلوع ہونیکے بعد پڑھ لے"[۶]

(۳) رواہ مسلم
(۴) متفق علیہ
(۵) رواہ ابو داود
(۶) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

مسائل

• ظہر کے بعد چار رکعتوں کی فضیلت بھی ثابت ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے» جس نے ظہر سے چار رکعتیں ادا کیں اور اسکے بعد تو اللہ نے اس پر آگ کو حرام کردیا»۔[۱]

• دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔[۲]

• جب نیند یا بھول کی وجہ سے سُنتیں چھوٹ جائیں تو ان کی قضاء جائز ہے۔ اگرچہ اوقات مکروہہ میں ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ سے ثابت کہ ظہر کی سُنت غیر مؤکدہ عصر کے بعد پڑھیں مؤکدہ سنتوں کے بعد عصر سے پہلے کی چار رکعت مستحب ہیں۔ غیر مؤکدہ سنتوں کی طرح عصر، مغرب اور عشاء سے پہلے بھی نوافل مشروع ہیں۔ اپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اور تیسری مرتبہ کہا کہ جو چاہے کیونکہ وہ چھوٹ گئیں تھیں۔[۳]

(۱) رواہ ابو داود
(۲) رواہ ابو داود
(۳) متفق علیہ

دوسری قسم وتر کی نماز

وتر کا حکم اور اسکی فضیلت

وتر سنت مؤکدہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا «بے شک اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے تو اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو"[۱] اور آپ ﷺ حضر و سفر میں وتر پر دوام کرتے تھے۔

وتر کا طریقہ

۱۔ وتر کی کم سے کم مقدارایک رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ یا تیرہ ہیں۔ تو دو دو کر کے انکو پڑھے۔ پھر ایک کو وتر بنا کر پڑھے۔

۲۔ اور کم ترین درجہ تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ایک رکعت پڑھے اور سلام پھیر دے۔ اور اسکے لیے یہ بھی جائز ہے کہ تیسری رکعت کو متّصل ایک تشہد کے ساتھ ہی پڑھ لے اور مستحب یہ ہے کہ پہلی میں فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلیٰ پڑھے اور دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورۃ الاخلاص۔ کیونکہ ابي بن کعب سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پاک وتر کی پہلی رکعت میں " سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى» " اور دوسری میں " قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ " اور تیسری میں " قل ھو اللہ ھو احد" پڑھتے تھے۔[۲]

وتر کا وقت

عشاء کی نماز کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے اوررات کی آخری تہائی میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔ حدیث جابر کی وجہ سے بے شک نبی ﷺ پاک نے فرمایا «جس کو یہ خوف ہو کہ وہ آخر رات میں نیند سے نہ اُٹھ سکے گا تو پہلے حصے میں پڑھ لے اور دوسری دفعہ نہ پڑھے"[۳] آپ ﷺ کاارشاد ہے "ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں" جو یہ لالچ رکھتا ہے کہ وہ آخر رات میں اُٹھ جائیگا تو وہ آخر رات میں وتر پڑھے۔ بے شک آخر رات کی نماز کی گواہی دی گئی ہے۔ اور یہ افضل ہے۔[۴]

وتر میں دعا

دعا وتر کی آخری رکعت میں مشروع ہے۔ رکوع میں جانے کے بعد یا رکوع سے اُٹھنے کے بعداور جو دعا وارد ہوئی ہے وہ پڑھے " اللھم اھدنی فیمن

(۱) رواہ ابو داود
(۲) رواہ النسائی
(۳) رواہ مسلم
(۴) رواہ ابو داود

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز/

https://www.al-feqh.com/ur

هديت، وعافني فيمن عافيت، وتولني فيمن توليت، وبارك لي فيما إعطيت، وقني شر ما قضيت، فإنك تقضي ولا يقضي عليك، إنه لا يذل من واليت، ولا يعز من عاديت، تبارکت ربنا وتعاليت "[1]اور امام دعائے قنوت پڑھے گا اور مقتدی آمین کہے گا لیکن حمد کے مقام پر حمد نہیں کرے گا بلکہ خاموش رہے گا جیسے کہ انّك تقضي بالحق اسکا معنی ہے کہ اے اللہ تو حق کا فیصلہ کرنے والا ہے تو اس مقام پر مقتدی خاموش رہے گا۔

مسائل

۱۔ سنت یہ ہے کہ وتر کے بعد کہے "سبحان الملک القدوس" تین مرتبہ اپنی آواز کو کھینچے اور تیسری رکعت میں اسکو بلند کرے۔

۲۔دعا کے بعد چہرے کو چھونا جائز نہیں ہے نہ وتر میں نہ وتر کے علاوہ کیونکہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔اور قنوت سارا سال جائز ہے اسکو رمضان کے آخری نصف کے ساتھ خاص نہ کرے اور قنوت تمام فرضوں میں مستحب ہے تمام نمازوں کے اختتام کے وقت۔

۔قرآن کے ختم ہونے کی دعا نماز میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(۱) رواہ الترمذی

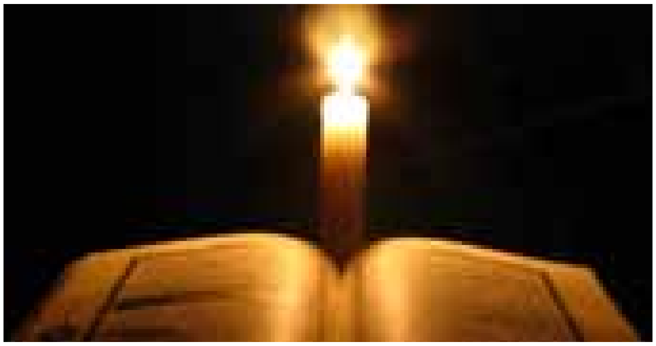

وتر کی دن میں قضاء کرنا

وتر کی دن میں قضاء کرنا جائز ہے اور قضاء دو رکعت کے حساب سے ہو گی۔کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ کی رات کی نماز کسی تکلیف کیوجہ سے فوت ہو جاتی تو دن میں بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔[1]

(۱) رواہ مسلم

تیسری قسم تراویح کی نماز

تراویح: وہ رمضان میں رات کی نماز ہے اور اسکا نام تراویح اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ نماز کی طوالت کے سبب ہر چار رکعت کے بعد راحت فرمایا کرتے تھے۔

نماز تراویح کی فضیلت

تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسکو رمضان میں شروع فرمایا اور صحابہ کرام کی جماعت کو مسجد میں امامت کروائی اور پھر فرض ہونے کے خدشے سے چھوڑ دیں اسکے بعد صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے اس سنت کو اپنایا۔

نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد

نماز تراویح کی افضل ترین تعداد گیارہ رکعت ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے اکثر ایسا کیا ہے کیونکہ جب حضرت عائشہ سے آپ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ رمضان میں کیسے نماز ادا کرتے تھے تو حضرت عائشہ نے جواب دیا «کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے"۔[1]

عشاء کی نیت کے ساتھ نماز تراویح

جو عشاء کی نماز سے لیٹ ہو گیااور آیا تو لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے تو ان کے ساتھ عشاء کی نماز کی نیت کے ساتھ شامل ہو جائے جب امام سلام پھیرے تو وہ کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے

(۱) متفق علیہ

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز/

مسائل

۱۔سارے سال میں رات میں قیام کرنا سنت موکدہ ھےاور اسکو چھوڑنا مکروہ ہے عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ ساری رات سوتا رہا اور فجر کی نماز کے لئے نہ اٹھا تو آپ ﷺ نے فرمایا «شیطان نے اسکے کانوں میں پیشاب کیا »(۱) اور یہ مکروہ ہے کہ اگر کوئی شخص رات کے قیام کا عادی ہو تو اسکا رات کا قیام ترک کرنا مکروہ ہے۔عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا "اے عبداللہ فلاں کی طرح نہ ہو جا جو رات کو قیام کرتا تھا اب اس نے چھوڑ دیا ہے"۔

۲۔مستحب یہ ہے کہ رات سوتے وقت رات کو اٹھنے کی نیت کرے اور جو بیدار ہو مسنون اذکار کا ورد کرے اور نیند سے جاگنے پر اپنے چہرے کو مل لے اور مسواک کرے،حضرت حزیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ جب نیند سے اٹھتے تھے تو مسواک کا استعمال کرتے تھے۔اور آسمان کی طرف دیکھتے اور آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرماتے تھے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جس نے حضرت میمونہ کے گھر رات گزاری جو کہ حضرت ابن عباس کی خالہ ہیں تو میں تکیے کی چوڑائی کی طرف لیٹ گیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والے اسکی لمبائی میں لیٹ گئے تو آپ ﷺ سو گئے تقریباً آدھی رات ہو گئی کہ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور اپنے چہرے کو مل رہے تھے۔ایک روایت میں ہے کہ بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھا پھر آل عمران کی دس آیات پڑھیں اور ایک روایت میں آل عمران کی آخری دس آیات پڑھیں۔مستحب یہ ہے کہ جب رات کی نماز کے لئے بیدار ہو تو اپنی بیوی کو بھی جگا لے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "جب آدمی اپنی گھر والی کو رات کو جگاتا ہے اور وہ دونوں نماز پڑھتے ہیں تو وہ دونوں ذکر کرنے والوں میں اور ذکر کرنے والیوں میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔(۲)

(۱) متفق علیہ
(۲) رواہ ابو داود

نماز کے لئے جاگنا

۳۔اور جس پر رات کی نماز میں نیند غالب ہو تو وہ نماز چھوڑ کر سو جائے حتی کہ نیند چلی جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیشک رسول ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھ لیتا ہے تو اسکو چاہیے کہ وہ سو جائے یہاں تک کہ اسکی نیند جاتی رہے۔جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے اور وہ اونگھنے والا ہو تو شاید وہ استغفار کی جگہ اپنے آپ کو گالیاں دے اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسکی دعا قبول کروں اور کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے عطا کروں اور کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسکی بخشش کروں(۳)

چوتھی قسم چاشت کی نماز

چاشت کی نماز کے وقت کا تعیّن کچھ اس طرح ہے کہ جب سورج ایک نیزے کی مقدار میں بلند ہو جو کہ تقریباً طلوع سورج کے بعد ۴۵ منٹ کے گذر جانے کے بعد کا وقت ہے۔ اور چاشت کے وقت کی انتہا زوال شمس سے پہلے تقریباً ایک گھنٹہ یا ۴۵ منٹ ہے اور افضل وقت یہ ہے رسول ﷺ نے فرمایا اوّابینَ کی نماز ہ جب اونٹنی کے بچوں کے تلوے سورج کی گرمی سے جلنے لگیں۔(۴)

چاشت کی نماز کی فضیلت

اللہ نے حدیث قدسی میں فرمایا «اے ابن آدم تو میرے لئے دن

(۳) متفق علیہ
(۴) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

کے اوّل حصے میں چار رکعتیں پڑھ میں اسکو آخرت میں تمہارے لیے کافی کردوں گا"[۱]

چاشت کی نماز کی تعداد

دو، چار یا چھ رکعتیں پڑھنا جائز ہے یا آٹھ رکعتیں اور صحیح یہ ہے کی ہر دو رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے فعل سے ثابت ہے۔

"ور یہ اس سے کفایت کرے گا بدن کی تمام ہڈیوں اور جوڑوں سے۔ چاشت کی نماز جس وقت اونٹنی کے بچے کے پاوں جلنے لگیں"[۲]

چاشت کی نماز انسان کے تمام جوڑوں پر جو صدقہ ہر صبح لازم ہوتا ہے اسکی کفایت کرتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر صبح تمہارے ہر جوڑ پر صدقہ ہوتا ہے۔

نبی ﷺ پاک نے فرمایا "تم میں سے ہر جوڑ پر جب وہ صبح کرتا ہے تو صدقہ ہوتا ہے"۔ ہر تسبیح صدقہ ہے۔ ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر لا الہ الااللہ صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔اور نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا صدقہ ہے۔ ان تمام صدقات کو چاشت کی دو رکعت نماز کفایت کر جاتی ہے۔[۳]

اور جو شخص چار رکعت چاشت کی نماز ادار کرے تو یہ نماز اس کے پورے دن کے لیے کفایت کر جاتی ہے جیسا کہ حضرت نعیم بن حمار الغطفانی سے مروی ہے کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا "کہ رب اپنے بندے سے کہتا ہے کہ اے ابن آدم اگر تو دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعت نماز ادا کرے گا تو میں اسکو تمہارے لیے قیامت کے دن کافی کر دوں گا اور جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور پھر اللہ کے ذکر میں مصروف رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا تو اس کے لیے ایک کامل حج اور عمرے کا ثواب ہے"۔[۴]

۔آپ ﷺ نے فرمایا "جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اسکے لیے گویا حج اور عمرے کا ثواب ہے"[۵]

(۱) رواہ مسلم
(۲) رواہ مسلم
(۳) رواہ مسلم
(۴) رواہ احمد فی مسندہ
(۵) یہ امام ترمذی سے روایت اور البانی نے اس صحیح جامع میں تصحیح کی ہے۔

پانچواں۔ تحیۃ المسجد کی نماز

وہ دو رکعتیں ہیں جو مسجد میں داخل ہوتے ہی بیٹھنے سے پہلے مشروع کی گئی ہیں۔ اور اسکا حکم یہ ہے کہ وہ سنت مؤکدہ ہیں۔ اور اسکی دلیل آپ ﷺ کا قول ہے "اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ[۶] اور فرض نماز کا وقت ہو اور اس نے فرض نماز ادا کی یا سنت مؤکدہ ادا کی جو کہ فرض نماز سے پہلے ادا کی جاتی ہیں تو اس صورت میں تحیۃ المسجد ادا کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔جیسا کہ کوئی شخص ظہر کی نماز ادا کرنے مسجد میں داخل ہوا اور چار رکعت سنت مؤکدہ ادا کی تو اس کے لیے تحیۃ المسجد ادا کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔"

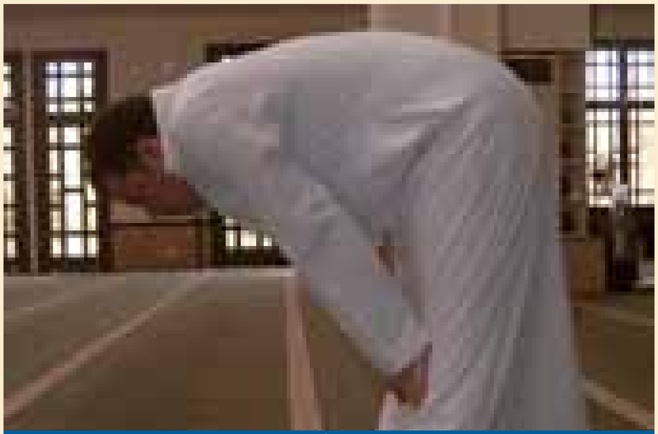

تحیۃ المسجد

چھٹی قسم ستخارہ کی نماز

وہ دو رکعتیں ہیں جن کو انسان کسی معاملے میں غوروفکر کے لیے پڑھتا ہے اس معاملے کو کرنے سے پہلے۔ استخارے کے لیے دو رکعتیں مشروع ہیں۔ انکو بندہ اس وقت پڑھتا ہے جب کسی اختیاری معالے میں غوروفکر کرنا چاہتا ہے۔ اسکو شروع کرنے سے پہلے اور اسکے بعد دعا میں شروع ہو۔ اور آپ ﷺ صحابہ کو اسکی تعلیم دیتے تھے جیسے کسی سورۃ قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کی دعا:

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی معاملے کا ارادہ کرے تو اسکو چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ دعا پڑھے "إِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: «اللَّهُمَّ إِنِّي اَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ،

(۶) متفق علیہ

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي -أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ- فَاقْدُرْهُ لِي، وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي، وَمَعَاشِي، وَعَاقِبَةِ أَمْرِي -أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ- فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي -قَالَ- وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ"[1]

استخارہ کی علامات

استخارے کو بار بار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ بھی شرط نہیں کہ استخارہ کرنے والے کو ایک ہی استخارہ میں حال پتہ چل جائے اور وہ استخارہ کرتا رہے اور اپنے معاملے میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے خیر طلب کرتا رہے۔ اس طرح کرنے میں کوئی گناہ یا قطعہ رحمی کا شبہ لازم نہیں آتا۔ اگر اس کو کوئی اشارہ ملے تو وہی اسکے لیے خیر ہے۔ اگر اشارہ نہ ملا تو یہ بھی اسکے لیے بہتر ہو گا۔

ساتویں قسم وضوء کے بعد نماز کی دو رکعتیں

جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ رسول ﷺ اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے وقت کہا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ مجھے اپنے بہترین عمل کے بارے بتا جو تم نے اسلام میں کیا کیونکہ میں نے تمہارے قدموں کی چاپ جنت میں اپنے آگے سنی۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی میں امید رکھتا ہوں۔ ہاں جب کبھی بھی میں دن یا رات میں وضو کرتا ہوں تو اس وضوء کے ساتھ دو رکعت نماز نفل ضرور پڑھ لیتا ہوں[2]

آٹھویں قسم مطلق نفلی نماز

وہ کسی زمانے یا کسی سبب کے ساتھ مقید نہیں ہے اور مطلق نماز نفل ممنوع اوقات کے علاوہ تمام اوقات میں پڑھی جا سکتی ہے۔

مطلق نفل نماز کی مثالیں

رات کا قیام

آپ ﷺ نے فرمایا: فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز رات کی نماز ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا! بے شک جنت میں ایک کمرہ ہے اسکے اندر سے باہر نظر آتا ہے اور باہر سے کمرے کا اندرونی منظر دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا تو اس نے کہا یہ کس کے لیے ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو اچھی بات کرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے اور ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتا ہے۔[3]

طبّی لحاظ سے رات کے قیام کا جائزہ

رات کے قیام سے انسانی جسم میں کولیسٹرول کم ہوتے ہیں اور طبّی تحقیق کے مطابق کولیسٹرول کی زیادتی رات کے آخری پہر میں زیادہ ہوتی ہیں اور اس سے جسم میں شوگر کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

(۱) رواہ البخاری
(۲) رواہ مسلم
(۳) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

ممنوعہ اوقات میں اسباب والی نمازیں

وہ نمازیں جو اسباب کی بنا پر ادا ہوتی ہیں جیسا کہ تحیّتہ المسجد اور جنازے کی نماز۔ یہ نمازیں ممنوعہ اوقات میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔

نماز کے ممنوعہ اوقات

۱۔ نمازِ فجر کے بعد طلوع شمس تک یعنی جب تک سورج ایک نیزے کی بلندی تک نہ پہنچے، گھڑی کے حساب سے یہ نماز فجر کے بعد ۴۵ منٹ کا وقت ہوتا ہے۔

۲۔ عین زوال کا وقت

۳۔ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کیونکہ عقبہ بن عامر کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین اوقات میں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور ان اوقات میں مُردوں کو دفن کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ سورج کے طلوع ہونے تک یہاں تک کہ ایک نیزے کی مقدار تک بلند ہو جائے اور عین زوال کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور جب ڈھلنے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔[1]

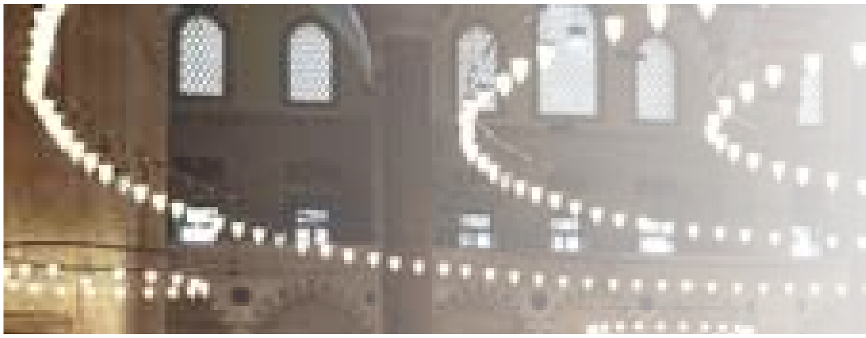

(۱) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-نماز

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الإسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

بارش طلب کرنے والی نماز

https://www.al-feqh.com/ur

نماز استسقاء

مندرجات/مشتملات

استسقاء کی تعریف
استسقاء کی نماز کی مشروعیت
نماز استسقاء کا وقت
نماز استسقاء کی جگہ
نماز استسقاء کا طریقہ
نماز استسقاء کے احکام
بارش کے نازل ہونیکے وقت مستحب ہے۔

استسقاء
خشکی کے موسم میں بارش کے لیے دعا۔

نماز استسقاء کی مشروعیت کی دلیل

نماز استسقاء سنت مؤکدہ ہے۔ آپ ﷺ کے فعل کی وجہ سے جیسا کہ حدیث عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آپ ﷺ نماز گاہ کی طرف نکلے بارش طلب کی اور قبلہ رُخ ہوئے اور اپنی چادر کو الٹا کیا اور دو رکعت نماز استسقاء ادا کی۔[1]

صلاۃ الاستسقاء کا وقت

جب زمین خشک ہو جائے یا چشموں اور کنوؤں کے پانی کم ہو جائیں یا نہریں خشک ہو جایئں تو اس وقت بھی نماز استسقاء مسنون ہے۔ مستحب یہ ہے کہ نماز استسقاء سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد ادا کی جائے اور یہ وقت سورج کے طلوع ہونے کے بعد ۴۵ منٹ کا ہوتا ہے۔

مقام نماز استسقاء

اور مناسب یہ ہے کہ نماز استسقاء باہر یا میدان میں ادا کی جائے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو مسجد میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

نماز استسقاء کا طریقہ

١۔ نماز استسقاء کی دو رکعتیں ہیں بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ دونوں رکعتوں میں جہری قراءت کرے گا۔

٢۔ نمازی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں سجدے سے قیام کی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں کہے۔

٣۔ نمازی ہر تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو بلند کرے اور اللہ کی حمد و ثناء بیان کرے اور تکبیرات کے دوران نبی ﷺ پاک پر درود بھیجے۔

٤۔ نماز کے بعد امام خطبہ دے گا۔ اس میں استغفار اور قرآن کی تلاوت کرے گا اور خشوع و خضوع کے ساتھ دعائے منقولہ کا ورد کرے اور خوب عاجزی اور انکساری کا اظہار کرے۔ اپنے ہاتھوں کو خوب بلند کرے۔

٥۔ امام قبلہ رخ ہو کر اپنی چادر کو اس طرح لپیٹے کہ چادر کا جو حصہ دائیں طرف ہے اسکو بائیں کندھے پر کر دے اور اپنے رب کے حضور خوب گڑگڑا کر دعا مانگے۔

(١) متفق علیہ۔

https://www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

نماز استسقاء کے احکام

ا۔ پہلے لوگوں کو وعظ اور نصیحت کرے تاکہ لوگوں کے دل نرم ہوں اورگناہوں سے توبہ کی تلقین کرے اور مستحق کو اسکا حق لوٹانے کی خوب تربیت دے کیونکہ ظلم ہی بارش کے نہ ہونے کابڑا سبب ہے توگناہوں سے توبہ دعا کی قبولیت اور خیر اور برکت کا بڑا سبب ہے اور لوگوں کو صدقے پر ابھارے کیونکہ صدقہ رحمت کا سبب ہے۔

۲۔ ایک دن اسکے لیے متعیّن کر دے تاکہ لوگ اس کے لیے تیار ہو جائیں۔

۳۔ نماز استسقاء کے لیے خشوع و خضوع اور عاجزی کے ساتھ جانا مسنون ہے اور خوبصورتی اور تزئین کرنا درست نہیں ہے۔ حضرتابن عباس رضی اللہ عنہ آپﷺ کا طریقہ بیان کرتے ہوئےفرماتے ہیں کہ آپﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے کہ انہوں نے کوئی زیب و زینت نہیں کی تھی۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ نماز گاہ کیطرف تشریف لے گئے۔"[۱]

۴۔ نماز استسقاء میں کثرت سے استغفار کرے اور دونوں ہاتھوں کو بلند کرنے کے ساتھ دعا کرے۔

بارش کے وقت مستحب ہے۔

بارش میں ٹھہرنا مستحب ہے کیونکہ آپﷺ نے ایسا کیا ہے ۔

(۱) رواہ ابو داود۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپﷺ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ بارش شروع ہو گئی۔ آپﷺ نے اپنا کپڑا کھولا تاکہ اسے بارش پہنچ سکے۔ہم نے آپﷺ سے سوال کیاکہ آپﷺ نے ایسا کیوں کیا تو آپﷺ نے جواب دیا کہ یہ اللہ رب العزت سے ایک نیا عہد ہے۔[۲]

(۲) رواہ مسلم۔

> ### بارش اللہ عزّوجل کا فضل ہے
> مسلمانوں کے لیے یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ بارش اللہ کے فضل کے ساتھ اترتی ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر رحمت کرتا اور ایسا نہیں جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی اور یہ شرک ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/بارش-طلب-کرنے-والی-نماز

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

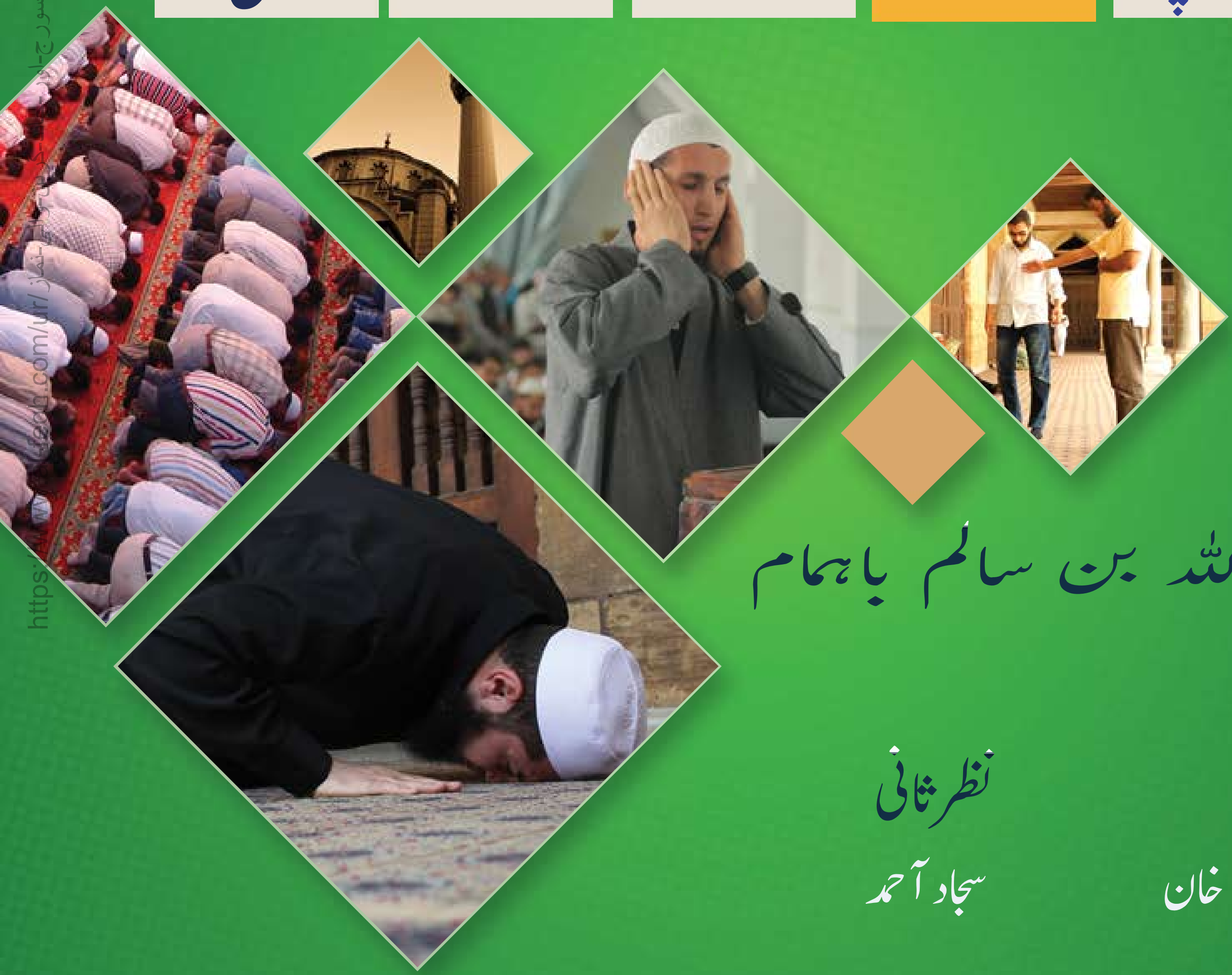

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

سورج اور چاند گرہن والی نماز

سورج اور چاند گرہن کی نماز

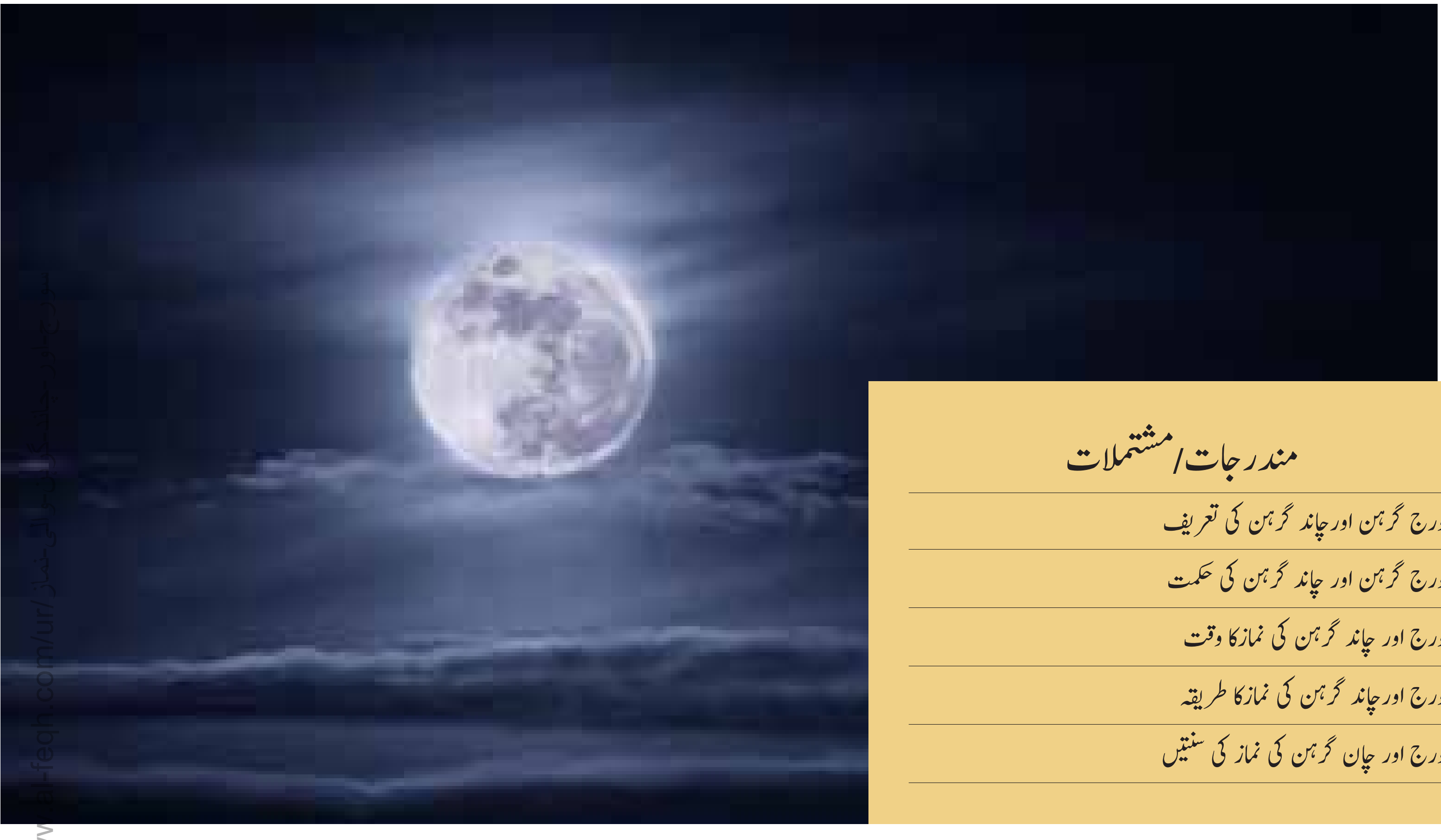

مندرجات/مشتملات

سورج گرہن اورچاند گرہن کی تعریف

سورج گرہن اور چاند گرہن کی حکمت

سورج اور چاند گرہن کی نمازکا وقت

سورج اورچاند گرہن کی نمازکا طریقہ

سورج اور چان گرہن کی نماز کی سنتیں

سورج گرہن

دن میں سورج کی ساری یا بعض روشنی کا چلے جانا

چاند گرہن

رات میں چاند کی ساری یا بعض روشنی کا چلے جانا

سورج اور چاند گرہن کی حکمت

وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ اسکی طرف لوٹ آئیں ۔آپ ﷺ نے فرمایا! بے شک سورج اور چاند کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کہ اللہ انکے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے ۔ جب سورج گرہن یا چاند گرہن ہو جائے تو نماز کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔[۱]

سورج اور چاند گرہن کی نماز

سورج اور چاند گرہن کی نماز کا حکم

صلاۃ خسوف اور کسوف سنت مؤکدہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

(۱) رواہ ابو داود

https://www.al-feqh.com/ur/

https://www.al-feqh.com/ur

سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ سورج اور چاند کو کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم سورج اور چاند گرہن دیکھو تو اللہ رب العزت کو پکارو اور اسکی بڑائی بیان کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو۔[1]

سورج اور چاند گرہن کی نماز کا وقت

صلاۃ خسوف اور کسوف کا وقت سورج اور چاند گرہن کی ابتداء سے لے کر انتہا تک ہے۔

اگر سورج گرہن اور چاند گرہن جاتا رہا اور کسی نے صلاۃ خسوف اور کسوف شروع کر دی تو وہ اپنی نماز پوری کرے گا۔ اور اگر سورج گرہن اور چاند گرہن ختم نہیں ہوا اور دو رکعت نماز پوری ہو گئی تو دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ مسلمان دعا اور استغفار کا اہتمام کریں۔ یہاں تک کہ گرہن زائل ہو جائے۔

سورج اور چاند گرہن کی نماز کا طریقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں! "آپ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہو گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، کھڑے ہوئے اور قیام کو لمبا کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو لمبا کیا پھر کھڑے ہو کر قیام کو لمبا کیا وہ پہلے قیام سے کم تھا۔ پھر رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سجدہ کیا اور سجدوں کو لمبا کیا پھر دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح کیا۔ پھر پھر گئے حتیٰ کہ سورج زائل ہو گیا تو لوگوں کو خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا بے شک چاند اور سورج اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انکو کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ دیکھو تو اللہ سے دعا کرو، اسکی بڑائی بیان کرو، نماز پڑھو اور صدقہ دو"[2]

سورج اور چاند گرہن کے مسائل۔

ا۔ امام لوگوں کو «الصلاۃ جامعہ» کے الفاظ سے نماز کی طرف بلائے۔

۲۔ جب لوگ جمع ہو جائیں توانکو امام دو لمبی رکعتیں پڑھائے۔ان دونوں میں قرات اونچی آواز سے پڑھے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ پھر لمبی سورۃ پڑھے پھر رکوع کرے اور لمبا رکوع کرے اور پھر یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو « سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد " پھر فاتحہ پڑھے اور پہلی رکعت سے کم لمبی سورۃ پڑھے۔اور پھر یہ کہتے ہوئے کھڑا ہو" سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد " پھر دو لمبے سجدے کرے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھے اور بیٹھنے کو لمبا نہ کرے۔ پھر دوسرے سجدے سے تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہو اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ پڑھے لیکن مقدار میں اس سے کم ہو، پھر بیٹھے اورتشہد پڑھے اور سلام پھیرے۔

صلاۃ خسوف اور کسوف کی سنتیں

ا۔ اوّل تو یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اگر انفرادی نماز پڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۔ اور بہت یہ ہے کہ نماز مسجد میں ادا کی جائے۔ اور خواتین اگر نماز خسوف اور کسوف کے لیے مسجد آتی ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۔ نماز کو قیام، رکوع اور سجود کے ساتھ لمبا کرے، ہاں اگر گرہن زائل ہو جائے تو اس صورت میں تخفیف کرے۔

۴۔ دوسری رکعت پہلی رکعت سے قیام رکوع اور سجود میں کم ہونی چاہیے۔

۵۔ اور نماز کے بعد وعظ اور نصیحت کرے اور لوگوں کو اللہ کی قدرت یاد دلائے۔ اور سورج گرہن اور چاند گرہن کی حکمت سے لوگوں کو آگاہ کرے اور لوگوں کو نیک کام پر ابھارے اور ترک منکرات کی ترغیب دے۔

۶۔ خشوع، خضوع کے ساتھ دعا کرے اور استغفار اور صدقے کی کثرت کرے اور نیک اعمال سر انجام دے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس بلا کو دور کر دے۔

۷۔ سورج گرہن کی دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا جائز ہے۔ حدیث عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز میں اپنے ہاتھوں کو بلند کر رہے تھے۔[3]

(۱) متفق علیہ
(۲) رواہ البخاری
(۳) رواہ مسلم.

https://www.al-feqh.com/ur/سورج-اور-چاند-گرہن-والی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

توجیہات

ا۔جب تک سورج گرہن اور چاند گرہن ہے اس وقت تک صلاۃ کسوف اور خسوف کی قضاء نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر سورج گرہن اور چاند گرہن زائل ہو جائے تو اسکے بعد قضاء کر سکتا ہے۔

حدیث شریف میں سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں جو معلومات دی گئی ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ معلومات ہرگز لغو نہیں ہیں۔ لٰھذا مسلمانوں کے لیے اس وقت اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ ہونا بہت ضروری امر ہے تاکہ وہ سورج گرہن اور چاند گرہن دیکھنے میں مگن ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے نکلے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کتنے خوف زدہ تھے۔

۲۔ سورج گرہن کی نماز میں رکعت کو پالینا رکوع کو پالینے کے ساتھ مقید ہے۔ جسکا اوّل رکوع فوت ہو گیا اور اس نے دوسرے کو پالیا تو اسکی رکعت فوت ہو گئی اور اس پہ لازم ہے کہ امام کے سلام کے بعد اپنے طریقے پر اسکی قضاء کرے۔

۳۔ سورج گرہن کی نماز اوقات ممنوعہ میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

۴۔ سورج یا چاند گرہن کی نماز محض خبر کے ساتھ مشروع نہیں ہے بلکہ آنکھوں کے ساتھ دیکھنا ضروری ہے۔

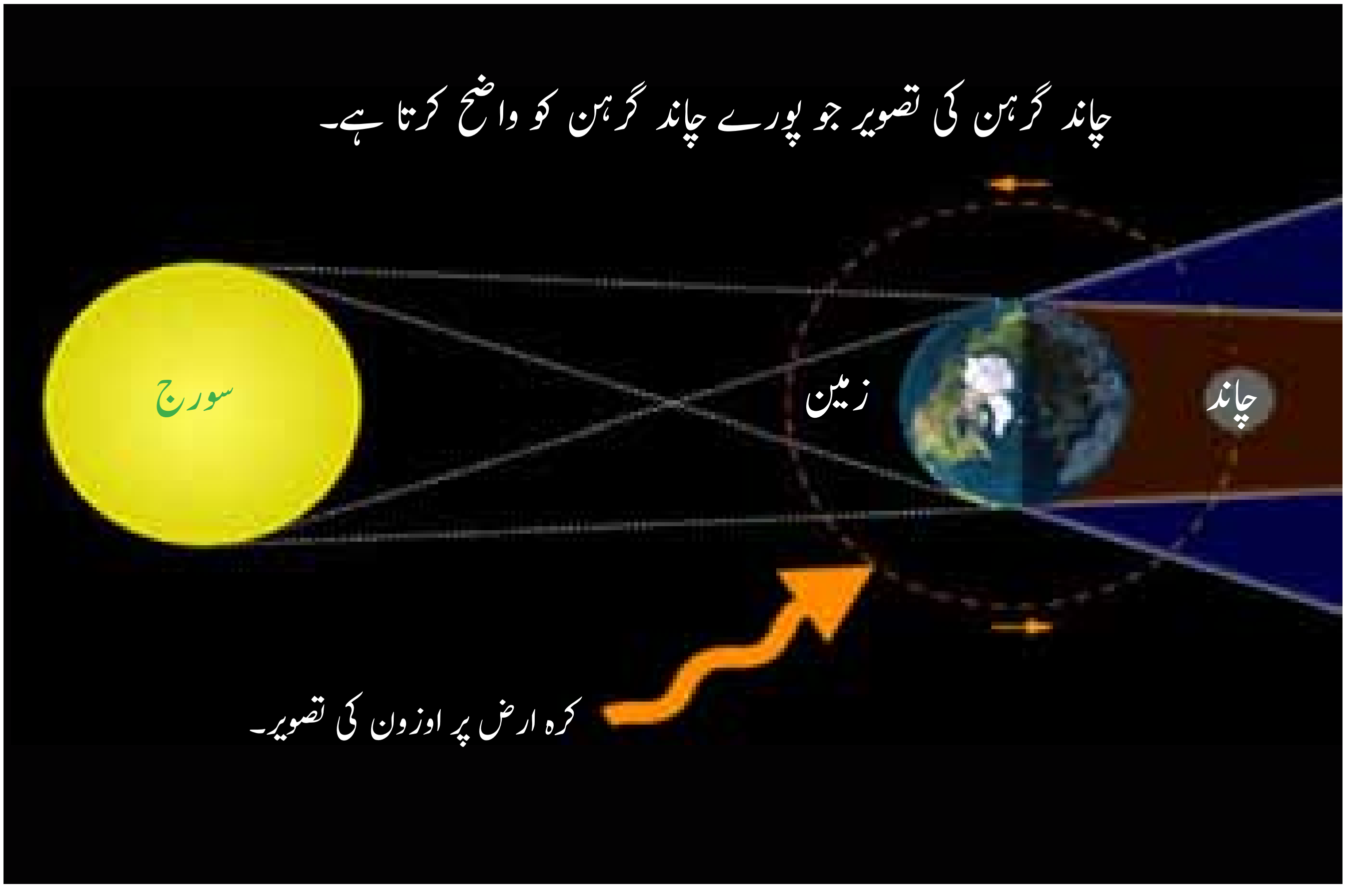

https://www.al-feqh.com/ur/سورج-اور-چاند-گرہن-والی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/سورج-اور-چاند-گرہن-والی-نماز

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام اِسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

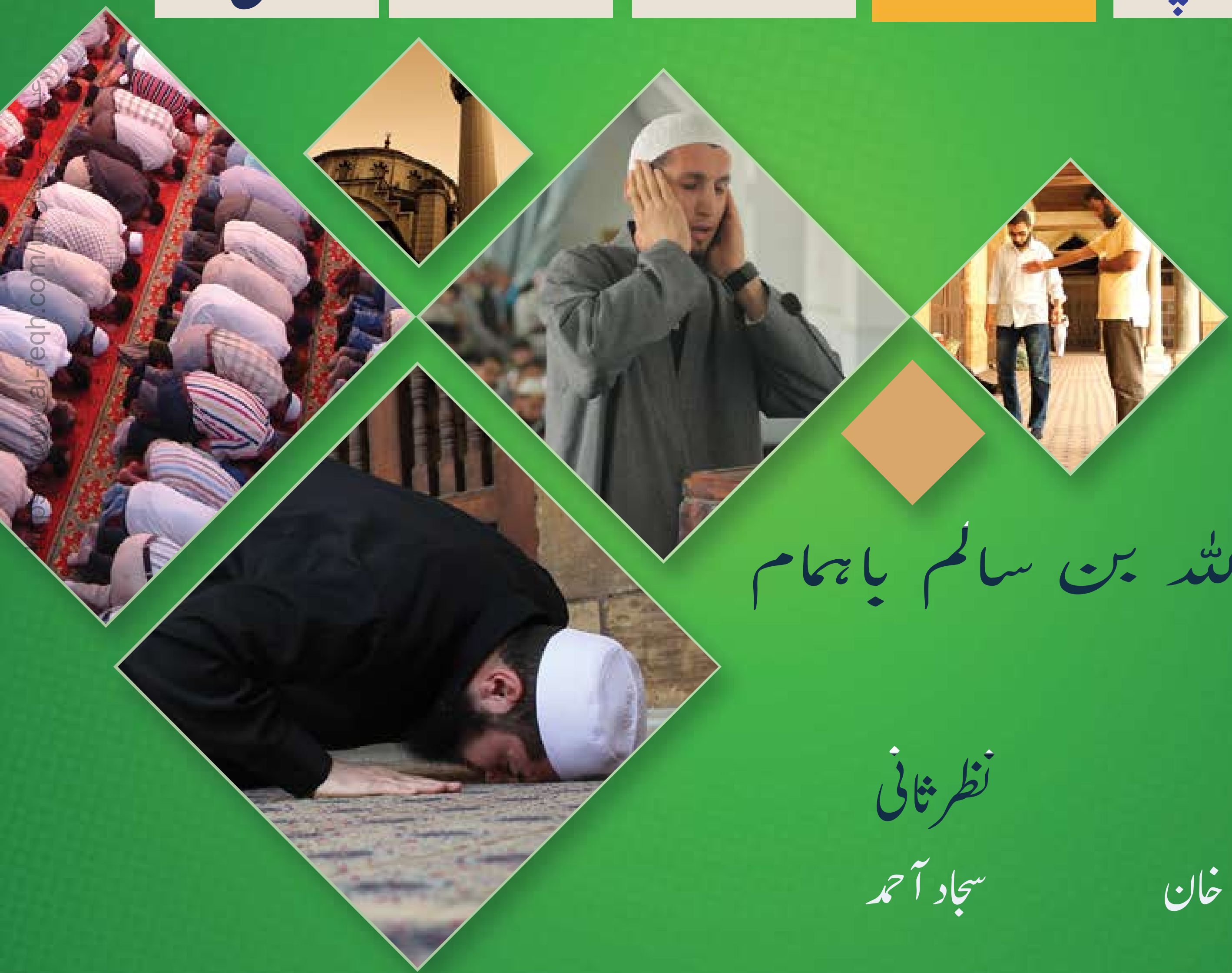

www.al-feqh.com

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

عیدین کی نماز

https://www.al-feqh.com/ur

عیدین کی نماز

مندرجات/مشتملات

عید کے مناظر
عیدین کی نماز کا حکم
عیدین کی نماز کا وقت
عیدین کی نماز کا طریقہ
عیدین کی نماز کی جگہ
عیدین کی نماز کے لیے مستحب چیزیں
عیدین کے احکام
توجیہات

عید کے مناظر

مسلمانوں کی دو عیدیں ہیں: ماہ رمضان کے بعد عید الفطر اور یوم العرفہ کے بعد عید الاضحیٰ اور اللہ نے ہمیں جاہلیّت کی عیدوں اور ہر بدعت کی عید کے بدلے یہ دو عیدیں عطا کی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں! ”اہل جاہلیّت کے لیے ہر سال دو دن ہوتے تھے وہ ان میں کھیلتے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ میں آئے تو فرمایا ”تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلتے تھے اور اللہ نے تمہیں انکے بدلے میں ان سے بہتر عطا کیا۔ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ“ (۱) اور کفار کی عیدوں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عیدیں کسی بھی دین کی علامات، شرائع اور طریقوں کو ظاہر کرتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا ”ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے شریعت اور راستہ بنایا“ المائدہ ۴۸۔

اور اللہ نے دونوں عیدوں میں ایک نماز مشروع کی ہے جوکہ عید کی نماز ہے اور وہ مظاہر عید میں سے سب سے اہم مظہر ہے۔

(۱) رواہ النسائی

عیدین کی نماز کا حکم

عیدین کی نماز فرض کفایہ ہے اگر کوئی ایک شخص نماز ادا کر دے تو باقی لوگوں سے اسکا گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔ ہاں مگر اس کے بارے میں بہت تاکید وارد ہوئی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بوڑھوں اور عورتوں کو اسکی ادائیگی کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ حیض والی عورتیں اگرچہ وہ نماز ادا نہیں کر سکتیں لیکن پھر بھی ان کو عید گاہ کی طرف جانے کو کہا گیا ہے اس سے اس نماز کی فضیلت اور تاکید واضح ہوتی ہے اور اس کی فرضیت پر دلیل قرآن کی یہ آیت کریمہ ہے

۱۔ اللہ کا قول! «اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔“ الکوثر

۲۔ نبی ﷺ پاک کا اسکا حکم دینا حتیٰ کہ عورتوں کو بھی حکم دیا۔ حدیث اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے فرماتی ہیں! ”آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نوجوان لڑکیوں، حیض والیوں اور باکرہ لڑکیوں کو عید گاہ کی طرف نکالیں اور یہ کہ حیض والیاں نماز ادا نہ کریں لیکن مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شریک ہوں“ (۲)

عیدین کی نماز کا حکم

عید کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے آنکھ کے دیکھنے میں ایک

(۲) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/

نیزے کی مقدار ہے۔ اور اس مقدار سورج کے طلوع ہونیکے چوتھائی ساعۃ سے زوال تک ہے۔

عید الاضحیٰ کی نماز کو جلدی پڑھنا سُنّت ہے۔ تاکہ قربانی کا وقت کشادہ ہو۔ اور عید الفطر کی نماز کو مؤخّر کرنا تاکہ صدقہ فطر اور زکوۃ کے نکالنے کے وقت میں وسعت ہو۔

عیدین کی نماز کا طریقہ

عیدین کی نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے۔ ان دونوں میں قرات اونچی آواز میں کرے گا۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے بعد اور ثناء اور تعوّذ سے پہلے سات تکبیرات کہے گا۔

۲۔ اسکے بعد اعوذ باللہ ، بسم اللہ، فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلیٰ پہلی رکعت میں اور سورۃ قمر دوسری رکعت میں۔

۳۔ اور دوسری رکعت میں تکبیر انتقال کے بعد پانچ تکبیریں کہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ہر تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو بلند نہ کرے۔

۴۔ تکبیرات کے دوران اللہ کی حمد وثناء بیان کرے اور نبی ﷺ پاک پر درود بھیجے ۔

۵۔ جب نماز سے سلام پھیرے تو منبر پر چڑھ جائے اور دو خطبے دے اور دونوں کے درمیان ہلکی یا مختصر سی بیٹھک بھی کرے۔

۶۔ خطیب عیدالفطر کے دونوں خطبوں میں ان امور کو زیر بحث لائیں جو حال اور مقام کے مناسب ہوں۔اور عید الاضحیٰ کے خطبوں میں قربانی کے احکام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ موقع و محل کے مناسب امور کو بھی زیر بحث لائے۔

عیدین کی نماز کی جگہ

عیدین کی نماز مسجد میں نہیں بلکہ عید گاہ میں ادا کرنا سُنّت ہے۔ اگر ضرورت کے پیش نظر مسجد میں بھی پڑھ لی گئی تو کوئی حرج نہیں ہے۔

عیدین کی نماز کی مستحب چیزیں۔

۱۔ عید کے مستحبات میں سے ایک مستحب یہ ہے کہ مرد اپنے آپ کو اچھے کپڑے پہننے کے ساتھ خوبصورت بنائے بہرحال عورتیں بغیر خوبصورتی کے اور بغیر خوشبو لگانے کے عید کی نماز کے لیے نکلیں گی۔۔

۲۔ مقتدی آنے میں جلدی کرتے ہوئے اگلی صفوں میں پہنچنے کی کوشش کریں۔

۳۔ ایک راستے سے جائے اور دوسرے سے لوٹے۔ اگر ممکن ہو تو پیدل چل کر جائے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں "نبی اکرم ﷺ عید کے دن راستے کو بدلتے تھے۔"[۱]

(۱) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/عیدین-کی-نماز

https://www.al-feqh.com/ur

۴۔ اور عیدالفطر کیلیے نکلنے سے پہلے تین یا پانچ طاق عدد میں کھجوریں کھا لے اور عید الاضحیٰ میں عید کی نماز سے لوٹنے کے بعد کھائے۔

۵۔ عید الفطر کی نماز کو دیر سے پڑھنا مستحب ہے تاکہ مسلمان زکوٰۃ الفطر کو آسانی سے دے سکیں اور مستحقین تک پہنچ جائے۔ البتہ عید الاضحیٰ کی نماز کو جلدی پڑھنا مستحب ہے۔

عیدین کے احکام

۱۔ عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر عید کی نماز مسجد میں ادا کی جا رہی ہو تو مسجد میں داخل ہوتے وقت، تحیۃ المسجد ادا کرلے۔

۲۔ کسی کی عید کی ساری یا بعض نماز رہ جائے تو جس طرح عید کی نماز پڑھی جاتی ہےاسی طریقے پر قضاء کرے اور وہ یہ کہ دو رکعتیں انکی تکبیرات کے ساتھ پڑھے جو رہ جائے اسکو اپنے طریقے پر پورا کرے۔

۳۔عید کی تکبیر ان الفاظ کے ساتھ ہو " اللہ اِکبر، اللہ اِکبر، لا اِلہ اِلا اللہ، واللہ اِکبر، اللہ اِکبر، وللہ الحمد " اور ان الفاظ کے ساتھ " اللہ اِکبر اللہ اِکبر اللہ اِکبر کبیرا "

۴۔ مردوں کے لیے تکبیر کی آواز کو بلند کرنا مسنون ہے لیکن عورتیں آہستہ پڑھیں اس لیے کہ عورتوں کو پست آواز کا حکم دیا گیا ہے۔

۵۔ عید الفطر میں صبح کی نماز سے تکبیرات کی ابتدا کی جائے اور امام کے نماز کے لیے نکلنے تک تکبیرات پڑھی جائیں۔ اور عید الاضحیٰ میں یوم عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کا سورج غروب ہونے تک یعنی تیرھویں دن کا سورج غروب ہونے تک تکبیرات پڑھی جائیں۔ پس عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے، عید گاہ میں امام کے پہنچنے تک، جماعت کے ساتھ ادا کی جانے والی فرض نمازوں کے بعد، شہروں اور بازاروں میں تکبیرات پڑھی جائیں۔

توجیہات

۱۔ مستحب یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیں، کہا جائے « تقبل اللہ منا ومنک »

۲۔ عید کے دن خوش ہونا اور اسکو ظاہر کرنا مستحب ہے اور مسلمان اپنے قریبی رشتے داروں، دوستوں اور مسلمانوں، بھائیوں کو مبارکباد دے۔

۳۔ عیدکے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ آپس کی رنجشیں ختم کریں۔ صلہ رحمی قائم کریں اور جانی دشمنوں کے درمیان صلح کروائیں۔

۴۔ عید کے دن پہ قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عید کی خوشیوں کے خلاف ہے۔

۵۔ عیدین میں اہل و عیال پر لباس میں، کھانے پینے میں اور حلال کردہ نعمتوں میں وسعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے یعنی ان پر ان چیزوں کے ضمن میں خوب خرچ کرنا چاہیے ۔ عید کے دو دن خوشی کے دن ہیں۔ اللہ نے فرمایا "کہہ دیجیے کہ پس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے وہ اس سے قدرے بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں" یونس ۵۸

۶۔ مسلمانوں کیلیۓ جائز نہیں ہے کو وہ عید کی خوشیوں کا اظہار ایسے طریقے سے کریں جو اسلام کی تعلیمات اور اسکے آداب کے خلاف ہو۔ مثلاً اگر عید کی خوشیوں کے اظہار میں مردوں اور عورتوں کا آپس میں اختلاط ہوتا ہے، نمازیں ضائع کی جاتی ہیں، حرام کام کا ارتکاب کیا جاتا ہے، گانے وغیرہ سنے جاتے ہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

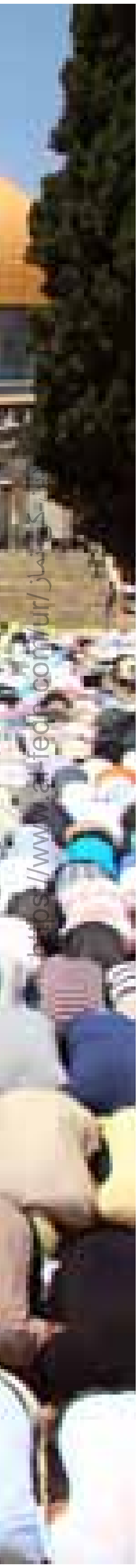

https://www.al-feqh.com/ur

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

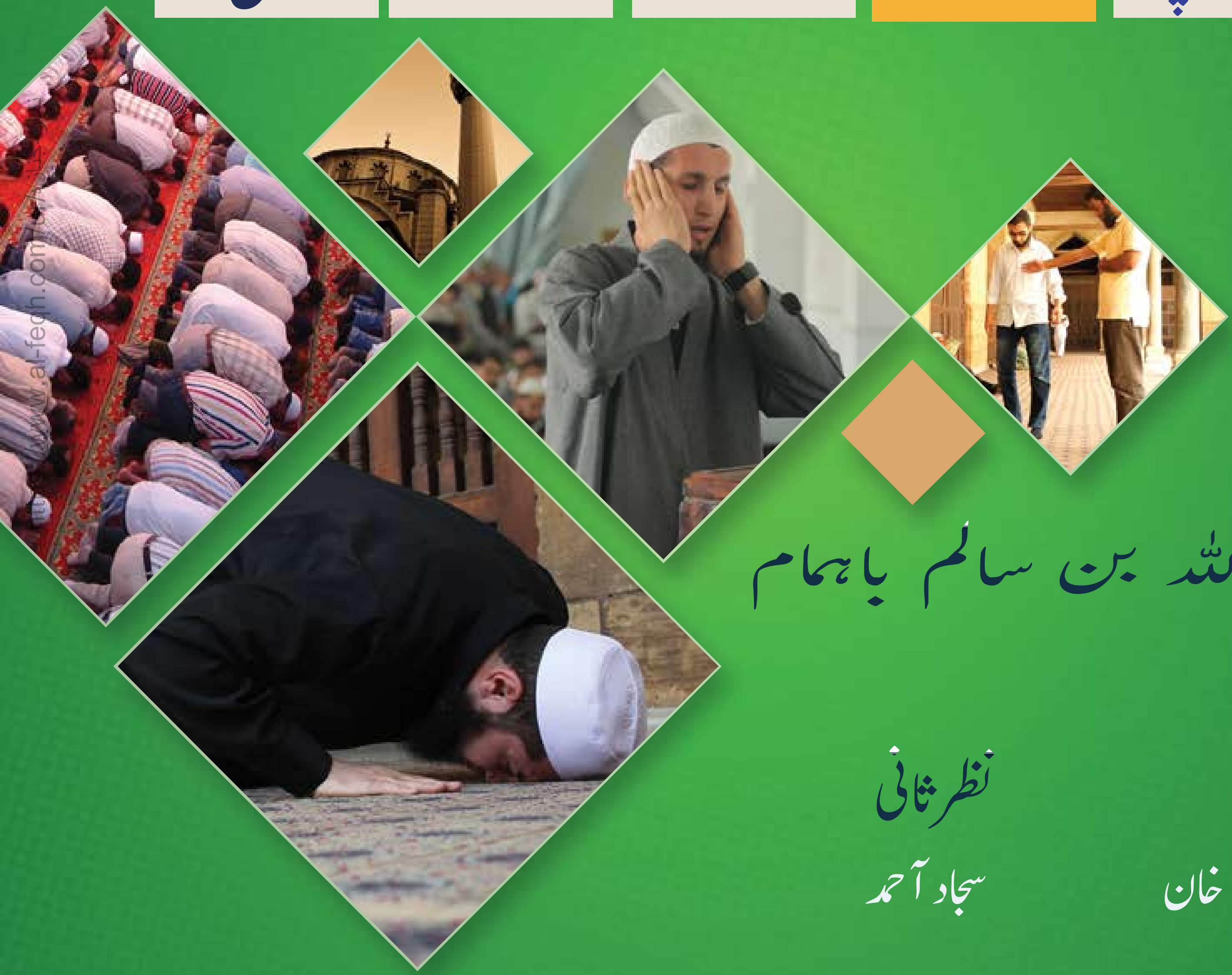

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

نماز جنازہ

www.al-feqh.com

https://www.al-feqh.com/ur

نماز جنازہ

مندرجات/مشتملات

- میّت کی تیاری
- میّت کو غسل دینے کا حکم، اسکی تیاری اور اسکو دفن کرنا۔
- میّت کو غسل دینے کے احکام
- میّت کو غسل دینے کا طریقہ
- میّت کو کفن پہنانا
- جنازے کی نماز
- نماز جنازہ کے ارکان
- نماز جنازہ کی سُنّتیں
- نماز جنازہ کا طریقہ
- میّت کو اٹھانا، اسکے ساتھ چلنا اور اسکو دفن کرنا۔
- اظہار تعزیّت کرنا
- قبروں کی زیارت کرنا
- جنازے کی ممنوعات
- جنازوں کا احکام

میّت کی تیاری

میّت کے پاس اس وقت آنا مستحب ہے جب اس پر موت کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں اوراس وقت اسکو« لا إلہ إلا اللہ » کی تلقین کرنی چاہیے۔[1] آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے "تم اپنے مُردوں کو " لا إلہ إلا اللہ " کی تلقین کیا کرو" اور جب وہ فوت ہو جائے تو اسکی آنکھیں بند کر دی جائیں اور کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے۔ اسکی تیاری، نماز جنازہ اور اسکے دفن میں جلدی کی جائے۔

میّت کو غسل، اسکی تیاری اور اسکے دفن کا حکم

میّت کو غسل دینا، اسکوکفن پہنانا،اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسکو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر نماز جنازہ کچھ لوگ پڑھ لیں تو باقیوں سے ساقط ہو جائیگی۔

(۱) رواہ مسلم

میّت کو غسل دینے کے احکام

۱۔ مناسب یہ ہے کہ مرد کو غسل کیلیے ایسے آدمی کو چُنا جائے جو ثقہ ہو، عادل ہوامانتدار ہواور غسل کے احکام کو جانتا ہو۔

۲۔ جسکو میّت نے وصیّت کی ہو اسکو غسل میں پہل کرنی چاہیے، پھر قریب ترین رشتہ داروں کو غسل دینا چاہیے،جو غسل کے احکام کو جانتے ہوں وگرنہ اسکو آگے کرنا چاہیے جو غسل کے احکام کو جانتا ہو۔

۳۔ مرد مردوں کو غسل دیں اور عورتیں، عورتوں کو غسل دیں اور میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "نہیں نقصان دیگی تجھ کو اگرآپ مجھ سے سے پہلے وفات پا جائیں، میں آپکو غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا اور آپ پر نماز پڑھوں اور دفن کروں گا" [2] اور مرد اور عورت دونوں سات سال سے کم بچے بچیوں کو غسل دے سکتے ہیں اور کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کافر کو غسل دے، اسکے جنازے کو اٹھائے، کفن دے، اس پر نماز پڑھے اگرچہ وہ انتہائی قریبی ہی کیوں نہ ہو جیسے باپ۔

۴۔ لڑائی میں شہید ہونیوالے کو غسل نہیں دیا جائے گا نہ نماز پڑھی جائیگی بلکہ اسکو اسکے کپڑوں میں دفن کیا جائیگا۔

۵۔ وہ حمل جو چار مہینوں کے بعد ضائع ہو اسکو غسل بھی دیا جائیگا، کفن بھی دیا جائیگا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائیگی۔ کیونکہ چار مہینوں کے بعد حمل انسان شمار ہوتا ہے۔

(۲) رواہ ابن ماجہ

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

۶۔ جس پانی سے غسل دیا جارہا ہو اسکا پاک ہونا ضروری ہے اور غسل باپردہ جگہ میں دیا جائے اور جس آدمی کا میت کے غسل کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو اسکا وہاں آنا مناسب نہیں ہے۔

میّت کو غسل دینے کا طریقہ

۱۔ میّت کو غسل والی چارپائی پر رکھا جائے۔ باقی کپڑے اتار دیئے جائیں۔ اور اسکو کسی حجرے میں آنکھوں سے چھپایا جائے۔
۲۔ غسل دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل کے وقت اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا وغیرہ یا لفافہ وغیرہ چڑھا لے۔
۳۔ غسل دینے والا میّت کے سر کو انسان کے بیٹھنے کے برابر بلند کرے۔ پھر اپنے ہاتھ کو اسکے پیٹ پر پھیرے اور دبائے پھر اسکی اگلی اور پچھلی شرمگاہ کو صاف کرے، جو نجاست وغیرہ لگی ہو اسے دھو دے۔
۴۔ غسل کی نیّت کرے اور تسمیہ پڑھے۔
۵۔ غسل دینے والا میّت کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرائے مگر کلی نہ کرائے اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالے۔ ناک اور منہ پر مسح کافی ہے۔
۶۔ میّت کے سر اور اسکی داڑھی بیری کے پانی کے ساتھ یا صابن وغیرہ کے ساتھ دھوئے۔
۷۔ پہلے دائیں طرف کو غسل دے پھر بائیں طرف کو پھر باقی جسم کو۔
۸۔ آخری دھونے میں کافور کو ملالے۔
۹۔ میّت کو خشک کرے۔
۱۰۔ عورت کے بالوں کا جوڑا بنا لے اور اسکے پیچھے سے شروع کرے۔

تنبیہات

- ایک مرتبہ دھونا واجب ہے جس سے صفائی حاصل ہو جائے اور تین مرتبہ دھونا مستحب ہے۔ اگرچہ صفائی پہلے ہی حاصل ہو چکی ہو۔
- اگر میّت کو پانی نہ ہونیکی وجہ سے غسل نہ دیا جاسکے یا اسکا جسم جل کر ٹکڑے ہو گیا ہو تو اسکو مٹی کے ساتھ تیمّم کرا لے۔
- غسل دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ میّت کے غسل کے بعد خود بھی نہا لے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

غسل دینے والی چارپائی پر رکھی ہوئی نعش کی تصویر۔

غسل دینے والے کی تصویر جب اس نے اپنے ہاتھ پر کوئی لفافہ یا کپڑا لپیٹا ہوتا ہے۔

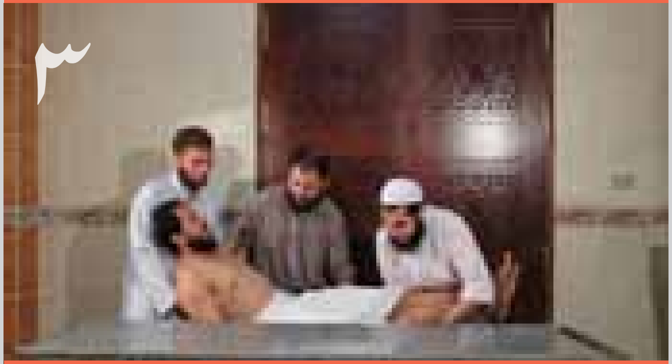

غسل دینے والا میّت کے سر کو اونچا کرے۔

غسل دینے والا اپنے ہاتھ کو میّت کے پیٹ پر پھیرے اور اسکو دبائے۔

غسل دینے والے کا میّت کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرانے کی تصویر۔

میّت کے سر اور داڑھی کو بیری کے پانی کے ساتھ دھویا جائے۔

پہلے دائیں پہلو کو دھوئے اور پھر بائیں پہلو کو دھوئے۔

میّت کو خشک کر لے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

میّت کو کفن پہنانا۔

۱۔ سُنّت یہ ہے کہ مرد کو تین کپڑوں میں لپیٹا جائے، روئی کا سفید کپڑا، ایسا کپڑا جو چمڑے کے ساتھ نہ لگے اور سارے جسم کو ڈھانپنے والا کپڑا ہو اور اس میں مبالغہ سے کام نہ لے۔

اور عورت کو پانچ روئی کے کپڑوں میں، سینہ بند ہو اور بڑی چادر اور قمیض اور دو لفافے۔

اور بچے کو ایک کپڑے میں اور تین کپڑوں میں بھی مباح ہے۔

اور چھوٹی بچی کو ایک قمیض اور دو لفافوں میں۔

۲۔ تینوں کو لاکر انکو خوشبو کی دھونی دی جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے «جب تم میّت کو دھونی دو تو طاق عدد میں دو"[1]

۳۔ ان کپڑوں کو بعض کو بعض پر لپیٹا جائے گا اور اس کے درمیان عنبر اورکافور کے ٹکڑوں کو رکھا جائے گا۔ ہاں اگر میّت احرام والی ہو تو اسکے کپڑے کو خوشبو کی دھونی نہ دی جائے اور نہ خوشبو لگائی جائے۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے "اور اسکو خوشبو نہ لگاؤ"[2]۔

ڈھانپنے والے کپڑوں پر خوشبو لگا دی جائے۔

۴۔ ان کپڑوں پر میّت کو سیدھا لٹا دیا جائے۔ پھر اوپر والے کپڑے کو بائیں طرف سے دائیں پہلو پر ڈال دیا جائے۔ پھر دائیں جانب کو بائیں پہلو پر ڈال دیا جائے۔ پھر دوسرا کپڑا، پھر تیسرا، پھر باقی کو اسکے سرکے پاس، پھر رسی کے ساتھ باندھ دیا جائے تاکہ علیحدہ نہ ہو اور دفن کے وقت کھول دیا جائے۔

(۱) رواہ ابن حبان
(۲) رواہ البخاری

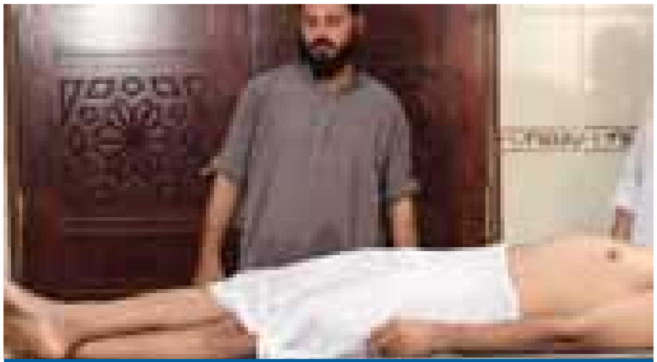

میّت کو سیدھا لٹا دیا جائے۔

۵۔ تمام جسم کو ڈھانپنا واجب ہے۔ اگر کپڑا چھوٹا ہے اور سارے جسم پر پورا نہیں آرہا تو اسکے سر کو ڈھانپ دے اور اسکے پاؤں پر خوشبو ڈال دے بوجہ حضرت خباب کے قول جو مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے قصے میں بیان کرتے ہیں "ہمیں رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اسکے سر کو ڈھانپ دیں اور ہم اسکے پاؤں پر اذخر درخت کے کچھ پتے ڈال دیں۔"[3]

سارے جسم کو ڈھانپ دیا جائے۔

۶۔ احرام والے کو اسکے دو احرام والے کپڑوں میں ہی کفن دیا جائے اور محرم مرد کے سر کو نہ ڈھانپا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا « غسل دو اسکو تم بیری والے پانی کے ساتھ اور اسکو دوکپڑوں میں کفن دو اور خوشبو کی دھونی نہ دواور اسکے سر کو ڈھانپو بے شک وہ قیامت کے دن تکبیر پڑھتا ہوا اُٹھے گا "[4]

(۳) رواہ البخاری
(۴) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے ارکان

۱۔ قدرت کے ہوتے ہوئے قیام۔
۲۔ چار تکبیریں۔
۳۔ فاتحہ کی قراءت
۴۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنا
۵۔ میّت کے لیے دعا۔
۶۔ ترتیب قائم رکھنا۔
۷۔ سلام پھیرنا

نماز جنازہ کی سنتیں۔

۱۔ قراءت سے پہلے استغفار کرنا۔
۲۔ اپنے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعا مانگنا۔
۳۔ آہستہ قراءت کرنا۔
۴۔ زیادہ صفیں بنانا، تین یا اس سے زیادہ۔

نماز جنازہ کا طریقہ

اگر میّت مرد ہو تو امام میّت کے سر کے پاس کھڑا ہو اور اگر میّت عورت ہو تو میّت کے درمیان میں کھڑا ہو اور مقتدی امام کے پیچھے باقی نمازوں کی طرح کھڑے ہوں، پھر چار تکبیریں کہیں انکی تفصیل آنیوالی ہے۔

۱۔ پہلے تکبیر تحریمہ کہے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے۔ اور دعا استفتاح نہ پڑھے پھر فاتحہ کی قراءت کرے۔

۲۔ دوسری تکبیر کہے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے جیسے آخری تشھد میں پڑھا جاتا ہے۔

۳۔ تیسری تکبیر کہے اور اپنے لیے میّت کیلئے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے اور دعا یہ ہے «اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، أَوْ مِنْ عَذَابِ النَّارِ»[1] اور اگر میّت عورت ہو تو ضمیر مؤنث کو دعا میں لائے اور اگر میّت بچہ ہو یا سقط (پورا ہونے سے پہلے گر گیا) تو یہ دعا پڑھے " اللهم اجعله ذخرًا لوالديه، وفرَطًا[2]، واجرًا، وشفيعًا مجابًا "[3]

۴۔ چوتھی تکبیر کے بعد تھوڑا خاموش رہے پھراپنے دائیں جانب ایک سلام پھیر دے یا دو سلام۔

میّت کو اُٹھانا، اسکے ساتھ چلنا اور اسکو دفن کرنا۔

جب نماز جنازہ ختم ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ جلدی سے میّت کو اسکی قبر کی طرف اٹھایا جائے۔اور پیچھے چلنے والوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ بھی جنازہ اٹھانے میں شریک ہوں۔ اور میّت کو قبر میں اتارنے والے کے لیے مسنون ہے کہ یہ پڑھے « بسم الله، وعلى ملة رسول الله »[4] اور اسکو لحد میں دائیں پہلو پر لٹائے اور اسکا چہرہ قبلہ رخ کر دے پھر کفن کی گرہ کھول دے۔پھر مٹی کے ساتھ قبر کے سوراخ بند کردے۔

اور دفن میں حاضر ہونے والے کے لیے مسنون یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں تین دفعہ مٹی لے اور قبر پر ڈال دے پھر قبر کو مٹی کے ساتھ ڈھانپ دیا جائے اور قبر کو زمین سے ایک بالشت کی مقدار بلند کیا جائے اور اس پر کنکریاں اور پتھر رکھ دیے جائیں اور پانی چھڑک دیا جائے اور قبر کے کسی ایک طرف پتھر رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے یا دونوں طرف تاکہ قبر کا پتہ چل سکے۔

(۱) رواہ مسلم
(۲) الفرط: پہلا اور آگے
(۳) رواہ البخاری
(۴) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

جنازہ اٹھانے میں شرکت کرنا۔

لحد

اپنی ہتھیلیوں کو مٹی سے بھرے اور قبر پر ڈال دے۔

قبر پر نشانی لگانا۔

تعزیّت کرنا۔

میت کے اہل و عیال چونکہ غم زدہ ہوتے ہیں انکے پاس تعزیت کے لیے جانا مستحب ہے تاکہ ان کے غم میں شریک ہو کر ان کے غم کو ہلکا کیا جاسکے اور انکو صبر کی تلقین کی جائے۔

اور تعزیت کسی بھی کلمات سے کی جا سکتی ہے جیسا کہ وہ یہ کہے کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لے لیا اور اللہ ہی کے لیے ہے جو وہ عنایت کرتا ہے۔ اسکے ہاں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ پس آپ صبر کریں اور اپنا احتساب کریں۔

اور اگر کہے «إعظم الله إجرك، وإحسن عزاءك وغفر لميتك» وغیرہ۔

جنازوں کے ساتھ عورتوں کا نکلنا

جنازوں کے ساتھ عورتوں کا نکلنا غیر شرعی امر ہے کیونکہ اُمِّ عَطِیّۃَ -رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں "ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا ہے"[1]

(١) رواہ ابن ماجہ

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

قبروں کی زیارت کرنا

مُردوں کے لیے دعا اور نصیحت کی غرض سے قبروں کی زیارت کرنا مسنون ہے آپ ﷺ نے فرمایا «میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ پس تم زیارت کرو بے شک وہ تمھیں آخرت کی یاد دلائے گی"[۱] اور قبر کی زیارت کے وقت یہ دعاء منقولہ پڑھے " السلام علیکم دار قوم مؤمنین، وإنا إن شاء اللہ بکم لاحقون "[۲] یا " السلام علی اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین، ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین، وإنا إن شاء اللہ بکم للاحقون "[۳] " إسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ "[۴]

اگر مُردوں کے لیے اپنے الفاظ میں مغفرت اور رحمت کی دعاء کردی تو یہ بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

جنازوں کے ممنوعات

۱۔ بہت زیادہ رونا نوحہ کرنا اور اللہ کی مرضی اور قدرت پر ناراضگی کا اظہار کرنا اور میت کے اچھے کام یاد کر کے زور زور سے رونا منع ہے آپ ﷺ نے فرمایا "نوحہ کرنے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے اور وہ قیامت کے دن اٹھے گی اور اس پر پگھلے ہوئے پیتل کی قمیض ہو گی"[۵]

۲۔ کپڑوں کو پھاڑنا، رخساروں کو پیٹنا اور چیخنا اور بال نوچنا یا منڈوانا بھی ممنوعات میں سے ہیں۔ - آپ ﷺ نے فرمایا "جو رخساروں کو پیٹے اور گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی پکار لگائے وہ ہم میں سے نہیں ہیں"[۶]

۳۔ قبروں پر آگ جلانا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں "آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر، ان پر مساجد بنانیوالوں پر اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے"[۷]

قبروں پر آگ جلانا اور اس پر تیل ملنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ قبروں پر بیٹھنا یا ان پر تیل ملنا یا اس پر عمارت بنانا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "آپ ﷺ نے قبروں پر چونا کرنے سے اور اس پر مجاورت اختیار کرنے سے اور عمارت بنانے سے منع کیا ہے"

۵۔ قبروں کے ذریعے برکت حاصل کرنا، ان پر طواف کرنا اور مُردوں سے دعا کرنا۔ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ مردے نفع اور نقصان دے سکتے ہیں تو یہ شرک ہے کیونکہ اللہ کے سوا کوئی بھی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اللہ نے فرمایا "کہہ دیجیے کہ میں کسی نفع یا نقصان کا مالک نہیں ہے مگر اللہ جو چاہے" اعراف ۱۸۸۔

قبروں کا طواف کرنا جائز نہیں ہے

(۱) رواہ البخاری
(۲) رواہ مسلم
(۳) رواہ مسلم
(۴) رواہ مسلم
(۵) رواہ مسلم
(۶) رواہ مسلم
(۷) رواہ الترمذی

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

https://www.al-feqh.com/ur

٦۔ مسجدوں میں دفن کرنا یا قبروں پر مسجدوں کو بنانا یا انکی طرف نماز پڑھنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت کی ہے کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا"[۱]

(۱) رواہ مسلم

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

جنازے کے احکام

۱۔ جسکی نماز جنازہ فوت ہو جائے تو میّت کی قبر کے پاس نماز جنازہ پڑھے، چاہے دفن سے پہلے یا دفن کے بعد کیونکہ آپ ﷺ سے اس عورت کے قصّے میں مروی ہے جو مسجد کی صفائی کرتی تھی کہ آپ ﷺ نے اسکی قبر پر نماز جنازہ پڑھی۔

۲۔ میّت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ وہ اپنی مصیبت میں ہونے کی وجہ سے کھانا تیار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ جیسے کہ روایت ہے» کہ آل جعفر کے ہاں فوتگی ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے ہاں ایسا واقعہ ہوا ہے جس نے انکو مشغول کر دیا ہے"[۱]

میّت کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرنا۔

۳۔ میّت پر بغیر آہ وبکا، بغیر ناراضگی اور بغیر آواز بلند کیے رونا جائز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب آپ ﷺ کا لخت جگر ابراہیم فوت ہوا بے شک آنکھ رو رہی ہے اور دل غمگین ہے۔ ہم اللہ کی رضا کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ اور ہم اے ابراہیم تیری جدائی پر غمگین ہیں"[۲]

۴۔ جنگ میں شہید ہونیوالے کو اسی کپڑے میں دفن کیا جائے جس میں وہ شہید ہوا نہ غسل دیا جائے، نہ نماز پڑھی جائے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے شہداء کو انکے جوتوں میں دفن کا حکم دیا اور انکو غسل نہیں دیا گیا۔[۳]

شہید کو اسکے کپڑوں میں دفن کیا جائے۔

۵۔ جب محرّم، حج یا عمرہ کرتے ہوئے فوت ہو جائے اسکو نہ ہی غسل دیا جائے اورنہ ہی خوشبو لگائی جائے اور نہ اسکے سر کو ڈھانپا جائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی کیونکہ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے فرمایا جو فوت ہو گیا اور اس نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اسکو تم بیری والے پانی کے ساتھ غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اور دھونی نہیں دینی چاہیے اور نہ اسکے سر کو ڈھانپو۔ بے شک وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا۔[۴]

(۱) رواہ ابو داود
(۲) رواہ البخاری
(۳) رواہ البخاری
(۴) رواہ البخاری

https://www.al-feqh.com/ur/نماز-جنازہ

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام الاِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

روزے کی فضیلت اور روزے کا حکم

۱ روزے کی فضیلت اور اسکا حکم

مندرجات/مشتملات

روزے کی تعریف
روزے کی فضیلت
روزے کی مشروعیت کی حکمت
روزے کے حکم
روزے کے وجوب کی شرطیں
رمضان کے روزے
رمضان کے فضائل
رمضان کاآنا کس چیز کے ساتھ ثابت ہے؟
رمضان میں افطار کرنا

صیام کا لغوی معنی

کسی چیز سے رکنا اور اپنے آپ کو روکنا

صیام کا شرعی معنی

اللہ کی عبادت کی غرض سے فجر کے طلوع ہونے سے لیکر غروب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا۔

روزے کی فضیلت

اے ایمان والو! روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے شائد کہ تم متقی بن جاوٗ۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا ہو وہ لوگوں کے لیے یہ آیت ہے اور ہر آیت اور حق و باطل میں فرق کرنے والے دلائل ہیں۔ جس کے پاس یہ مہینہ آئے وہ روزہ رکھے۔

روزے کی اتنی فضیلت اور اتنا دوگنا ثواب ہے کہ اللہ نے اسکو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا "ابن آدم کا ہر عمل دوگنا ہو تا ہے۔ نیکی کا اجر دس سے لیکر سات سوگنا تک جاتا ہے۔ " اللہ عزّوجل نے فرمایا "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسکا اجر دوں گا کیونکہ اس میں میرا بندہ اپنی شہوت اور کھانے پینے کو میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہےروزے داار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسکے افطار کے وقت اور دوسرے اپنے رب سے ملاقات کے وقت اسکے منہ کی بو اللہ کو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے" [۱]

روزے کی مشروعیت کی حکمت

۱۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے اسکے حکم کو بجا لانا اور اسکی مشروعیت کے لیے جھک جانا۔ اللہ نے فرمایا "شاید کہ تم متّقی بن جاوٗ"

۲۔ نفس کو صبر کا عادی بنانا، شہوت کے غلبے کے وقت ارادے کو مضبوط بنانا۔

۳۔ انسان کو نیکی کا عادی بنانا کیونکہ جب وہ بذات خود بھوک کے تجربے سے گذرے گا تو اس طرح اسکو محتاجوں اور فقیروں کا زیادہ احساس ہو گا۔

۴۔ جسماتی طور پر روزوں سے راحت اور عافیت ملتی ہے۔

روزوں کا حکم

روزہ جسکو اللہ نے مشروع کیا ہے اسکی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ واجب روزے

دو قسمیں:

(۱) متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزے-کی-فضیلت-اور-روزے-کا-حکم

ا۔ وہ روزے جنکو اللہ نے شروع ہی سے واجب کیا وہ رمضان کے روزے ہیں اور وہ اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

۲۔ وہ روزے جنکو بندہ کسی سبب سے اپنے اوپر واجب کرتا ہے جیسے نذر اور کفارات کے روزے۔

۲۔ مستحب روزے

ہر وہ روزہ جسکو شارع یعنی اللہ نے اسکے کرنے کو مستحب کیا ہے جیسے پیر اور جمعرات کے روزے اور ہر مہینے کے تین روزے، دسویں مہینے کے روزے، ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے اور عرفہ کے دن کے روزے۔

روزے کے واجب ہونیکی شرطیں۔

ا۔ اسلام: کافر پر روزہ واجب نہیں ہے۔

۲۔ بالغ پن: بچے پر واجب نہیں ہے، ہاں جب وہ روزے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے حکم دیا جائیگا تاکہ وہ اسکا عادی ہو جائے۔

۳۔ عقل: پاگل پر روزہ واجب نہیں ہے۔

۴۔ قدرت: عاجز یعنی جس کو قدرت نہ ہو تو اسکے لیے ضروری نہیں ہے۔

رمضان کے روزے

رمضان کے روزے اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے کیونکہ اللہ نے اسکو اپنے بندے پر فرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان ولو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اور اس میں سے رمضان کے روزہ کا بھی ذکر کیا"

رمضان کی فضیلتیں۔

ا۔ رمضان کے روزے اور قیام پچھلے سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا «جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب کی حالت میں رکھا، اسکے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں قیام کیا ایمان اور احتساب کی حالت میں تو اسکے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے" [۱]

(۱) متفق علیہ ہے۔

۲۔ جو شخص لیلۃ القدر کی رات قیام کرے، پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے، اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جو شخص لیلۃ القدر کو ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کرے اس کے پچھلے گناہ معاف کرے دیے جاتے ہیں۔

۳۔ رمضان میں عمرہ کرنا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ "رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے"

۴۔ رمضان کے مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور نفس نیکی کے کاموں پر راضی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے" [۲] تو انسان پر واجب ہے کہ وہ توبہ کی طرف جلدی کرے اور منکرات سے دور رہے۔

۵۔ اللہ کی طرف متوجہ ہونا کیونکہ رمضان کا مہینہ قرآن کا مہینہ کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے لوگوں کے لیے ہدایت ہے"

تو آپ ﷺ پر جبرائیلؑ قرآن پیش کرتے تھے جب جبرائیلؑ آپؐ سے ملتے تھے تو آپؐ کی سخاوت بڑھ جاتی تھی۔

۶۔ رمضان کا مہینہ سخاوت، خرچ کرنا اور صدقہ کرنے کا مہینہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسولؐ اللہ بھلائی میں لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں سخاوت بڑھ جاتی تھی۔ بے شک جبرائیلؑ ہر سال رمضان میں آپؐ سے ملتے تھے۔

دخول رمضان کیسے ثابت ہوتا ہے؟

رمضان کا مہینہ چاند دیکھنے کے ساتھ ہی داخل ہو جاتا ہے جب انتیسویں شعبان کو غروب آفتاب کے بعد چاند نظر آ جائے تو رمضان شروع ہو جاتا ہے اور اگر انتیسویں شعبان کو چاند نظر نہ آئے یا بادل اور گرد وغیرہ ہو تو شعبان کامہینہ پورا ہونے کے بعد رمضان شروع ہو گا کیونکہ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے «چاند کے دیکھتے ہی روزہ رکھو اور چاند

(۲) متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزے-کی-فضیلت-اور-روزے-کا-حکم

کے دیکھتے ہی افطار کرو اور اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرو"[۱]

رمضان میں افطار کرنا

رمضان کا روزہ چھوڑنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ جس نے بغیر مجبوری کے روزہ چھوڑا اور توبہ بھی نہیں کی تو ساری زندگی روزے رکھتا رہے، اسکی کفایت نہیں کریگا۔ آپؐ نے فرمایا «جس نے رمضان کا روزہ بغیر کسی رخصت کے جو اللہ نے دی، چھوڑا تو زمانے بھر کے روزے اسکی قضاء نہیں بن سکتے" [۲]

روزے کے چھوڑنے کا انجام بہت بڑا ہے۔ ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا کہ اچانک دو آدمی کندھے سے پکڑ کر ایک دشوار پہاڑی کے پاس لے گئے اور مجھے کہا کہ اس پہاڑ پر چڑھو تو میں نے کہا میں میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو انہوں نے کہا ہم تمہارے لیے آسان کر دیں گے، میں اس پہاڑی پر چڑھا یہاں تک کہ میں اسکے درمیان میں تھا اس وقت میں نے کچھ عجیب آوازیں سنی، میں نے پوچھا کہ یہ آوازیں کیسی ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ اھل جہنم کی چیخ و پکار ہے۔ میں آگے چلا یہاں تک کہ میرا گزر ایسی قوم پر ہوا جو ایڑیوں کے بل لٹکائی ہوئی تھی اور ان کے جبڑے پھٹے ہوئے تھے اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے روزوں کو پورا ہونے سے پہلے افطار کر دیتے تھے" [۳]

رمضان میں نیک لوگوں کا حال

نیک لوگوں کے پیشوا محمد ﷺ

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مختلف: یقہ طر کا ﷺ للہ ا ل سور مہینے کے ن مضار " ُپ آئیل اجرب جر روا تھے تےامرد ن آرقومیں ن مضار کوُپ آئیل اجبر روات مرثرکی ت ادعبا ،قہ صدُپ آمیں س ا تھی تی جا ھڑ ٰبھی سے ل وٗاہو لی او چلنے ت وسخا کیُ پ آ تو ملتے سے میں ن مضار روا تھے تے کر سے ت مرثر ف عتکاا روا کرذ روا زنما ،ت ولاۃ کی ن آرق ،ن حساا ہتے رلگے میں س ا کبھی کبھی کہ حتیٰ تھے تے کر ص خا سے ت دعبا کی ں مہینو قیا ب کو دعبا یہا ں تک کہ اپنا د ن ار ات دعبا ت میں گزا ر د یتے تھے " [۴]

قرآن اور نیک لوگوں کا حال

رمضان میں فضیلت والے اوقات جیسے کہ وہ راتیں جن میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا جاتا ہے ان راتوں میں تلاوت قرآن کی کثرت کرنا ان اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے۔

امام بخاری رمضان کی پہلی رات سے اپنے دوستوں کے ساتھ بیس رکعت ادا کرتے اور

(۱) متفق علیہ ہے۔
(۲) اسکو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) ابن حبان نے اسکو روایت کیا ہے۔
(۴) المعاد فی ھدی خیر العباد (۲/۳۰)

https://www.al-feqh.com/ur

ہر رکعت میں بیس آیات کی تلاوت کرتے یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر دیتے اور سحری کے وقت نصف یا ثلث قرآن کی تلاوت فرماتے اور افطار کے وقت قرآن کو ختم کر دیتے اور فرماتے کہ کہ ہر ختم قرآن کے بعد ایک مقبول دعا ہے۔

اور امام شافعی سے مروی ہے کہ امام بخاری۲۰ قرآن ختم کرتے تھے اور یہ نماز کی قراءت علاوہ ہے۔

رمضان میں نیک لوگوں کا قیام

شائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس رکعات ادا کرتے تھےاور سو سے زیادہ آیات کی تلاوت ہوتی تھی اور انکی ایڑیوں پر ورم آجاتا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی صحابہ کرام کا یہی حال تھا۔

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہ ہم جب رمضان میں مسجد سے لوٹتے تھے تو اپنے خادمین سے کھانا طلب کرنے میں جلدی کرتے تھے کہ فجر کی نماز نہ نکل جائے۔

حضرت نافع اور حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں قیام کر رہے تھے، یہاں تک کہ لوگ مسجد سے نکلے اور پانی کا ایک برتن ساتھ لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی مسجد کی طرف نکل جاتے اور صبح کی نماز تک کوئی بھی باہر نہ نکلتا۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزے-کی-فضیلت-اور-روزے-کا-حکم/

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

روزوں کے ارکان ، مستحبات اور مکروھات اور روزہ کو توڑنے والی اشیاء

https://www.al-feqh.com

روزے کے ارکان، مباحات، مستحبات، مکروہات اور مفسدات

مندرجات/مشتملات

روزے کے ارکان
روزے کے مباحات
روزے کے مستحبات
روزے کے مکروہات
روزے کے مفسدات

رمضان میں نیّت کرنا

واجب روزے کی نیّت رات سے کرنا ضروری ہے اور اگر نفلی روزہ ہے تو اس کی نیت دن سے بھی کر سکتا ہے اگر اس نے کچھ کھایا نہ ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "آپ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا کھانے کے لیے کچھ ہے تو میں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پھر روزے سے ہوں" (۱)

(۱) اسکو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

روزے کے ارکان

پہلا رکن: طلوع فجر سے غروب شمس تک روزہ افطار کرنے سے رکنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ واضح ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے" اور خیط الابیض اور خیط ال اسود سے مراد دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے۔

دوسرا رکن: نیّت

کہ روزہ دار عبادت کی غرض سے روزے کے افطار کرنے والی چیزوں سے رکنے کی نیّت کرے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ «اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہ ہو جسکی اس نے نیّت کی" (۱)

(۱) متفق علیہ ہے۔

روزے کے مباحات

۱۔ غسل کرنا، پانی میں ٹھنڈک کے لیے بیٹھنا۔
۲۔ تھوک اور بلغم کو نگل جانا۔
۳۔ زبان کے ساتھ کھانے کو چکھنا لیکن شرط یہ ہے کہ اندر نہ جائے۔
۴۔ بو اور فضا کو معطر کرنے والی اشیاء کو سونگھنا۔

روزے دار کے لیے مسواک کا استعمال

مسواک کا استعمال کسی بھی وقت میں مشروع ہے چاہے وہ زوال سے پہلے ہو یا بعد میں اور مسواک خشک ہو یا تر لیکن اگر مسواک تر ہے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حلق سے کوئی حصہ نگل نہ پائے کیونکہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزوں-کے-ارکان،-مستحبات-اور-مکروھات-اور-روزہ-کو-توڑنے-والی-اشیاء

https://www.al-feqh.com/ur

روزے کے مستحبات

ا۔ سحری کرنا اور سحری کو فجر کی اذان سے تھوڑا سا پہلے تک مؤخر کرنا۔

آپ ﷺ نے فرمایا «سحری کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے» [۱] چاہے وہ کم کھانے سے ہو یا زیادہ، چاہے پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، سحری ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے "سحری کا کھانا برکت والا ہے اس کو مت چھوڑو اگرچہ پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں" [۲]

اور مستحب یہ ہے کہ سحری دیر سے کی جائے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ "ہم نے رسول ﷺ کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے" اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا تو فرمایا پچاس آیات کی مقدار" [۳]

اذان کے درمیان پانی پینا۔

اگر کوئی شخص اذان سنے اور پانی اسکے ہاتھ میں ہو تو اس کے لیے پانی پینا جائز ہو گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ «اگر تم میں سے کوئی شخص اذان سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو اس برتن کو نہ رکھے یہاں تک کہ اس سے اپنی حاجت پوری کرے»

اس حدیث کو علماء نے صاحب شک پر محمول کیا ہے کہ اگر کسی کو صبح یعنی طلوع فجر میں شک لاحق ہو گیا اور اس نے کچھ کھا پی لیا تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر طلوع فجر کا یقین ہو گیا اور اسکے بعد کچھ کھا پی لیا تو روزہ باطل ہو جائے گا اور قضاء کرنا لازم ہو گا۔

۲۔ افطاری جلدی کرنا

روزے دار کے لیے مستحب ہے کہ افطاری جلدی کرے، جب اس کو سورج کے غروب ہونیکا یقین ہو جائے، آپ ﷺ کے قول کی وجہ ہے "لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک افطاری جلدی کریں گے" [۴]

(۱) متفق علیہ ہے۔
(۲) اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔
(۳) متفق علیہ ہے۔
(۴) اس کو امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور خشک کھجوروں سے افطاری مستحب ہے۔ اگر خشک نہ ہو تو تر سے بھی کر سکتے ہیں اور طاق عدد میں ہو نی چاہیں۔ اگر کھجور میسّر نہ ہوں تو پانی کے چند گھونٹ ہی سہی۔ حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ "نبی اکرم ﷺ نماز سے پہلے خشک کھجوروں سے افطاری کرتے تھے اگر خشک نہ ہوتیں تو تر سے اگر تر بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹوں سے ہی کر لیتے تھے" [۵]

اگر اس سب میں سے کچھ بھی نہ ہو تو دل میں افطاری کی نیّت کرے یہی اس کو کافی ہے۔

۳۔افطاری کے وقت کی دعا

کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ «آپ ﷺ افطار کے وقت کہتے تھے پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا" [۶]

اور آپ ﷺ نے فرمایا "بے شک روزے دار کے لیے اس کی افطاری کے وقت ایسی دعا ہے جو رد نہیں ہوتی"

جس نے غلطی سے افطار کیا۔

جب روزہ دار سورج کے غروب یا فجر کے طلوع نہ ہو نیکا گمان کرتے ہوئے کچھ کھا لے اور بعد میں اس کے گمان کے خلاف نکلے تو اس پر قضاء واجب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے «تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر گناہ نہیں ہے" آپ ﷺ کا ارشاد ہے "بے شک اللہ نے میری امّت سے غلطی، نسیان اور جس پر وہ مجبور کیا جائے، کو ہٹا دیا ہے" [۱]

(۱) اس کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(۵) اسکو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزوں-کے-ارکان-مستحبات-اور-مکروھات-اور-روزہ-کو-توڑنے-والی-اشیاء

۴-بے ہودہ اور فضول باتوں کا چھوڑنا۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "اگر کسی کا روزہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ فحش بات نہ کرے اور نہ ہی کسی سے لڑائی جھگڑا کرے اور اگر کوئی اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے یا گالی گلوچ دے تو یہ جواب میں کہے کہ میں روزے سے ہوں" (۱)

اور ایک روایت میں ہے "کہ جس شخص نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنے کو نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانے پینے کے چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے" (۲)

۵- کثرت سے عبادات کرنا

جیسے قرآن کی قراءت اور اللہ کا ذکر، تراویح کی نماز، رات کا قیام، لیلۃ القدر کا قیام، مؤکدہ سنتیں، صدقہ، سخاوت اور خیر کے راستے میں خرچ کرنا اور روزہ داروں کو افطار کروانا اور عمرہ کرنا، کیونکہ نیکیاں رمضان میں دوگنی ہو جاتی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں «بے شک رسول اللہ ﷺ لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب رمضان میں حضرت جبرائیلؑ سے ملتے تھے تو اور زیادہ سخی ہو جاتے تھے اور جبرائیلؑ رمضان کی ہر رات ملتے تھے" اور قرآن کا باہمی ورد کرتے تھے، تو جبرائیلؑ کے ملنے کے وقت آپ ﷺ کی سخاوت چلنے والی ہواؤں سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ (۳)

۶-رمضان کے آخری دس دنوں میں خوب محنت کرنی چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادت میں خوب محنت کیا کرتے تھے، رات جاگ کر گزارتے تھے اور اپنے اہل و عیال کو بھی کثرت سے عبادت کرنے کی ترغیب دیتے تھے" (۴)

(۱) متفق علیہ ہے۔
(۲) اس کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

۱-کلی اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا

روزے کی حالت میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ سے روزہ اس لیے مکروہ ہو جاتا ہے کہ اس میں اس بات کا خوف اور ڈر ہوتا ہے کہ کہیں پیٹ میں پانی نہ چلا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "ناک میں پانی ڈالتے وقت اور اس کو صاف کرتے وقت مبالغہ سے کام لو البتہ روزے کی حالت میں نہیں" (۵)

۲- شہوت کے ساتھ بوسہ لینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

اگر روزہ دار کو اس بات کا خوف ہو کہ بوسہ لینے سے اس کی شہوت بھڑک آٹھے گی یا س کا انزال ہو جائے گا تو اس کے لیے بوسہ لینا مکروہ ہے اور روزہ دار کو چاہیے کہ ہر وہ چیز جس کی وجہ سے شہوت میں اضافہ ہوتا ہو یا اس کی وجہ سے اس کی شہوت بھڑک اٹھتی ہو ان سے دور رہے۔ البتہ اگر اسے روزے کے فاسد ہونے یعنی انزال اور شہوت کے اضافے کا خوف نہ ہو تو پھر اس کے لیے بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ بھی لیا کرتے تھے اور ازواج مطہرات کے ساتھ لیٹتے بھی تھے (۶) اور رسول اللہ ﷺ سے حاجت اور شہوت کو کنٹرول کرنے میں سب سے زیادہ طاقتور تھے"

اسی لیے نوجوانوں کے لیے بیوی کے ساتھ روزے کی حالت میں لیٹنا مکروہ ہے البتہ بوڑھے کے لیے مکروہ نہیں ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے آپ ﷺ سے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لیٹنے لپٹنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے بھی یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے روک دیا، وہ آدمی جس کو اجازت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جس کو روکا تھا وہ نوجوان تھا"(۷)

(۵) اس کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۶) متفق علیہ ہے۔۔
(۷) اس کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزوں-کے-ارکان-مستحبات-اور-مکروہات-اور-روزہ-کو-توڑنے-والی-اشیاء

https://www.al-feqh.com/ur

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے

ا-دن کے وقت روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کچھ کھانے اور پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں "تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے ظاہر ہو جائے، پھر رات تک روزے کو پورا کرو"

> **کام کی وجہ سے روزہ توڑنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔**
>
> وہ لوگ جو ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں یا اس جیسے اور مشکل کام کرتے ہیں ان کے لیے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح روزے کے مکلّف ہیں اور کوئی چھوٹ نہیں ہے

تنبیہات

جس آدمی نے روزے کی حالت میں بھول کی وجہ سے کچھ کھا پی لیا تو اسکا روزہ فاسد نہیں ہو گا بلکہ اس کا روزہ ٹھیک ہے اور اس پر لازم ہے کہ جیسے ہی اس روزہ یاد آئے وہ کھانے اور پینے سے رک جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا، اس لیے وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے" (۱)

(۱) اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

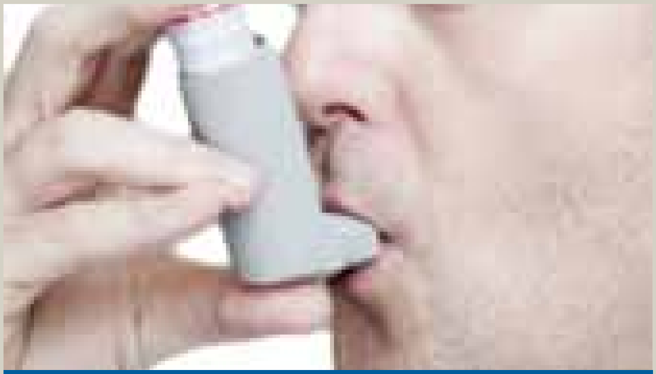

سینے کے سپرے کی تصویر جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

ہر وہ چیز جو منہ کے ذریعے یا ناک کے ذریعے سے انسان کے پیٹ تک پہنچ جائے اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور اسی طرح ہر اس چیز سے بھی روزہ فاسد ہو جاتا ہے جس سے انسان کی غذائی حاجت پوری ہوتی ہو جیسے وہ انجکشن جو غذائی حاجت پوری کرنے کے لیے لگوایا جاتا ہے البتہ وہ انجکشن جو غذائی حاجت پوری کرنے کے لیے نہیں بلکہ بیماری کی وجہ سے لگوایا جاتا ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

سُرمہ لگانے کی تصویر جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

وہ چیز جو منہ کے راستے ضرورت کی وجہ سے داخل کی جائے جیسے دوربینی آلہ یا سینے کا سپرے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سُرمہ لگانا اور آنکھ اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ ان چیزوں کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس لیے بھی کہ آنکھ عموماً کھانے اور پینے کا ذریعہ نہیں ہے اور ناک اور کان میں دوائی اور قطرے ڈالنے کا بھی یہی حکم ہے البتہ ناک کے بارے میں یہ ہے کہ روزے کی حالت میں دوائی یا قطرے ڈالنے سے

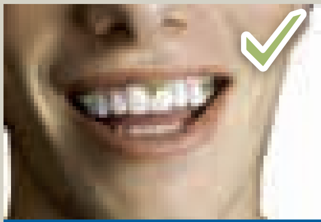

کھانے کے ذرات کی تصویر جن کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

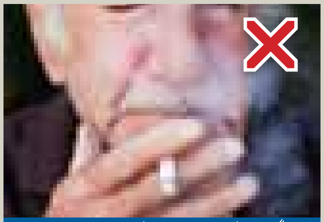

سگریٹ کی تصویر جس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

پنسلین کے انجکشن (ٹیکہ) کی تصویر جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بطور غذا استعمال کی جانے والی دوائی کی تصویر جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزوں-کے-ارکان-مستحبات-اور-مکروہات-اور-روزہ-کو-توڑنے-والی-اشیاء

https://www.al-feqh.com/ur

دور رہنا بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے روزے کی حالت میں ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ فرمایا ہے اور اس لیے بھی کہ ناک میں ڈالی جانے والی چیز فوراً پیٹ میں پہنچ جاتی ہے۔

ہر وہ چیز جو منہ کے راستے سے کھائی جائے چاہے وہ انسان کو فائدہ پہنچاتی ہو یا نقصان جیسے سگریٹ نوشی وغیرہ تو ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ منہ کے ذریعے پیٹ میں جانے والی چیز کھانے اور پینے کے حکم میں ہے۔

وہ چیزیں جن سے بچنا ناممکن ہو ان کے ذریعے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسے راستے کا غبار اور روٹی کھاتے ہوئے جو روٹی کے ذرات دانتوں میں رہ جاتے ہیں وغیرہ ۔

۲۔ ہم بستری کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «روزے کی راتوں میں یعنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے" اور اس آیت میں (الرفث) سے مراد ہم بستری ہے۔ اگر کسی نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی تو اس پر اس دن کی قضاء بھی لازم ہے اور کفارہ بھی لازم ہے، اور وہ یہ ہے کہ یا تو غلام آزاد کرے اور اگر غلام نہیں ہے تو پھر دو مہینے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو ساٹھ فقیروں اور غریبوں کو کھانا کھلائے کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا میں ہلاک ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں کیا ہوا؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کر لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ غلام آزاد کر سکتے ہو؟ تو اس نے جواب میں کہا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ دو مہینے مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟ تو اس نے پھر کہا نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ تو اسکا جواب پھر انکار میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، پس وہ بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا یہ لو اور ان کھجوروں کو لوگوں پر صدقہ کر دو۔ تو اس نے کہا اپنے سے زیادہ فقیروں پر صدقہ کروں، اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور آپ ﷺ کے دانت مبارک نمودار ہوئے اور فرمایا اپنے اہل و عیال کو کھلاؤ" (۱) اور کفارہ اسی ترتیب پر ہو گا۔ پس کھانا وہی کھلائے گا جو روزے رکھنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اور روزے وہی رکھے گا جو غلام آزاد نہ کر سکتا ہو اور عورت پر بھی کفارہ واجب ہو گا اگر وہ ہم بستری کرنے میں خاوند کے ساتھ راضی ہو اور اگر اس کے ساتھ زبردستی ہم بستری کی گئی تو پھر اس کا روزہ تو ٹوٹ جائیگا البتہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

اور اپنے اختیار سے منی نکالنا بھی مناع یعنی ہم بستری کے حکم میں ہے۔ پس اگر روزہ دار نے قصداً عورت کو چھونے، اس کو چھونے یا ہاتھ کے استعمال سے منی نکال لی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ یہ شہوت میں سے ہے جو کہ روزے کے منافی ہے اور اس پر اس روزہ کی قضاء واجب ہے ۔ البتہ کفارہ واجب نہیں ہے کیونکہ صرف ہم بستری کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور یہی قرآن میں ہے۔

اگر عورت کو چھونے یا سوچ و بچار کی وجہ سے منی نکل گئی تو اس کا روزہ ٹھیک ہے کیونکہ منی کے نکلنے کی وجہ سے روزہ کے فاسد ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

اگر روزہ دار کو نیند میں احتلام ہو گیا یا بیماری کی وجہ سے بغیر شہوت کے منی نکل گئی تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ اس میں اس کا کوئی اختیار شامل نہیں ہے۔ اگر اس نے صبح کی نماز سے پہلے بیوی سے ہم بستری کر ڈالی یا اس کو احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ ٹھیک ہے اور اسے چاہیے کہ وہ صبح کی نماز پانے کے لیے غسل کر لے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں «کہ رسول اللہ ﷺ پر صبح ہو جاتی تھی اس حال میں کہ آپ ﷺ حالت جنابت میں ہوتے تھے، پھر آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھ لیتے تھے»

۳۔ جان بوجھ کر قے کرنا

قصداً قے کا مطلب ہے جو کچھ معدہ میں ہے اس کو جان بوجھ کر (قصداً) منہ کے ذریعے باہر نکالنا۔ اگر کسی روزہ دار پر قے کا غلبہ آ گیا اور بغیر اختیار کے نکل گیا تو اس کا روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جس کسی کو بے اختیار قے آ گئی تو اس پر قضاء نہیں ہے اور جس نے جان بوجھ کر قے کی اس پر قضاء واجب ہے» ا

(۱) متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/روزوں-کے-ارکان-مستحبات-اور-مکروہات-اور-روزہ-کو-توڑنے-والی-اشیاء

https://www.al-feqh.com/ur

۴۔حیض اور نفاس کاخون نکلنے سے بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے ی ٹوٹ جاتا ہے۔نا

جب بھی عورت کو حیض یا نفاس کے خون آجائے (اگرچہ وہ سورج کے غروب ہونے کے بالکل ہی قریب کیوں نہ ہو) تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر اس روزے کی قضاء واجب ہے۔

> ”
>
> **فائدہ**
>
> پچھنے لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور پچھنے لگوانے کا مطلب ہے خاص آلہ سے خون نکالنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا اس حال میں کہ وہ روزہ دار تھے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کو پچھنا لگوانے اور بوسہ لینے کی اجازت دی تھی البتہ اگر کمزوری ہو تو پھر پچھنا لگوانا مکروہ ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ «رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا آپ ﷺ روزہ دار کے لیے پچھنا لگوانا مکروہ سمجھتے ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں البتہ اگر روزہ دار کمزور ہو تو پھر پچھنا لگوانا مکروہ ہے»
>
> زخم کی وجہ سے خون کے نکلنے سے یا داڑھ کے نکالنے کی وجہ سے یا ناک سے خون کے نکلنے کی وجہ سے یا خون دینے کی وجہ سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔
>
> “

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام اہلِ اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

رمضان میں کسی عذر کی وجہ سے روزہ افطار کرنا اور روزے کی قضاء کرنا

https://www.al-feqh.com/رمضان-میں-کسی-عذر-کی-وجہ

وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان کا روزہ چھوڑا جا سکتا ہے اور روزے کی قضاء کا بیان

مندرجات/مشتملات

وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان کا روزہ چھوڑا جا سکتا ہے اور روزے کی قضاء کا بیان

وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے

١۔ بیماری

مریض کے لیے رمضان میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں» تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرے "یعنی روزوں کی قضاء کر لے۔

ہر مرض یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز نہیں بلکہ جس بیماری کی وجہ سے مریض کے تکلیف میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو یا کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو اس کی وجہ سے نہ رکھنا جائز ہے۔

مریض کا بیماری کی وجہ سے روزے کو چھوڑ دینا۔

اگر مریض نے بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا اور بیماری کے ٹھیک ہونے کی امید بھی ہو تو ٹھیک ہوتے ہی اس پر ان دنوں کی (جس میں اس نے روزے چھوڑے تھے) قضاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی کو پورا کرے"

اور اگر بیماری ایسی ہو جس کے ٹھیک ہونے کی امید نہ ہو یا اگر انسان عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے مکمل طور پر عاجز ہو تو وہ ہر روز فدیے میں آدھا صاع چاول یا اس جیسی کوئی اور چیز دے دیا کرے۔

٢۔ سفر

مسافر کے لیے رمضان میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس پر قضاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرے"

وہ سفر جس کی وجہ سے قصر نماز پڑھی جاتی ہو اور وہ جائز مقصد کے لیے ہو تب اس کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے البتہ جو سفر گناہ کی غرض سے کیا جا رہا ہو یا اسی وجہ سے کیا جا رہا ہو کہ روزے سے جان چھوٹ جائے تو اس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز نہیں ہے اور اگر مسافر نے روزہ رکھا تو جائز ہے کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے تو دوران سفر روزہ رکھنے والا، روزہ نہ رکھنے والے کو اور نہ ہی نہ رکھنے والا، رکھنے والے کو ملامت کرتا " [1]

(١) امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔

om/ur/رمضان-میں-کسی-عذر-کی-وجہ-سے-روزہ-افطار-کرنا-اور-روزے-کی-قضاء-کرنا/

لیکن مسافر کے لیے سفر میں اس شرط پر روزہ رکھنا جائز ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کے مشقت اور تکلیف میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہواور اگر تکلیف میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو پھر اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں ایک آدمی کو دیکھا کہ سخت گرمی کی وجہ سے اس پر سایہ کیا جارہا تھا اور لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا نیکی میں سے نہیں ہے" (۱)

۳۔حمل اور دودھ پلانے کی وجہ سے روزے کا چھوڑنا۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے نقصان کا خوف ہو تو وہ روزہ چھوڑ دے اور پھر مریض کی طرح اسکی قضا کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے اور آدھی نماز کو ساقط کر دیا ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے صرف روزے کو ساقط کر دیا ہے" (۲)

اور اگر ان دونوں کو روزہ کی وجہ سے اپنے جان کے بارے میں کوئی خطرہ اور خوف نہ ہو البتہ بچے کے نقصان کا خوف ہو تو پھر بھی وہ روزہ چھوڑ سکتی ہیں اور پھر چھوڑتے ہوئے روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی البتہ اس صورت میں ان کو ہر روز مسکین کے کھانا بھی کھلانا پڑے گا کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے اپنی اولاد کو نقصان پہنچنے کا خطرہ اور خوف ہو تو وہ دونوں افطار کریں اور مسکین کو کھانے کھلائیں" (۳)

(۱) امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے۔
(۲) امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔
(۳) امام ابو داؤد نے اس کو روایت کیا ہے۔

۴۔حیض اور نفاس کی وجہ سے روزہ چھوڑنا

جس عورت کو حیض اور نفاس کا خون آتا ہو اس پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے اور اگر اس نے روزہ رکھا تو ٹھیک نہیں ہے اور ان دونوں پر حیض اور نفاس سے صاف ہونے پر چھوڑے ہوئے دنوں کے روزوں کی قضاء واجب ہے کیونکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حائضہ پر روزوں کی قضاء تو واجب ہے البتہ نماز کی قضاء واجب نہیں ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے کہا "جب ہم پر ایسی حالت آتی تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا البتہ نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا" (۴)

روزوں کی قضاء کا طریقہ

جس مسلمان نے بغیر عذر کے رمضان کا روزہ چھوڑ دیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اسے چاہیے کہ رمضان کے گزرتے ہی وہ فوراً اسکی قضا کرے کیونکہ اصل روزے میں وقت پر ادا کرنا ہے۔

اوراگر کسی نے عذر کی وجہ سے (جیسے حیض، نفاس، بیماری، سفر اور ان جیسے دوسرے عذر جن کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے) روزہ چھوڑ دیا تو اس پر بھی قضاء واجب ہے البتہ فوراً واجب نہیں ہے بلکہ دوسرے رمضان تک جب چاہے قضا کر سکتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضاء واجب ہوئی تھی لیکن میں ان کی قضاء شعبان کے مہینے سے پہلے نہیں کر سکتی تھی، حضرت یحیٰ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مشغولیت کی وجہ سے یا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشغولیت کی وجہ سے میں ان کی قضاء شعبان سے پہلے نہیں کر پاتی تھی" (۵)

(۴) اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۵) اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/رمضان-میں-کسی-عذر-کی-وجہ-سے-روزہ-افطار-کرنا-اور-روزے-کی-قضاء-کرنا/

لیکن جلدی قضا کرنا اس لیے مستحب ہے کہ ایک تو اس سے انسان کے ذمہ سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور دوسرا احتیاط بھی اسی میں ہے تاکہ انسان کسی ایسی چیز میں مبتلا نہ ہو جائے جس کی وجہ سے رہ روزہ نہ رکھ سکے جیسے بیماری وغیرہ۔ اور اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے دوسرے رمضان کے پہنچنے تک اس کی قضا نہ کر سکا تو وہ دوسرے رمضان کے بعد قضاء کرے۔

اور اگر بغیر عذر کے اس نے دوسرے رمضان تک قضاء نہ کی تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر دوسرے رمضان کے بعد قضاء کے ساتھ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلانا بھی لازم اور واجب ہے البتہ احناف اور اہل الظواہر کے نزدیک اس پر فدیہ واجب نہیں ہے۔

اور قضاء میں تسلسل شرط نہیں ہے بلکہ وہ تسلسل اور متفرق دونوں طریقوں سے قضاء کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے" پس اللہ تعالیٰ نے قضاء میں تسلسل کو شرط قرار نہیں دیا اگر شرط ہوتا تو ضرور بیان فرماتے۔

جس آدمی پر رمضان کے روزوں کی قضا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے رمضان کے روزوں کی قضاء کرے اور پھر نفلی روزے رکھے کیونکہ فرض نفلوں سے مقدم ہے البتہ اگر اس نے قضاء کرنے سے پہلے نفلی روزے رکھ لیے تو جائز ہے اور خصوصاً وہ نفلی روزے رکھنا جائز ہیں جن کی فضیلت کے فوت ہونیکا خطرہ ہو (جیسے عاشوراء کا روزہ، عرفات کے دن کا روزہ، شوال کے چھ روزے) کیونکہ قضاء کا وقت تو وسیع ہے اگرچہ بہتر یہی ہے کہ وہ پہلے فرض روزوں کی قضاء کرے۔

جو آدمی عذر کی وجہ سے روزوں کی قضاء نہ کر سکا یہاں تک کہ فوت ہو گیا اس پر کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اس نے بغیر عذر کے قضاء نہ کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا تو پھر اس کی طرف سے رمضان کے روزوں میں ہر روزے کے بدلے میں مسکین کو ہر روز کھانا کھلایا جائے گا اور اگر وہ نذر کے روزے ہوئے یعنی اگر اس نے نذر مانی کہ میں روزے رکھوں گا اور پھر نہیں رکھے یہاں تک کہ فوت ہو گیا تو پھر اس کی طرف سے رمضان کے روزوں میں ہر روزے کے بدلے میں مسکین کو ہرروز کھانا کھلایا جائے گا اور اگر وہ نذر کے روزے ہوئے یعنی اگر اس نے نذر مانی کہ میں روزے رکھوں گا۔اور پھر نہیں رکھے یہاں تک کہ فوت ہو گیا تو پھر وہ روزے اس کا ولی اس کی طرف سے رکھے گا۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا یعنی چاہے فرض روزے ہوں یا نفلی روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عمومیت پائی جاتی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی فوت ہوا اس حال میں کہ اس پر روزے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔ (۱)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو گئی اور اس پر ایک مہینہ کے روزے ہیں۔ کیا یہ روزے میں اس کی طرف سے قضاء کر لوں، (۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرض زیادہ مستحق ہے اس بات کے کہ اس کی قضاء کی جائے"

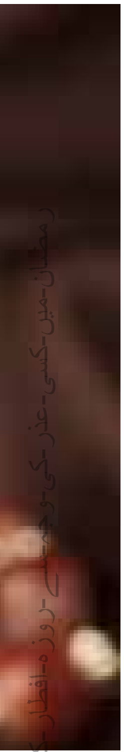

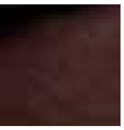

(۱) اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۲) اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام اِلاِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی

سجاد آحمد

نفلی روزے

https://www.al-feqh.com/ur

۴ نفلی روزے

مندرجات/مشتملات

نفلی روزوں کی تعریف
وہ دن جن کے روزے رکھنا سنت ہے
ا. ا۔ شوال کے چھ دن کے روزے
۲. ۲۔ ذوالحجہ کے ۹ دن کے روزے
۳. ۳۔ عاشوراء کے روزے
۴. ۴۔ بیض کے دنوں کے روزے
۵. ۵۔ سوموار اور جمعرات کے روزے
۶. ۶۔ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن رکھنا۔
۷. ۷۔ محرّم کے مہینے کے روزے
۸. ۸۔ شعبان کے مہینے کے روزے
وہ دن جن کے روزے رکھنا حرام ہے اور وہ دن جن کے روزے رکھنا مکروہ ہیں۔

نفلی روزے

وہ تمام روزے جو انسان پر فرض نہیں ہوتے لیکن وہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے رکھتا ہے ان کو نفلی روزے کہتے ہیں۔

نفلی روزوں کا بہت زیادہ اجروثواب ہے۔ حدیث قدسی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر نیک کام دس گُنا سے سات گُنا تک بڑھا دیا جاتا ہے البتہ روزہ اس میں شامل نہیں کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ "[۱]

(۱) اس پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

وہ دن جن کے روزے رکھنا سنت ہے۔

۱- شوال کے مہینے کے چھ روزے

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "جن نے رمضان کے روزے رکھےاور پھر شوال کے مہینے کے چھ روزے رکھ گویا کہ اس نے پوری زندگی روزے رکھے "[۲] چاہے وہ شوال کے مہینے کے روزے پے در پے یا ایک ایک کر کے رکھے لیکن چھ روزے پورے کرے۔

۲-ذوالحجہ کے پہلے نو دن کے روزے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کو نیک کام اتنے محبوب ہیں کہ باقی دنوں میں نیک کام چاہے وہ جو بھی ہوں ان کی ہمسرے بالکل نہیں کر سکتے" صحابہ کرام نے پوچھا اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ اللہ کے راستے میں جہاد بھی ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر نہیں ہو سکتا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کے راستے میں جہاد بھی ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر نہیں ہو سکتا البتہ اس آدمی کا عمل اور جہاد ان دنوں کے نیک اعمال کے برابر ہے جو اپنی جان و مال کے ساتھ گھر سے

(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-روزے

نکلتا ہے اور ان دونوں کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے" [۱]

ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت جیسے ذکر، تسبیح و تہلیل، قرآن پاک کی تلاوت، صدقہ و خیرات اور عید کے دن کے علاوہ روزے رکھنا سنت ہے اور ان دنوں میں عرفات کے دن کے روزے کی حاجیوں کو علاوہ باقی مسلمانوں کے لیے خاص حیثیت ہے اور عرفات کا دن ذوالحجہ کا نواں دن ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "عرفات کے دن کے روزے کاثواب اللہ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ روزہ گذرے ہوئے سال اور آنے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے" [۲]

۳- عاشوراء کے روزے

عاشوراء

عاشوراء محرم کے دسویں دن کو کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "عاشوراء کے روزے کا ثواب اور جزاء اللہ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے"

اور اس دن روزہ رکھنے کا سبب وہ ہے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں "جب رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے عاشوراء کے دن یہود کو روزہ رکھے ہوئے دیکھا، پس فرمایا یہ کیا ہے؟ یہودیوں نے جواب دیا یہ ایک بہترین دن ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمنوں سے نجات دی۔ تو موسیٰؑ نے اس کے شکرانے میں روزہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آپ سے زیادہ موسیٰ کا حقدار ہوں اور ان کا حقیقی وارث ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا" [۳]

اور اسی طرح محرّم کے نویں دن کا روزہ بھی مستحب ہے کیونکہ امام مسلم کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو نویں دن کا روزہ بھی رکھوں گا" [۴]

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔۔
(۴) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴- ہر مہینے میں بیض کے دن۔

بیض کے دن

ہر مہینے کے تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں دن کو بیض کے دن کہتے ہیں اور ان کو بیض اس لیے کہا جاتا ہے کہ چاند کی روشنی کی وجہ سے ان کی راتیں سفید ہوتی ہیں۔

عبدالملک بن منھال اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، پس وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کو بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے» یہ سارے زمانے کے روزے ہیں" [۵]

۵- ہر ہفتے میں پیر اور جمعرات کے روزے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں پیش کیے جائیں" [۶]

(۵) اس حدیث کو ابن حبان نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-روزے

https://www.al-feqh.com/ur

۶۔ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کا روزہ

سب سے بہتر حضرت ابوداؤدؑ کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ «اللہ تعالیٰ کو نفلی روزوں میں سب سے زیادہ حضرت داؤدؑ کے روزے پسند ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے" (۱)

۷۔ محرّم کے مہینے کے روزے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سب سے بہتر روزے رمضان کے بعد محرّم کے روزے ہیں" (۲)

۸۔ شعبان کے روزے

رسول اللہ ﷺ شعبان میں اتنے روزے رکھتے تھے کہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا «اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ ﷺ کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینے میں اتنے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا ۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ رجب اور رمضان کے درمیان ہونے کی وجہ سے غافل ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ پسند ہے کہ جب میرے اعمال اٹھائے جائیں تو میں روزے کی حالت میں ہوں" (۳)

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں جو شعبان کے روزے نہ رکھنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں "جب شعبان نصف کو پہنچ جائے تو تم روزے نہ رکھو یہاں تک کہ رمضان آ جائے" (۴) تو یہ حکم یا تو اس لیے ہے کہ بعض لوگ شعبان کے آخری پندرہ دنوں کو روزوں کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں اور صرف آخری پندرہ دنوں میں روزے رکھتے ہیں اور شروع میں نہیں رکھتے تو ان کو روکا گیا ہے۔ یا پھر یہ حکم اس لیے آیا ہے کہ شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں سے نہ ملایا جائے۔ البتہ جو آدمی آخری پندرہ دنوں کو روزوں کے ساتھ خاص نہیں کرتا اور شعبان کے روزے رمضان کے روزوں کے ساتھ ملاتا بھی نہیں تو اس کے لیے شعبان کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

وہ دن جن کے روزے رکھنا حرام ہیں اور وہ دن جن کے روزے رکھنا مکروہ ہیں۔

پہلے ان دنوں کا بیان جن کے روزے رکھنا حرام ہیں۔

۱۔ دونوں عیدوں کے دونوں دنوں کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (۵)

۲۔ عیدالاضحیٰ کے بعد تین دن، جنہیں ایّامِ تشریق کہتے ہیں، کے روزے رکھنا حرام ہیں۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «تشریق کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں" (۶) البتہ حاجی اگر حج تمتع یا حج قرآن کرنے والا ہو تو قربانی نہ ملنے کی وجہ سے اس کے لیے ان دنوں میں روزے رکھنا جائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "پس جب تم امن کی حالت میں ہو جاؤ تو جو شخص عمرے سے لے کر حج تک تمتع کرے۔ پس اسے جو قربانی میسّر ہواسے کر ڈالے، جسے طاقت ہی نہ ہو تو تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں، یہ پورے دس ہو گئے"

۳۔ شک والے دن کا روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ شعبان کا تیسواں دن ہے جب رات کو بادل اور گردوغبار کی وجہ سے چاند کا نظر آنا ممکن نہ ہو اور پتہ نہ چلے کہ رمضان کا چاند نظر آگیا یا نہیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جس نے شک والے دن روزہ رکھا تو اس نے ابوالقاسم یعنی رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی" (۷)

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو ابن حزیمہ نے روایت کیا ہے۔
(۵) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۷) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن صحیح کا حکم لگایا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-روزے

https://www.al-feqh.com/ur

دوسرا: وہ دن جن کے روزے رکھنا مکروہ ہیں۔

۱۔ صرف رجب کے مہینے کے روزے رکھنا مکروہ ہیں کیونکہ زمانہ جاہلیّت میں اس مہینے کی تعظیم کی جاتی تھی تو اگر صرف اسی مہینے کے روزے رکھے جائیں تو اس میں ان کی روایت اور رواج کو زندہ کرنا ہے۔

۲۔ صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «کوئی بھی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے البتہ وہ آدمی رکھ سکتا ہے جس نے ایک دن اس سے پہلے روزہ رکھا ہو یا ایک دن بعد روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو" [۱]

اور اس آدمی کے لیے بھی جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ نہیں جس کی جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی عادت ہو۔

۳۔ پے در پے روزے رکھنا مکروہ ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پے در پے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے پوچھا «آپ ﷺ توپے در پے رکھتے ہو» رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا "میں آپ جیسا نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے" [۲]

توجیہات/تاویلات

۱۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق عبادت کرے اور کسی ایسے دن روزہ نہ رکھے جس دن شریعت میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہو اور نہ ہی وہ کسی دن کو روزہ کے ساتھ خاص کرے جیسا کہ بعض لوگ رجب کے ستائیسویں کو روزہ کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور بعض لوگ صرف شعبان کے آخری پندرہ دنوں میں روزے رکھتے ہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی فرماتے ہیں «جس کسی نے ہمارے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا تو وہ مردود ہے" [۳]

۲۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کفارہ کی روایات اور شعائر کی تعظیم سے اپنےآپ کو بچائے اور جن دنوں کی وہ تعظیم کرتے ہیں ان کو عبادت کے ساتھ خاص نہ کرے

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲)اس پر امام مسلم اور امام بخاری متفق ہیں۔
(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-روزے

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

لیلۃ القدر

https://www.al-feqh.com/ur

۵ ليلة القدر

مندرجات/مشتملات

ليلة القدر کو ليلة القدر کیوں کہا گیا؟

ليلةالقدر کی فضیلت اور اسکا مرتبہ

ليلة القدر کی کونسی رات ہے؟

ليلة القدر میں جو اعمال مستحب ہیں۔

ليلة القدر کی نشانیاں

ليلة القدر کو ليلة القدر کیوں کہا گیا؟

ا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ليلة القدر کو تعظیم کی وجہ سے ليلة القدر کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ انعام میں فرماتے ہیں «اور اسکا مطلب یہ ہے کہ یہ عزت اور شرافت والی رات ہے کیونکہ قرآن کریم اسی رات میں نازل ہوا اور اسی رات اللہ کے فرشتے برکت، رحمت اور مغفرت نازل ہوتی ہے یا پھر اس لیے ليلة القدر کہا گیا کہ جو آدمی اس رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت میں گزارتا ہے وہ بھی عزت و شرافت والا ہو جاتا ہے»

۲۔ بعض علماء فرماتے ہیں: قدر کا مطلب ہے (تنگی)، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور اس رات کو ليلة القدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں بھی تنگی پائی جاتی ہے اس اعتبار سے کہ یہ کسی پر واضح نہیں کی گئی یعنی معلوم نہیں ہے یا پھر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس رات فرشتوں کی بہتاب کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے"

۳۔ یا قدر (قدر) سے ہے اور اس رات کو ليلةالقدر اس لیے کہتے ہیں کہ اس رات بھی سارے سال کے احکام لکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ دخان میں فرماتے ہیں "اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کی جاتا ہے"

ليلة القدر کی فضیلت اور اسکا مرتبہ

ا۔ اس رات قرآن کریم نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ القدر میں فرماتے ہیں «یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا"

۲۔ یہ وہ رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ القدر ہی میں فرماتے ہیں «یعنی ليلة القدر میں نیک کام ان ہزار مہینوں کے نیک کاموں سے بہتر ہے جس میں ليلة القدر نہ ہو"

۳۔ اس رات اللہ کے فرشتے اور جبرائیلؑ آسمان سے زمین پر اترتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اس (میں ہر کام) کے سر انجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیلؑ) اترتے ہیں اور روح سے مراد جبرائیلؑ ہیں" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ليلة القدر ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے اور اس رات زمین پر ملائکہ کی تعداد کنکریوں سے زیادہ ہوتی ہے" (۱)

۴۔ یہ سلامتی والی رات ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «یہ رات سراسر سلامتی کی رات ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے" یعنی یہ رات تمام کی تمام خیر ہوتی ہے اس میں کسی قسم کا کوئی شر نہیں ہوتا شروع سے لیکر طلوع فجر تک۔

۵۔ یہ برکت والی رات ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے۔ بے شک ہم ڈرانے والے ہیں" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "برکت والی رات سے مراد ليلة القدر ہے"

٦۔اس رات میں آنے والے سال کی بابت موت و حیات اور وسائل زندگی کے فیصلے لوح محفوظ سے اتار کر فرشتوں کے سپرد کر دیے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اسی رات میں ہر ایک کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے"

۷۔ اس رات میں جو ایمان اور نیک نیّت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتا ہے اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

رسول اللہ فرماتے ہیں "جس کسی نے شب قدر میں ایمان اور نیک نیّتی سے اللہ کی عبادت کی اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں" (۲)

(۱) اس حدیث کو ابن حزیمہ نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/ليلة-القدر

کونسی رات لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے؟

اللہ تعالٰی نے اس رات کو چھپا دیا تاکہ مسلمان رمضان کے آخری عشرہ میں خصوصاً آخری عشرہ کے وتر راتوں میں (جو کہ ۲۱،۲۳،۲۵،۲۷ اور ۲۹ کی راتیں ہیں) خوب محنت اور کوشش سے اللہ کی عبادت کرے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو ڈھونڈو» [۱] بعض علماء نے دلائل کی روشنی میں ذکر کیا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہے کبھی ۲۱ کو کبھی ۲۷،۲۵،۲۳ اور کبھی ۲۹ کو ہوتی ہے۔

شب قدر میں مستحب اعمال

۱۔ اعتکاف

اعتکاف صرف شب قدر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ پورے آخری عشرہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں «رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے» [۲]

۲۔ شب قدر ایمان اور نیک نیّتی کے ساتھ جاگ کر اللہ کی عبادت میں گزارنا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «جس کسی نے شب قدر کی رات ایمان اور نیک نیّتی کے ساتھ جاگ کر اللہ کی عبادت میں گزاری اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے» [۳]

۳۔ دعا مانگنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اگر میں نے شب قدر جاگ کر گزاری تو میں اللہ سے کیا دعا مانگوں؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا تم کہو اے اللہ آپ بخشنے والے ہیں اور بخشنے کو پسند فرماتے ہیں۔ پس مجھے بخش دیجیے گا" [۴]

(۱) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۲) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۳) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ اللہ کی عبادت میں محنت اور کوشش کے لیے اپنے اہل و عیال کو اٹھانا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں «جب رمضان کا آخری عشرہ آجاتا تو رسول اللہ ﷺ ہم بستری سے پرہیز کرتے تھے اور رات جاگ کر گزارتے تھے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اللہ کی عبادت کے لیے اٹھاتے تھے» [۵]

شب قدر کی نشانیاں

۱۔ یہ رات نہ گرم ہوتی ہے اور نہ ٹھنڈی یعنی معتدل اور چمک دار ہوتی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «مجھے شب قدر دکھائی گئی پھر مجھے بھلوا دی گئی اور وہ رمضان کے آخری عشرے کے راتوں میں سے ایک رات ہے اور وہ معتدل، چمکدار، نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد رات ہے» [۶]

۲۔ اس رات کی صبح سورج سفیدی کی حالت میں طلوع ہوتا ہے اور اسکی کرنیں نہیں ہوتیں۔

جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے شب قدر کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا «ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ اس رات کی صبح سورج طلوع ہوگا اور اسکی کرنیں نہیں ہونگی» اور امام مسلم کی روایت میں ہے "سورج سفیدی کی حالت میں بغیر کرنوں کے طلوع ہوگا" [۷]

ترغیبات

۱۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں خوب عبادت کریں کیونکہ یہ پورے سال کی راتوں میں بہترین راتیں ہیں۔

۲۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ قیمتی اوقات اور خیر کے مواقع کو لہو و لعب اور بازار میں بغیر کسی حاجت کے گھومنے میں ضائع نہ کرے۔

(۵) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۶) اس حدیث کو ابن حزیمہ نے روایت کیا ہے۔
(۷) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/ليلة-القدر

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

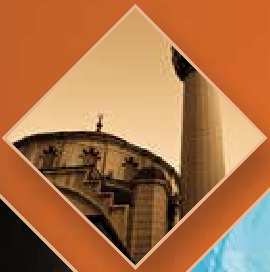

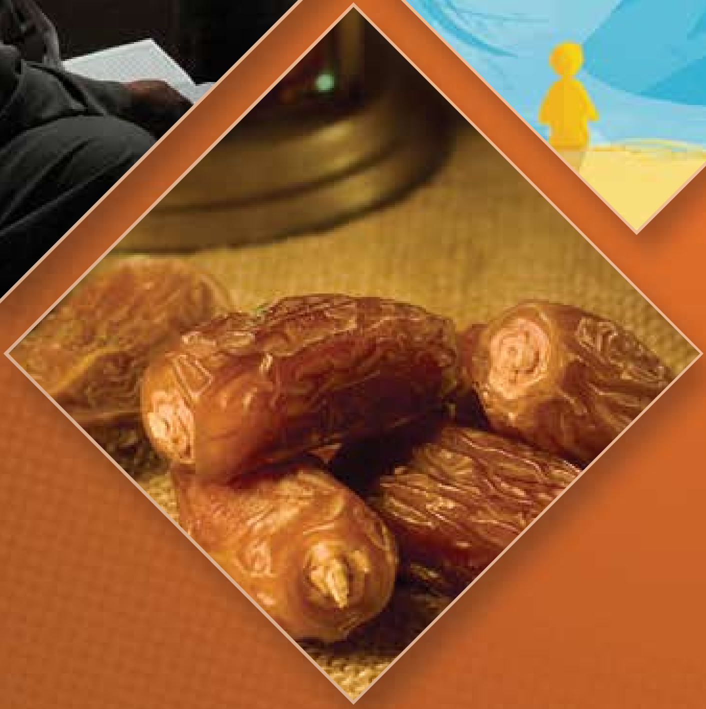

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

اعتکاف

٦ اعتکاف

مندرجات/مشتملات

اعتکاف کی تعریف
اعتکاف کا مشروع ہونا
اعتکاف کا حکم
اعتکاف کی شرطیں
اعتکاف کا وقت یا زمانہ
رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف
اعتکاف کی حکمت
ان چیزوں کا بیان جن کا کرنامعتکف کے لیے جائز ہے۔
اعتکاف کو باطل کرنے والی چیزیں۔

اعتکاف کا لغوی مطلب

اعتکاف لغت میں کسی چیز کو اپنے اوپر لازم کرنے اور اپنی جان کواس میں بند کرنے کو کہتے ہیں۔

اعتکاف شریعت کی اصطلاح میں۔

اللہ کی عبادت کے لیے مسجد اپنے اوپر لازم کرنے کو کہتے ہیں۔

اعتکاف کی مشروعیت

اعتکاف فضیلت کے کاموں اور بڑی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے پردہ فرمانے تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں" [۱]

اعتکاف ہم اور ہم سے پہلی امتوں کے لیے جائز قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتے ہیں "ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو"

اعتکاف کا حکم

اعتکاف ہر وقت سنت ہے اور سب سے بہتر رمضان کا آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کیا کرتے تھے۔[۲]

اعتکاف کی شرطیں

۱۔ اعتکاف کی نیّت کرنا

اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ثواب اور اللہ کی عبادت کی نیت سے مسجد کو لازم پکڑنے کی نیت کر لے کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں «اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہوتا ہے" [۳]

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا جا رہا ہو اس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے بغیر یا علاوہ اعتکاف ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو" اور رسول اللہ ﷺ بھی ہمیشہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔

اور مسجد بھی ایسی ہو جس میں با جماعت نماز ہوتی ہو کیونکہ اگر وہ ایسی مسجد میں اعتکاف کرتا ہے جس میں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو اس سے جماعت کا ترک کرنا لازم آتا ہے اور باجماعت نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر وہ باجماعت نماز پڑھنے کے لیے کسی اور مسجد میں جاتا ہے تو اس سے مسجد سے بار بار نکلنا لازم آتا ہے جو کہ اعتکاف کے مقصود کے خلاف ہے۔ البتہ عورت کا اعتکاف ہر مسجد میں جائز ہے چاہے اس میں باجماعت نماز ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور یہ اس وقت ہے جب عورت کے اعتکاف کرنے سے کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور اگر کسی فتنے کا خطرہ ہو تو پھر اسے اعتکاف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ آدمی اس مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے جس میں جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہو لیکن یہ اعتکاف کے لیے شرط نہیں ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۲) دیکھیے زاد المعاد

(۳) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/اعتکاف

باتصویر جامع مسجد

۳۔ تیسری شرط اعتکاف کرنے والے کے لیے یہ ہے کہ وہ بڑی ناپاکی سے پاک ہو۔

پس جو آدمی غسل میں ہو اس کا اعتکاف جائز نہیں اور اسی طرح جو عورت حیض یا نفاس میں ہوتی ہے وہ بھی اعتکاف نہیں کر سکتی کیونکہ ان کا مسجد میں ٹھہرنا ہی جائز نہیں۔

اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں ہے۔

روزہ اعتکاف کے لیے شرط نہیں ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے اوپر یہ نذر کیا تھا کہ میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرونگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اپنی نذر کو پورا کرو)، اگر روزہ اعتکاف کے لیے شرط ہوتا تو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رات کے وقت اعتکاف ٹھیک نہ ہوتا کیونکہ رات کے وقت روزہ نہیں ہوتا اور اسی طرح ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے شوال کے پہلے دس دنوں میں بھی اعتکاف کیا اور شوال کے پہلے دس دنوں میں عید کا دن بھی آتا ہے جس دن روزہ رکھنا حرام ہے اور اس لیے بھی روزہ شرط نہیں کیونکہ یہ دونوں مستقل عبادتیں ہیں تو ایک کے وجود کے لیے دوسرے کا وجود شرط نہیں۔

اعتکاف کا وقت اور زمانہ

اعتکاف ہر روز اور ہر وقت جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ایک دن یا ایک رات سے کم نہ ہو کیونکہ ایک دن یا ایک رات سے کم وقت کا اعتکاف نہ رسول اللہ ﷺ اور نہ ہی ان کے صحابہ کرام سے منقول ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا بیان۔

رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کے اوقات میں سے سب سے بہتر وقت ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہافرماتی ہیں «رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے پردہ فرمانے تک رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور ان کے بعد ان کی ازواج مطہرات اعتکاف کیا کرتیں تھیں» [۱]

اور جس کسی نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی نیت کی تو وہ اکیسویں رات کے صبح کی نماز اس مسجد میں جس میں اس نے اعتکاف کا ارادہ کیا ہے ادا کرے اور اعتکاف کے لیے بیٹھ جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اس جگہ چلے جاتے تھے جہاں انہوں نے اعتکاف کی نیت کی ہوتی تھی" [۲]

اور رمضان المبارک کے آخری دن کا روزہ افطار کرتے ہی اعتکاف ختم ہو جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وہ عید کی صبح کو مسجد سے نکلے اور یہی بزرگوں سے ثابت ہے۔

اکیسویں رمضان کے طلوع فجر کی تصویر

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی تصویر

آخری رمضان کے سورج غروب ہونے کی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/اعتکاف

اعتکاف کی حکمت کا بیان

اعتکاف کی حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعے آدمی دنیا سے کٹ جاتا ہے، دنیا اور اھل دنیا کے ساتھ مشغولیت سے بچ جاتا ہے اور اللہ کی عبادت کے لیے فارغ ہو جاتا ہے۔ پس اعتکاف کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو بھی اللہ کی عبادت کے لیے فارغ کر دے۔

معتکف کے لیے جائز چیزوں کا بیان

۱۔ ضرورت کی چیز کے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ مثال کے طور پر جب کھانے اور پینے کی چیزیں لانے والا کوئی نہ ہو تو کھانے اور پینے کے لیے نکلنا جائز ہے۔ اور انسانی حاجت کہ پورا کرنے کے لیے بھی نکلنا جائز ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں «جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ کرتے تو اپنے سر مبارک کو میرے قریب کر دیتے تھے اور میں اس میں کنگھی کر دیتی تھی اور پھر وہ انسانی حاجت کے بغیر گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے» [۱]

۲۔ معتکف کے لیے بال سنوارنا ان میں کنگھی کرنا جائز ہے جس پر دلیل پچھلی حدیث ہے۔

۳۔ معتکف لوگوں سے ان کے فائدے کی باتیں کر سکتا ہے اور اسی طرح ان کے حال احوال کے بارے میں پوچھنا بھی جائز ہے البتہ وہ اس طرح کی باتوں میں کثرت سے کام نہ لے کیونکہ اعتکاف کے مقصد کے خلاف ہے۔

۴۔ معتکف کے اہل و عیال اور عزیز و اقارب اس سے ملاقات کے لیے آ سکتے ہیں اور معتکف کے لیے ان کو الوداع کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا جائز ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں رات کے وقت ان کی زیارت اور ملاقات کے لیے آئی اور آپ ﷺ سے باتیں کیں پھر میں واپس لوٹنے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ بھی مجھے گھر تک پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے" [۲]

اعتکاف کو باطل کرنے والی چیزوں کا بیان

۱۔بغیر کسی ضرورت کے قصداً مسجد سے نکلنا اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لیے کیوں نہ ہو اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں «رسول اللہ ﷺ انسانی حاجت کے بغیر گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے» [۳] اور اس لیے بھی کہ مسجد سے نکلنا مسجد میں ٹھہراؤ اور مسجد میں رہنے کو ختم کر دیتا ہے حالانکہ مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کا رکن ہے تو جب رکن ختم ہو جائے گا تو اعتکاف خود بخود ختم ہو جائے گا۔

۲۔ ہمبستری اعتکاف کو باطل کر دیتی ہے اگرچہ رات کے وقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ میں فرماتے ہیں "اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجد میں اعتکاف میں ہو" شہوت کے ساتھ منی کا نکلنا مثال کے طور پر ہاتھ سے منی نکالنا اور بغیر فرج کے عورت کے ساتھ مباشرت کرنا بھی جماع یعنی ہم بستری کے حکم میں ہے۔

۳۔ اعتکاف ختم کرنے کا پُختہ ارادہ کرنا۔

اگر مسلمان نے خاص دنوں میں اعتکاف کی نیت کی پھر اس نے اعتکاف منقطع کر دیا یعنی درمیان میں توڑ دیا تو اس کے لیے اس اعتکاف کی قضاء کرنا جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھ کر مسجد میں اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے اور رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنا خیمہ لگانے کا حکم دیا جو لگا دیا گیا اور باقی ازواج مطہرات نے بھی اپنے اپنے خیمے لگانے کا حکم دیا جو لگا دیے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور خیموں کی طرف دیکھا تو ہر طرف خیمے ہی خیمے تھے پس رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم نیکی چاہتیں ہو؟ پس اپنا خیمہ گرانے کا حکم دیا جو کہ گرا دیا گیا اور رمضان المبارک میں اعتکاف چھوڑ کر شوال کے پہلے دس دنوں میں اعتکاف فرمایا یعنی رمضان والے اعتکاف کی قضا کی"اور ایک روایت میں ہے کہ "شوال کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا" [۴]

۴۔ اعتکاف کرنے والا مریض کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ ہی جنازے میں شریک ہو سکتا ہے اور اعتکاف کی جگہ میں وہ اللہ کی عبادت کے لیے ساری دنیا سے منقطع ہو جاتا ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/اعتکاف

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

زکوٰۃ کا حکم اور شروط

https://www.al...gh.com/ur/زکوٰۃ-کا-حکم-اور-شروط

https://www.al-feqh.com/ur

۱ زکوۃ کا حکم اور اسکی شرائط

مندرجات/مشتملات

زکوہ کی تعریف

زکوہ کا مرتبہ اور مقام

زکوہ نہ دینے ولے کا حکم

زکوہ کے وجوب کی حکمت

زکوہ کی فضیلت

وہ اموال جن میں زکوہ واجب ہوتی ہے۔

زکوہ کے وجوب کی شرائط۔

زکوۃ کی لغوی تعریف

زکوۃ لغت میں نشونما اور اضافے کا نام ہے۔

زکوۃ فقہ کی اصطلاح میں

مال کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو خاص وقت میں خاص لوگوں کے لیے نکالا جاتا ہے۔

اسلام میں زکوۃ کا مرتبہ اور مقام

زکوہ اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور پانچ ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا «اور نماز قائم کرواور زکوۃ ادا کرو» اور رسولؐ نے فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت پڑھنا یعنی گواہی دینا کہ نہیں ہے معبود برحق مگر اللہ کی ذات اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا" [۱]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

زکوۃ دینے والے کا حکم

زکوۃ نہ دینے والے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں بعض لوگ بخل کی وجہ سے زکوۃ ادا نہیں کرتے اور بعض لوگ زکوۃ کی فرضیّت کے انکاری ہونیکی وجہ سے ادا نہیں کرتے۔

وہ لوگ جو زکوۃ کی فرضیّت سے انکاری ہونے کی وجہ سے زکوۃ ادا نہیں کرتے۔

جس شخص نے زکوۃ کی فرضیّت کا علم ہونے کے باوجود زکوۃ کی فرضیّت سے انکار کیا تو اسکے کافر ہونے پر پوری امّت مسلمہ کا اجماع ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اسکے رسولؐ کو جھٹلایا ہے۔

بخل کی وجہ سے زکوۃ ادا نہ کرنے والا

جس کسی نے بخل کی وجہ سے زکوۃ ادا نہیں کی توگناہ کبیرہ کے ارتکاب کے ساتھ ساتھ یہ رقم بلکہ اس سے زیادہ کسی اور ذریعے سے اس سے نکال لی جاتی ہے اور اسکی زکوۃ بھی ادا نہیں ہوتی۔ رسولؐ اللہ زکوۃ ادا نہ کرنے والے کے بارے میں فرماتے ہیں «ہر وہ آدمی جو اتنے سونے اور چاندی کا مالک ہو جس پر زکوہ واجب ہوتی ہے اور وہ زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو اسکے لیے ان سے آگ کے تختے بنائے جائینگے

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کا-حکم-اور-شروط

اور ان کو جہنّم کی آگ میں گرم کر کے ان کے ذریعے اس کے دائیں بائیں جانب، پیٹھ اور پیشانی کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈے ہو جائیں گے تو دوبارہ گرم کر کے داغا جائے گا۔ ایک دن میں جس کی مقدارپچاس ہزار سال کے برابر ہو گی؛ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائیگا اور ان کو انکا راستہ دکھا دیا جائےگا (یا جنّت کی طرف یا جہنّم کی طرف) اور اگر کوئی زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے لڑائی پر اتر آیا تو اسکے ساتھ قتال کیا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور زکوۃ ادا کرنا شروع کردے " کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں "اگر انہوں نے توبہ کرلی اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا شروع کردی۔ پس انکے راستے خالی کردو۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے" اور رسولؐ اللہ کے قول کی وجہ سے "مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جہاد کروں جب تک وہ کلمہ نہیں پڑھ لیتے اور نماز اور زکوۃ کیا ادائیگی نہیں شروع کر دیتے۔ اور اگر انہوں نےیہ کر لیا تو انہوں نے اپنے خون اور مالوں کو اسلام کی وجہ سے محفوظ کر لیا اور انکا حساب اللہ پر ہے"[۱]

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے ساتھ جہاد کیا تھا اور فرمایا "خدا کی قسم میں ضرور جہاد کرونگا اسکے ساتھ جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ بے شک زکوۃ مال کا حق ہے اور خدا کی قسم اگر انہوں نے ایک بھی رسی (جو وہ رسولؐ اللہ کو زکوۃ میں دیتے تھے) کو زکوۃ میں دینے سے انکار کر دیا تو میں انکے ساتھ اسکو روکنے اور زکوۃ میں نہ دینے کی وجہ سے جہاد کروں گا۔"[۲]

زکوۃ کے واجب ہونیکی حکمت

۱۔ غلطیوں گناہوں اور بخل سے انسانی نفوس کو پاک کرنا، اللہ عزّوجل فرماتے ہیں «اے محمدؐ ان کے اموال میں سے صدقہ لو جو کہ ان کو گناہوں سے پاک کر دے گا"

۲۔ مال میں زیادتی، پاکی اور برکت کے لیے کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "صدقہ مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا"[۳]

۳۔ اللہ کے احکام کی فرمانبرداری میں بندے کا امتحان لینے کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ بندہ اللہ کی محبّت کومال کی محبّت پر ترجیح دیتا ہے یا نہیں؟

۴۔ فقیر سے ھمدردی کے لیے اور غریبوں کی حاجت روی کے لیے اور یہی وہ چیز ہے جس سے انسانوں کے درمیان محبّت پیدا ہوتی ہے اور اجتماعیّت کی ایک بہترین مثال قائم ہوتی ہے۔

۵۔ اور اللہ عزّوجل کے راستے میں خرچ کی عادت ڈالنے کے لیے۔

زکوۃ کی فضیلت

۱۔ زکوۃ کی ادائیگی اللہ کی رحمت کے حصول کا سبب ہے۔اللہ عزّوجل فرماتے ہیں۔ "تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں"

۲۔ زکوۃ کی ادائیگی اللہ کی نصرت اور مدد کے حقدار ہونے کی شرط ہے۔ اللہ عزّوجل فرماتے ہیں "اور اللہ مدد کرتے ہیں ان لوگوں کی جو اللہ کی مدد کرتے ہیں۔ بے شک اللہ طاقتور اور غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ عزّوجل کے اختیار میں ہے"

۳۔ زکوہ اور اسکی ادائیگی انسان کے گناہوں اور غلطیوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "صدقہ گناہ کو اس طرح ختم کردیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتی ہے یعنی ختم کر دیتی ہے"[۴]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔
(۴) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کا-حکم-اور-شروط

https://www.al-feqh.com/ur

وہ اموال جن پر زکوۃ واجب ہے

زمین سے نکلی ہوئی چیزوں پر زکوۃ واجب ہے۔

سونا اور چاندی پر زکوۃ واجب ہے۔

تجارت کے سامان پر زکوۃ واجب ہے۔

جانوروں پر زکوۃ واجب ہے۔

زکوۃ کے واجب ہونیکی شرائط

پہلی شرط: زکوۃ کی ادائیگی کے لیے اسلام ہے۔

کافر زکوۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کے اعمال قبول نہیں کرتا۔

دوسری شرط: آزادی ہے

غلام پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ اسکا مال اسکے مالک کا مال ہوتا ہے۔

تیسری شرط: نصاب کا مالک ہونا۔

نصاب کس کو کہتے ہیں۔

نصاب مال کی معلوم مقدار کو کہتے ہیں۔ جب مال اس مقدار کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوٰۃ-کا-حکم-اور-شروط

https://www.al-feqh.com/ur

نصاب کی شرطیں۔

ا۔ جن ضروریات کے بغیر انسان کا چارہ نہیں، جیسے کھانے پینے کی چیزیں، پہننے یعنی لباس اور سکونت کی جگہ سے زائد مال کو نصاب کہتے ہیں۔ کیونکہ زکوۃ غریبوں کے ساتھ ہمدردی کے لیے واجب ہوئی ہے تو اسکے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ دینے والا محتاج نہیں ہونا چاہیے۔

ب۔ دوسری شرط یہ ہے کہ نصاب پر ایک خاص آدمی کی پوری ملکیّت ہونی چاہیے یعنی وہ مال جو کسی خاص آدمی کی ملکیّت نہ ہو اس پہ زکوۃ نہیں ہے۔ مثال کے طور پر وہ مال جو مسجد بنانے کے لیے جمع کیا گیا ہوتا ہے، وہ مال جو مصالح عامہ کے لیے خاص کیا گیا ہوتا ہے یا وہ مال جو فلاحی تنظیموں کی صندوقوں میں پڑا ہوتا ہے۔

سال

(حول) پورے ہجری سال کو کہتے ہیں۔

جب نصاب پر مالک کی ملکیّت کے پورے بارہ مہینے گزر جائیں تو اسکو (حول) کہتے ہیں۔ اور سال کا گذرنا سونے، چاندی، تجارت کے مال، اونٹ، گائے، بیل اور بکریوں پہ شرط ہے۔ البتہ کھیتی، پھلوں، معدنیات اور خزانوں میں سال کا گذرنا شرط نہیں ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کا-حکم-اور-شروط

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

زمین سے نکلنے والی چیز کی زکوٰۃ

https://www.al-feqh.com/ur/زمین-سے-نکلنے-والی-چیز-کی-زکوۃ

https://www.al-feqh.com/ur

۲ زمین سے نکلی ہوئی چیزوں پر زکوۃ

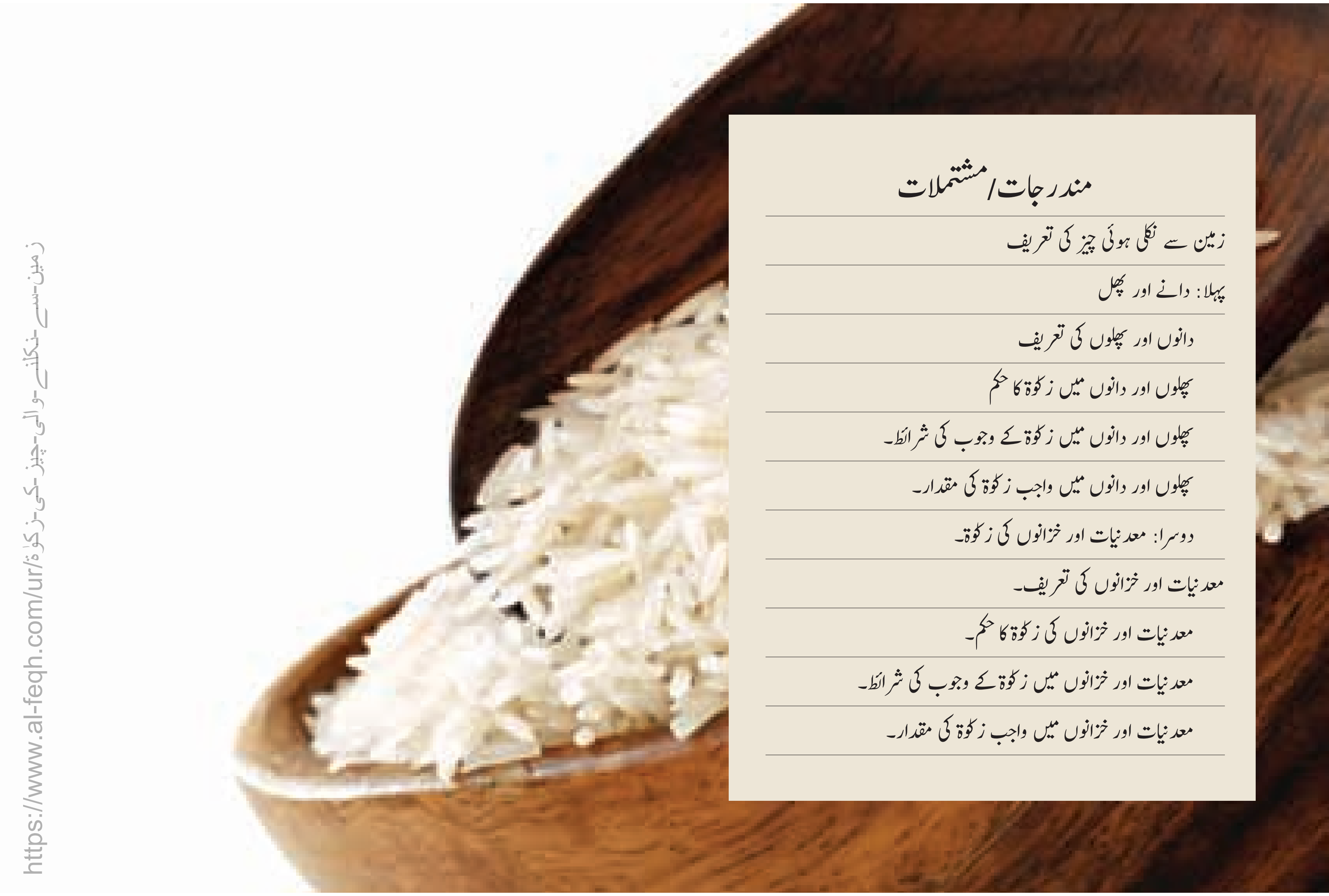

مندرجات/مشتملات

زمین سے نکلی ہوئی چیز کی تعریف
پہلا: دانے اور پھل
دانوں اور پھلوں کی تعریف
پھلوں اور دانوں میں زکوۃ کا حکم
پھلوں اور دانوں میں زکوۃ کے وجوب کی شرائط۔
پھلوں اور دانوں میں واجب زکوۃ کی مقدار۔
دوسرا: معدنیات اور خزانوں کی زکوۃ۔
معدنیات اور خزانوں کی تعریف۔
معدنیات اور خزانوں کی زکوۃ کا حکم۔
معدنیات اور خزانوں میں زکوۃ کے وجوب کی شرائط۔
معدنیات اور خزانوں میں واجب زکوۃ کی مقدار۔

https://www.al-feqh.com/ur/زمین-سے-نکلنے-والی-چیز-کی-زکوۃ

زمین سے نکلی ہوئی چیزیں

ہر وہ چیز جو زمین سے نکلے اور اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو تو اس پہ زکوۃ واجب ہے۔

زمین سے نکلنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں: دانے اور پھل، معدنیات اور خزانے۔

پہلا: دانے اور پھل

دانے

دانوں سے مراد ہر وہ دانہ ہے جو ذخیرہ کیا گیا ہو جیسے جو اور گندم کے دانے اور ان دونوں کے علاوہ اور دانے وغیرہ۔

پھل

ہر وہ پھل جو ذخیرہ کیا گیا ہو جیسے کھجور، خشک انگور یعنی کشمش اور بادام وغیرہ۔

پھل پھلوں اور دانوں کی زکوۃ کا حکم۔

پھلوں اور دانوں پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ اللہ فرماتے ہیں «اور جب یہ مختلف درخت پھل دار ہو جائیں تو پھلوں کے کاٹتے ہی اس میں سے زکوۃ ادا کرو» اور رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «اس زمین میں عشر ہے جسکو بارش، چشمے اور نہروں کا پانی سیراب کرے اور بیسواں حصّہ یعنی آدھا عشر ہے اس زمین میں جسکو حوض کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہو"[۱]

دانوں اور پھلوں میں زکوۃ واجب ہونے کی شرائط

۱۔ ان کو محفوظ اور ذخیرہ کی گیا ہو اگر اسکو ذخیرہ نہ کیا گیا ہو بلکہ روز مرّہ کی استعمال کے لیے ہو تو اس میں زکوۃ نہیں ہے کیونکہ اسکی مالیّت پوری نہیں ہوتی اس لیے کہ اس سے مالی فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا۔

۲۔ یہ چیزیں مکیلی ہوں اور وہ یہ کہ وسق کے ذریعے انکی مقدار معلوم کی گئی ہو۔ یعنی ان پر مطلقاً زکوۃ واجب نہیں بلکہ ایک مقدار تک پہنچنے کے بعد ان پر زکوۃ ہے کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «دانوں اور کھجوروں میں اس وقت تک صدقہ نہیں ہے جب تک انکی مقدار پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے"[۲] اور اگر وہ مکیلات میں سے نہ ہوں جیسے سبزیاں، تو ان پہ زکوۃ نہیں ہے۔

۳۔ آدمی کے زمین میں اگانے سے اُگی ہوں۔ خودبخود اگنے والی چیزوں پہ زکوۃ نہیں ہوتی۔

۴۔ انکی مقدار نصاب کو پہنچ گئ ہو اور وہ نصاب کی مقدار پانچ وسق ہے۔ رسولؐ اللہ کے قول کی وجہ سے دانوں اور کھجوروں میں اس وقت صدقہ نہیں ہے جب تک ان کی مقدار پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے۔ پس نصاب ۳۰۰ نبوی صاع ہوگا اور یہ بہترین گندم کے ۶۱۲ کجم کے برابر ہے۔ نصاب پورا کرنے کے لیے ایک جنس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو ملا لیا جائے گا۔ مثال کے طور پر نصاب پورا کرنے کے لیے کھجوروں کی مختلف اقسام کو ملا لیا جائے گا لیکن مختلف اجناس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو آپس میں نہیں ملایا جائے گا۔ مثال کے طور پر گندم کو جو کے ساتھ اور گندم کو کھجور کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

دانوں اور پھلوں پر زکوۃ واجب ہونے کا وقت۔

جب دانے سخت ہو جائیں تو ان پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اور پھل جب کھانے کے قابل ہو جائیں تو ان پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اور جس کسی نے پھل اور دانے زکوۃ واجب ہونیکے بعد بیچ دیے تو زکوۃ بیچنے والے پر واجب ہے کیونکہ زکوۃ کے وجوب کے وقت وہ ہی مالک تھا۔

دانوں اور پھلوں پر واجب زکوۃ کی مقدار

۱۔ ان زمینوں سے نکلنے والی چیزوں میں عشر ہے جو بغیر تکلیف اور محنت کے سیراب ہوتی ہوں جیسے بارشوں اور چشموں سے سیراب ہونے والی زمینیں۔

۲۔ ان زمینوں میں نصف عشر یعنی بیسواں ہے جو محنت اور مشقّت سے سیراب ہوتی ہوں جیسے کنوؤں اور حوضوں سے سیراب ہونیوالی زمینیں۔

۳۔ وہ زمینیں جو دونوں سے سیراب ہوتی ہوں یعنی کبھی بارش اور چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور کبھی حوضوں اور کنوؤں سے ہوتی ہوں،ان میں تین ربع عشر ہے یعنی (۷،۵٪) عشر ہے۔ اس پر دلیل رسولؐ اللہ کا وہ قول ہے جس میں فرماتے ہیں "جس زمین کو بارش، نہروں اور چشموں سے سیراب کیا جاتا ہو اس میں عشر ہے اور جس کو اونٹ کے ذریعے پانی نکال کر سیراب کیا جاتا ہو، اس میں نصف عشر ہے"[۳]

(۳) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زمین-سے-نکلنے-والی-چیز-کی-زکوۃ

دانوں اور پھلوں کا ضائع ہونا۔

اگر دانے اور پھل خود بخود ضائع ہو گئے تو ان پر زکوۃ نہیں ہے۔اور اگر زکوۃ واجب ہونے کے بعد قصدا اور تجاوزا انکو ضائع کی گیا ہو تو زکوۃ ساقط نہیں ہو گی بلکہ اسکا ادا کرنا واجب ہوگا۔

شہد میں زکوۃ

ابن عبد البر رحمہ اللہ جمہور سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "شھد میں زکوۃ نہیں ہے اور یہ ٹھیک بات بھی ہے کیونکہ شھد پہ زکوۃ کے وجوب پر نہ قرآن میں کوئی دلیل ہے اور نہ ہی سنّت رسولؐ میں اور اصل ہر چیز میں زکوہ کا واجب نہ ہونا ہے جب تک کہ زکوۃ کے وجوب پر دلیل قائم نہ ہو جائے"

https://www.al-feqh.com/ur/زمین-سے-نکلنے-والی-چیز-کی-زکوۃ

https://www.al-feqh.com/ur

زمین-سے-نکلنے-والی-چیز-کی-زکوۃ/https://www.al-feqh.com/ur

دوسرا: معدنیات اور خزانے ہیں

معدنیات

معدنیات ان چیزوں کو کہتے ہیں جو زمین کی جنس میں سے نہیں ہوتیں اور زمین سے نکلتی ہیں۔ جیسے سونا، چاندی،لوہا،جواھرات اور وہ خام مال جو زمین سے نکلتا

خزانے

خزانہ اس مال کو کہتے ہیں جسکو انسان اپنے ہاتھ سے زمین میں دفن کر دیتا ہے جیسے سونا چاندی وغیرہ

معدنیات اور خزانوں کی زکوۃ کا حکم۔

معدنیات اور خزانوں پہ زکوۃ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے ایمان والو ان پاک اموال میں سے جو تم کھاتے ہو اور جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے" اور رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "اور خزانوں میں خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا کرو"[۱]

خزانہ کی زکوۃ کی شرائط

خزانہ کی زکوۃ میں کوئی شرط نہیں ہے۔ جب انسان اسکا مالک بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ زکوۃ ادا کرے۔

معدنیات اور خزانوں میں واجب زکوۃ کی مقدار

معدنیات اور خزانے چاہے تھوڑے ہوں یا زیادہ انکا پانچواں حصّہ زکوۃ میں دینا واجب ہے کیونکہ رسولؐ اللہ کے قول میں ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں «خزانے میں خمس ہے»[۲]

خام سونے کی تصویر

خام چاندی کی تصویر

خام پیتل کی تصویر

خام لوہے کی تصویر

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

عبادات کی باتصویر فقہ

احکامِ اسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نقدی مال کی زکوٰۃ

https://www.feqh.com

https://www.al-feqh.com/ur

سونے اور چاندی کی زکوۃ/نقود کی زکوۃ

مندرجات/مشتملات

نقدی کی تعریف
نقدی کی زکوۃ کا حکم
نقدی میں زکوۃ کے واجب ہونے کی شرائط۔
نقدی کا نصاب
واجب زکوۃ کی مقدار
زیورات کی زکوۃ
سونے اور چاندی کے زیورات
سونے اور چاندی کے علاوہ زیورات

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوۃ

نقود سے کیا مراد ہے؟

نقود سے مراد سونے اور چاندی، رائج الوقت سکّے اور آجکل استعمال ہونیوالے کاغذی پیسے ہیں۔

نقود کی زکوۃ کا حکم

نقود میں زکوۃ واجب ہے کیونکہ اللہ فرماتے ہیں «اور وہ لوگ جو سونے اور چاندی کو ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں درد ناک عذاب کی خوشخبری سنا دو" اور رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "ہر وہ آدمی جو سونے اور چاندی کا مالک ہو اور زکوۃ نہ دیتا ہو تو اسکے اس مال کو قیامت کے دن جہنّم کی آگ میں پگھلا کرتختے بنائے جائیں گے اور ان کے ذریعے اس کے دائیں، بائیں، پیشانی اور پیٹھ کو دن میں داغا جائے گا جو پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا اور جب وہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو پھر داغا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور جنّت یا جہنّم کا راستہ دکھا دیا جائیگا۔"(١)

(١) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

نقود میں زکوۃ کے واجب ہونیکی شرائط۔

١۔ ان پر سال کا گذرنا
٢۔ ان پر ملکیت کا تام ہونا
٣۔ نصاب کو پہنچنا۔

نقود کے زکوۃ کا نصاب

١۔ سونے کا نصاب ٢٠ دینار ہے یعنی ٨٥ گرام۔ اور سونے کا ایک دینار ٤ گرام اور ایک چوتھائی ہوتا ہے تو سونے کا نصاب ٢۵. ٤× ٢٠= ٨٥ گرام خالص سونا ہو گیا۔

٢۔ چاندی کا نصاب ٢٠٠ درھم ہے یعنی ۵٩۵ گرام ہے اور چاندی کا ایک درھم ٢٫٩٧۵ گرام کا ہوتا ہے اور جب ٢٫٩٧۵ کو ٢٠٠ کے ساتھ ضرب دیتے ہیں ۵٩۵ گرام بن جاتا ہے جو کہ خالص چاندی کا نصاب ہے۔

٣۔ رائج الوقت سکے اور کاغذی پیسوں میں نصاب کا تعیّن سونے اور چاندی کے نصا ب کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ یعنی اگر ان کے ذریعے

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوۃ

کاغذی پیسوں کی تصویر

چاندی کی تصویر

سونے کی تصویر

دونوں میں سے کسی ایک کے نصاب کو خریدا جا سکتا ہوا تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک گرام سونے کی قیمت ۳۰ ڈالر ہو تو۸۵×۳۰=۲۵۵۰ ڈالر پہ زکوۃ واجب ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوۃ

نقود میں واجب مقدار کی زکوۃ

سونا چاندی اور رائج الوقت سکے اور پیسوں میں عشر کا چوتھائی زکوۃ واجب ہوتی ہے یعنی چالیسواں حصہ۔

پس ہر ۲۰ سونے کے دینار پرآدھا دینار زکوۃ دی جائے گی اور اسی ترتیب سے آگے چلیں گےزیادہ ہوں یا کم۔ اور ہر ۲۰ درہم چاندی پہ ۵ درھم زکوۃ دی جائے گی اور جو زیادہ ہو گا اسکی زکوۃ اسی ترتیب سے نکالیں گے۔ کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «جب آپکے پاس ۲۰۰ درہم ہو جائیں اور ان پر سال گذر جائے تو ان پہ پانچ درہم زکوۃ واجب ہے اور سونے میں اس وقت تک آپ پر کچھ نہیں جب تک وہ ۲۰ دینار کو نہ پہنچ جائے۔ اور جب ۲۰ دینار کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس میں آدھا دینار زکوۃ واجب ہے اور جو اس سے زیادہ ہو گا اس کی زکوۃ اسی ترتیب سے ادا کی جائیگی۔"[۱]

تطبیقی مثال

۹۰۰۰ ڈالر پر ایک آدمی کی ملکیت میں سال گذر گیا تو کیا اس پر زکوۃ واجب ہے؟

پہلے ہم زکوۃ کے نصاب کا حساب لگائیں گے سونے اور چاندی کے نصاب کی بنیاد پر جیسے کہ نیچے دیا گیا ہے۔

خالص سونے کا نصاب ۸۵ گرام ہے۔

جس دن ان ۹۰۰۰ ڈالر کا سال پورا ہوا تھا تو ایک گرام خالص سونے کی قیمت ۳۰ ڈالر تھی۔

۸۵ کو ۳۰ سے ضرب دینے سے ۲۵۵۰ ڈالر بنتے ہیں۔ اگر کسی آدمی کے پاس اتنے ڈالر ہیں اور ان پر سال گذر گیا تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔اور اس آدمی کے پاس تو اس سے دو، تین گنا زیادہ ہیں۔ اس لیے اس پر زکوۃ واجب ہے۔ پھر ہم اس زکوۃ کی مقدار معلوم کریں گے جس کا نکالنا واجب ہے۔ زکوۃ کی مقدار ہر ۱۰۰ روپے میں ۲ء۵ روپے ہے۔

جب ۹۰۰۰ کو ۲ء۵ سے ضرب دے کر ۱۰۰ سے تقسیم کریں گے تو ۲۲۵ روپے یا ڈالر بنتے ہیں تو اس آدمی پر ۲۲۵ ڈالر زکوۃ نکالنا واجب ہو گی۔

(۱) اس حدیث کو امام ابو داوٗد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

اوپر کی مثال میں ہم نے نصاب کا حساب لگایا۔ اس اعتبار سے کہ جس دن ڈالر زیر سال گزرا اس دن ہم نے ایک گرام سونے کی قیمت ۳۰ ڈالر فرض کی ہے۔ اور شکل کے ساتھ اسکی وضاحت بھی کی ہے۔

۸۵ — سونے کے گرام کے اعتبار سے نصاب کی مقدار کی شکل

x

۳۰ — سونے کے گرام کے اعتبار سے نصاب کی مقدار کی شکل

=

۲۵۵۰ — قینقود کے ساتھ نصاب کی قیمت کی شکلیۃ النِّصاب بالنقد

$۲۵۵۰

زکوۃ کی وہ مقدار جسکا نکالنا واجب ہے اور جس کی مالیت ۲٫۵ روپے کے برابر ہوتی ہے کی شکل

۹۰۰۰
x
۲٫۵

÷

$۲۲۵=

واجب زکوۃ کے نکالنے کی شکل

سونے اور چاندی کا ایک دوسرے سے ملانا

جب کوئی آدمی سونے اور چاندی کا مالک بن جائے لیکن دونوں میں سے کوئی ایک بھی نصاب کی مقدار کو نہ پہنچتی ہو تو راجح یہ ہے کہ اس پر زکوۃ نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سونے کی زکوۃ علیحدہ سے نکالے گا اور چاندی کی علیحدہ سے۔ نصاب پورا کرنے کے لیے ایک کو دوسرے سے نہیں ملائے گا کیونکہ یہ دونوں مختلف جنسیں ہیں۔ اور نصاب پورا کرنے کے لیے ان دونوں یعنی سونا اور چاندی کو آپس میں ملانے پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ اور رسولؐ اللہ بھی فرماتے ہیں «کہ پانچ اوقیہ سے کم میں زکوۃ نہیں ہے"[1] اور اگر کسی نے سونے اور چاندی کو جمع کر دیا تو ہر پانچ اوقیہ سے کم پر بھی زکوۃ واجب ہو گی۔

زیورات کی زکوۃ

زیورات کی دو قسمیں ہیں
سونے اور چاندی کے زیورات
اور ان کے علاوہ کے زیورات

سونے اور چاندی کے زیورات

پہلی قسم ان زیورات کی ہے جو ذخیرہ اندوزی کے لیےبنائے جاتے ہیں یا تجارت کی غرض سے بنائے جاتے ہیں تو ان پہ زکوۃ واجب ہے۔
دوسری قسم ان زیورات کی ہے جو استعمال کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آپ کو بری الذمہ کرنے کے لیے

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوۃ

https://www.al-feqh.com/ur

چاندی کے زیورات کی تصویر

سونے کے زیورات کی تصویر

زکوۃ دے دی جائے۔ رسولؐ اللہ کے پاس ایک عورت آئی جسکے ساتھ اسکی بیٹی تھی جسکے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے تو رسولؐ اللہ نے اس سے پوچھا کیا آپ نے اسکی زکوۃ دی ہے تو اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا» کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ اللہ ان دونوں کو قیامت کے دن آگ کے کنگن میں تبدیل کر دے؟«[۱] راوی کہتا ہے یہ بات سنتے ہی اس عورت نے کنگن اتار دیے اور رسولؐ اللہ کے سامنے رکھ دیے اور کہا یہ دونوں اللہ اور اسکے رسول کے لیے ہیں"[۲] یعنی اللہ کے راستے میں صدقہ کر دیے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ استعمال ہونیوالے زیورات میں زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ وہ مال نہیں ہے جس میں زیادتی مقصود ہوتی ہے۔ بلکہ یہ تو شخصی مال و متاع میں سے ہے جس کو وہ استعمال کرتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مثال کے طور پر کپڑے اور دوسرا مال و متاع جو شخصی ضروریات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ عورت کی زیب و زینت کی ضروریات میں سے بھی ہے اور زکوۃ تو اس مال میں واجب ہوتی ہے جس میں زیادتی مقصود ہوتی ہے اور وہ زیادتی کے قابل بھی ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تجارتی مال میں زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ شخصی ضروریات میں استعمال ہونے والے مال میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ اور احتیاط اسی میں ہے کہ جو زیورات زیب و زینت کے لیے بنائے گئے ہوں ان میں زکوۃ دے دینی چاہیے تاکہ انسان بری الذمہ ہو جائے اور اللہ تعالٰی کو حقوق میں سے کوئی حق اس کے ذمّہ نہ رہے۔ رسولؐ اللہ کے اس قول کی وجہ سے "چھوڑ دو ترک کر دو اس چیز کو جو شک میں ڈالے اس چیز کے لیے جو شک میں نہ ڈالے"

(۱) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوٰۃ

وہ زیورات جو سونے اور چاندی کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنائے گئے ہوں۔

جیسے ہیرے، یاقوت اور موتی وغیرہ کے زیورات اگرچہ ان کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے ان پہ زکوۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کو تجارت کی غرض سے بنایا گیا ہو تو پھر یہ مال تجارت میں شامل ہوں گے اور ان پر زکوۃ ہو گی جس طرح دوسرے مال تجارت میں ہوتی ہے۔

موتیوں کی تصویر

یاقوت کی تصویر

ہیروں کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/نقدی-مال-کی-زکوٰۃ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اہل اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی

سجاد احمد

سامان تجارت کی زکات

سامان-تجارت-کی-ز

https://www.al-feqh.com/ur

تجارت کے سامان کی زکوۃ

مندرجات/مشتملات

تجارت کے سامان کی تعریف

تجارت کے سامان کی زکوۃ کا حکم

تجارت پہ زکوۃ کے وجوب کی شرائط

تجارت کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ۔

اس خام مال کی زکوۃ جو کسی چیز کے بنانے میں کار آمد ہو۔

مال کی وہ قسمیں جن پہ زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔

حصّوں کی زکوۃ

حصّوں کی تعریف

حصوں کی زکوۃ کا حکم

تجارت کا سامان

تجارت کا سامان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو منافع کی نیّت سے خرید و فروخت کے لیے تیار کیا گیا ہو۔

تجارت کے سامان کو عروض اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔ کبھی کیا ہوتا ہے اور کبھی کیا۔ کیونکہ تاجر کا مقصود خاص مال نہیں ہوتا بلکہ اسکا مقصد وہ منافع ہوتا ہے جو اسکو نقود کی شکل میں ملتا ہے۔ تجارت کا سامان پیسوں یعنی نقود کے علاوہ اموال کی تمام اقسام کو شامل ہے جیسے گاڑیاں، سلے ہوئے کپڑے، ان سلے کپڑے لوہا اور لکڑی وغیرہ یعنی ہر وہ چیز جو تجارت کی غرض سے بنائی گئی ہو۔

لوہے کی تصویرید

کپڑوں کی تصویر

گاڑی کی تصویر

لکڑیوں کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوۃ/

https://www.al-feqh.com/ur

تجارت کے سامان میں زکوۃ کا حکم

تجارت کے سامان کی زکوۃ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اے ایمان والو تم خرچ کیا کرو ان پاک اموال میں سے جو تم کھاتے ہو"۔ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد تجارت کے سامان کی زکوۃ ہے۔ اللہ عزّوجل سورۃ توبہ میں فرماتے ہیں "اے محمدؐ ان کے اموال میں سے صدقہ لو تاکہ وہ صدقہ ان کے اموال کو پاک کر دے" اور تجارت کا سامان ہی وہ چیز ہے جس پر اموال کی تعریف سو فصد صادق آتی ہے۔ اس لیے اس میں زکوۃ واجب ہے۔

تجارت کے سامان میں زکوۃ کے وجوب کی شرائط۔

۱۔ تجارت کے سامان کی قیمت نصاب تک پہنچی ہوئی ہو اور نصاب کا تعیّن سونے اور چاندی کے نصاب کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

۲۔ اس پر سال گذر چکا ہو۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ تجارت کی غرض سے تیار کیا گیا ہو اور وہ یہ کہ اس میں منافع اور کمائی کا مقصد اور ارادہ کیا گیا ہو کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «تمام اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے»۔[1]

اگر کسی آدمی نے پہلے تجارت کی نیّت کی پھر وہ نیّت تبدیل کر کے اس سامان کو ذاتی استعمال میں لانے کی نیّت کر لی تو سال ٹوٹ جائیگا اور اسکا اعتبار نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر اس نے دوبارہ تجارت کی نیّت کر لی تو سال کے دنوں کا شمار نئے سرے سے کیا جائیگا یعنی اس کی نیّت کے وقت سے سال شروع ہو گا۔ لیکن اگر اس نے زکوۃ سے بچنے کے لیے تجارت کی نیّت ترک کی تو پھر اسکا یہ حیلہ نہیں چلے گا اور سال برقرار رہے گا اور اس پر زکوۃ واجب ہو جائے گی۔

مثال کے طور پر اگر کسی نے محرم کے مہینے میں تجارت کی نیّت سے زمین خریدی اور شعبان کے مہینے میں اس نے اپنی نیّت تبدیل کر دی اور اس زمین پر رہنے کے لیے مکان بنانے کا ارادہ کر لیا تو سال منقطع ہو جائیگا۔ پھر اگر اس نے اس زمین کے بارے میں شوال میں دوبارہ تجارت کی نیّت کر لی تو سال کا شمار نئے سرے سے یعنی اس کی نیّت کے دن سے کیا جائیگا۔ لیکن اگر اس نے یہ سارا کام زکوۃ سے چھٹکارے کے لیے کیا تو پھر اس کا یہ حیلہ نہیں چلے گا۔ بلکہ اس پر زکوۃ واجب ہو گی۔

تجارت کے سامان سے زکوۃ نکالنے کا طریقہ

جب سال گذر جائے تو جو سامان بیچنے کے لیے خریدا تھا اسکی بازار میں اس وقت کی قیمت کے مطابق قیمت لگائی جائے گی۔ تو پھر فقیر اور غریب کی ضرورت کے مطابق اس میں سے یا اسکی قیمت میں سے زکوۃ نکالی جائیگی۔

تاجر تجارت کے سامان کی زکوۃ کیسے شمار کرے گا؟

۱۔ جو کچھ اسکے پاس ہے اسکی موجودہ قیمت کے اعتبار سے قیمت لگائے گا۔

۲۔ جو نقدی اس کے پاس ہے چاہے اسکو تجارت میں استعمال کیا ہو یا نہ کیا ہو اسکو اسکے ساتھ ملا دے گا۔

۳۔ جو اس نے لوگوں سے قرض لینا ہے اسکو بھی ساتھ جمع کر دے۔

۴۔ جو اس نے قرض دینا ہے اسکو اس سارے مجموعے میں سے نفی کر دے۔

۵۔ جو باقی رہ جائے گا اس میں سے ۱۰۰ روپے پر ۲٫۵ روپے کے حساب سے زکوۃ نکالے گا۔ یعنی تاجر تجارت کے سامان کی قیمت کو اور جو اس نے قرض لینا ہے لوگوں سے، کے ساتھ جمع کرے گا اور ۱۰۰ میں سے ۲٫۵ کے حساب سے زکوۃ نکالے گا۔

تجارت کی زکوۃ کے حساب کے لیے زکوۃ واجب ہونیوالے دن موجودات یعنی موجودہ چیزوں کو دیکھا جائے گا اور ان کی قیمت لگائی جائے گی اور نفع اور نقصان کو بالکل نہیں دیکھا جائے گا۔

ڈھانپنے اور اٹھانے کے لیے استعمال ہونے والی چیزوں کو اگر بیچنے کی غرض سے نہ خریدا گیا ہو تو اسکی قیمت نہیں لگائی جائے گی اور اگر انکی

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوۃ

قیمت لگانے سے تجارت کے سامان کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہو تو پھر انکی قیمت لگائی جائے گی۔ مثال کے طور پر وہ خاص قسم کے بیگ جن کی علیحدہ قیمت لگائی ہوتی ہے اور اگر قیمت میں بڑھوتی نہ آئی ہو تو پھر قیمت نہیں لگائی جائے گی۔ مثال کے طور پر کسی چیز کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہونیوالے کاغذ وغیرہ۔ اور سامان کی قیمت ایسی لگائی جائیگی جو ہر تاجر کے لیے قبول ہو چاہے وہ سارا سامان خریدے یا آدھا خریدے اور اس قیمت سے سال کے آخر میں وہ سامان خریدا جا سکتا ہو یعنی مناسب قیمت لگائی جائے گی۔ بیچنے والی اور بازاری قیمت نہیں لگائی جائیگی۔ اور اگر قیمتیں تبدیل ہو جائیں یعنی زکوۃ واجب ہونے والے دن قیمت کم ہو اور زکوۃ کی ادائیگی والے دن قیمت بڑھ جائے تو زکوۃ واجب ہونیوالے دن کی قیمت کا اعتبار کیا جائیگا۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونیوالے سامان کی زکوۃ قبض سے پہلے مالک پر واجب ہوتی ہے۔ اور خریدے ہوئے سامان پر قبضہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ شرط اور وصف پائی جائے جو سامان کی خریدوفروخت کے وقت لگائی گئی تھی۔ مثال کے طور پر اگر خرید و فروخت کے وقت یہ شرط لگائی گئی کہ بیچنے والا اپنی بندرگاہ پر سامان اسکے حوالہ کرے گا تو اس صورت میں سامان کو کشتی یا بحری جہاز کے حوالہ کرتے ہی خریدنے والا اسکا مالک بن جائے گا اور اگر خرید و فروخت اس بنیاد پر کی گئی کہ بیچنے والا خریدنے والے کی بندرگاہ پر سامان اسکے حوالہ کرے گا تو پھر خریدنے والا اس سامان کا اس وقت مالک بنے گا جب یہ سامان اسکی بندرگاہ پر پہنچ جائے۔

اگر تجارت کا سامان مختلف قسم کی کرنسیوں پر مشتمل ہو یا سونا اور چاندی ہو تو اسکی قیمت اس کرنسی سے لگائی جائے گی۔ جس کے ذریعے سے تاجر نے تجارت کے سامان کی قیمت لگائی تھی اور کرنسی کی اس دن کی قیمت کا اعتبار کیاجائے گا جس دن زکوۃ واجب ہوئی تھی۔

تجارت کا وہ سامان جسکی قیمت مشتری (خریدار) ادا کر چکا ہو لیکن وہ سامان ابھی تک بائع (بیچنے والا) کے قبضہ میں ہو تو ان ادا شدہ پیسوں کی زکوۃ مشتری پر نہیں بلکہ بائع پر واجب ہو گی۔

وہ خام مواد جو کسی چیز کے بنانے میں شامل ہو اور وہ مواد جس کے ذریعے کسی چیز کے بنانے میں مدد ملتی ہو۔

۱۔ وہ خام مواد جو کسی چیز کے بنانے کے لیے اسکے بنائے گئے مادہ میں شامل ہو۔ جیسے لوہا،گاڑیوں کے بنانے میں اور تیل صابن کے بنانے میں شامل ہوتا ہے ان میں زکوۃ واجب ہے، اس قیمت کے اعتبار سے جس کے ذریعے اسکو سال کے آخر میں خریدا جا سکتا ہو اور اسی اصول کے مطابق ان حیوانات، دانوں اور نباتات کی بھی زکوۃ دے جائے گی جو کسی چیز کے بنانے میں شامل ہوں۔

۲۔ وہ مواد جو کسی چیز کے بنانے میں تو شامل نہ ہوں لیکن بنانے کے لیے کار آمد اور معاون ضرور ہوں جیسے لکڑیاں مختلف چیزوں کے بنانے کے لیے تو ان میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔

۳۔ اس سامان کی زکوۃ جو ابھی تک نہ بنایا گیا ہو اور وہ سامان جس کی بناوٹ ابھی تک نہ ہوئی ہو۔

۴۔ دونوں پر زکوۃ واجب ہے اور سال گذرتے ہی وہ جس حالت میں ہو گا اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اس کے مطابق زکوۃ دے دی جائے گی۔

تجارت کے سامان کے ساتھ زکوۃ کے وجوب کے کسی اور سبب کو ملانا۔

اگر تجارت کے سامان کے ساتھ زکوۃ کے وجوب کی کوئی اور چیز ملا دی گئی جیسے کھیتی تو سب کو تجارت کا سامان سمجھا جائے گا اور اس کے مطابق زکوۃ دی جائے گی۔

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوۃ

https://www.al-feqh.com/ur

مال کی وہ قسمیں جس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

- دریا سے نکلی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے جیسے موتی، مرجان یعنی چھوٹے موتی اور مچھلی وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پر زکوٰۃ واجب ہے جب یہ تجارت کا سامان بن جائیں۔
- وہ سامان جن کو کرایہ پر دینے کے لیے تیار کیا گیا ہو یا بنایا گیا ہو جیسے زمینیں اور گاڑیاں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں ان کے ذریعے حاصل کیے گئے کرایہ کی رقم پر زکوٰۃ ہے۔ جب وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے۔
- جن چیزوں کو انسان اپنی ضرورت کے لیے استعمال کرتا ہے جیسے گاڑی اور گھر ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

راس المال پر زکوٰۃ

تجارت کے اموال میں سے راس المال کی زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ وہ مال جس کے ذریعے منافع کے حصول کے لیے تجارت یا خریدوفروخت کی جاتی ہےالبتہ وہ اموال یا وہ چیزیں جن میں سامان کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ جیسے الماریاں، فریج اور گاڑیاں جن میں سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے اور وہ آلات جن کے ذریعے سامان کو اٹھایا جاتا ہے وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

نصاب کا مالک ہونا

کیا پورا سال ابتدا سے انتہا تک نصاب کا مالک ہونا شرط ہے؟ یا شروع سال اور آخر میں نصاب کے مالک ہونے کا اعتبار کیا جائے گا یا سال کے آخر میں نصاب کی ملکیّت کا اعتبار کیا جائے گا؟شروع اور آخر سال میں نصاب کی ملکیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ سارے سال میں مال کی قیمت لگانا مشکل ہے تو سال کے شروع میں نصاب کی ملکیّت کا اعتبار اس لیے کیا جائے گا کہ یہ زکوٰۃ کے وجوب کا سبب ہے۔ اور سال کے اخر میں نصاب کی ملکیّت کا اعتبار اس لیے کیا جائے گا کہ یہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت ہے اور مسلمان کے لیے آسان یہ ہے کہ وہ کوئی خاص مہینہ جیسے رمضان کا مہینہ یا اور اس جیسا مہینہ مقرّر کرے اور اس خاص مہینے میں مال کی قیمت لگائے اور زکوٰۃ ادا کرے۔

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوٰۃ

https://www.al-feqh.com/ur

حصوں کی زکوۃ

حصے

مشترکہ فیکٹری یا کارخانے میں برابری کے وہ اجزاء یا حصے جو شرکاء کے ہوتے ہیں، کو حصے کہا جاتا ہے۔

اسکی مثال یہ ہے کہ ایک مشترکہ فیکٹری یا کارخانہ ہے جس کا بنیادی سرمایہ ۳ ملین ڈالر ہے اور یہ بنیادی سرمایہ فیکٹری کے افتتاح کے وقت ۱۰ ہزار اجزاء پر مشتمل تھا اور ہر ایک جزء ۳۰۰ ڈالر تھا۔اور یہ ایک جزء ایک حصہ ہے۔ اور ان حصوں کا مالک فیکٹری میں اپنے حصوں کے اعتبار سے شریک ہے۔

حصوں کی ہیر پھیر کا حکم

حصوں کی ہیر پھیر یعنی ان کے ساتھ تجارت کرنا جائز ہے۔ جب تک فیکٹری کسی حرام کی مرتکب نہ ہوئی ہو یعنی اس میں کوئی حرام چیز نہ بنتی ہو اور جب تک فیکٹری میں کوئی سود کا معلہ نہ ہوتا ہو۔ اس وقت تک ان حصوں کے ساتھ فیکٹری میں تجارت کرنا جائز ہے۔

حصوں کی زکوۃ کی کیفیّت

اگر فیکٹری کے چارٹر میں یہ لکھا گیا ہو کہ فیکٹری کے منتظمین سارے لوگوں کے حصوں کی زکوۃ مشترکہ طور پر ادا کریں گے یا پھر فیکٹری کے منتظمین ہی ادا کریں گے تو اس صورت میں منتظمین اداکریں گے جب حصے کا مالک زکوۃ ادا کرنے کا اختیار ان کو دے دے۔

۱۔ اگر کوئی کمپنی خود ہی اپنے ممبرز/ایمپلائز کی زکوۃ نکالے (تو کیا یہ درست ہے یا نہیں۔ اگر درست ہے تو کس طرح) اس حوالے سے مؤتمر اسلامی کے ذیلی ادارے مجمع الفقہ نے شریعت مطہرہ یعنی جانوروں کی زکوۃ کا اصول سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ تمام افراد/ملازم/کسٹمرز کو ایک فرد تصوّر کرتے ہوئے متعلّقہ کمپنی زکوۃ نکالے گی۔ یوں مجموعی مالیّت میں سے زکوۃ ادا کرنے سے سب کی طرف سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ بعض فقہا نے اس مسئلہ کا حکم عام رکھتے ہوئے یہ فیصلہ دیا ہے کہ شراکت داروں کے تمام اموال ایک ہی فرد کی ملکیّت تصوّر کرکے زکوۃ نکالی جائے گی۔ بشرطیکہ یہ جملہ اموال نصاب زکوۃ کو پہنچتے ہوں۔ البتہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ کمپنیوں کی زکوۃ نکالنے کے طریقہ کار میں خلط یعنی باہمی تمام شراکت داروں کی مجموعی املاک کو ایک تصور کرکے زکوۃ نہیں دی جائے گی۔ بلکہ ہر شریک کے حصے علیحدہ کیے جائیں گے۔ ہر ایک کے حصے کا الگ الگ اعتبار ہو گا۔ جس کی ملکیّت میں اتنا مال ہو جو نصاب زکوۃ کو پہنچتا ہے تو اس میں سے کمپنی/شریک زکوۃ ادا کرے گا ورنہ نہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مجمع البحوث الاسلامیہ نے اپنی دوسری کانفرنس میں جمہور کے رائے کو معیار بناتے ہوئے درج ذیل فیصلے کئے ہیں:

1۔ وہ کمپنیاں/ادارے جس میں لوگ حصہ دار ہوں تو مذکورہ بالا زکوۃ کے احکامات (زکوۃ کا حکم) تمام حصہ داروں کے مجموعی منافع پر نہیں لاگو ہو گا بلکہ ہر شریک/شراکت دار/حصہ دار کا الگ اعتبار کرکے اس کی ملکیّت میں آنے والی مالیت اور منافع پر زکوۃ ہو گی بشرطیکہ

۲۔ اور ایسی صورتحال میں کہ جب کمپنی ہر حصہ دار کی الگ الگ زکوۃ نکالے تو کمپنی کے ذمہ لازم ہے کہ وہ شراکت دار یا حصہ دار کی زکوۃ نکالتے ہوئے اس کی ملکیت میں سے اموال جن پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، کو علیحدہ کرکے زکوۃ کا حساب کرے گی جیسے وقف شیئرز، وہ شیئرز جو حصہ دار نے کسی رفاہی ادارے کے لیے وقف کئے ہوں اور وہ اموال جن پر زکوۃ نہیں ہوتی جیسے گھر، دفتر، فرنیچر، گاڑی وغیرہ اور ضروریات زندگی کی دوسری اشیاء۔

۳۔ اور اگر کمپنی خود سے اپنے حصہ داروں یا شیئرز ہولڈرز کی زکوۃ نہ نکالے تو یہ خود شیئرز ہولڈرز پہ لازم ہے کہ وہ درج ذیل طریقہ کے مطابق اپنی زکوۃ ادا کریں۔

ا۔ اگر کاشتکاری کے شیئرز ہیں تو پھر ان شیئرز پر وہی احکامات لاگو ہوں گے جو زراعت پیداوار اور پھلوں پر ہوتے ہیں۔ جس طرح ان کی زکوۃ نکالی جاتی ہے ایسے ہی ان شیئرز کی بھی نکالی جائیگی۔

۲۔ اور اگر تجارتی شیئرز ہیں کسی کمپنی کے تو اس صورت میں اصل مال تجارت اور اس سے حاصل ہونے والے نفع کی مجموعی مالیت پر زکوۃ ہو گی/ دونوں کی مجموعی مالیت کے حساب سے زکوۃ ادا کی جائیگی۔ البتہ وجوب زکوۃ (زکوۃ واجب ہوتے وقت) ان شیئرز کی مارکیٹ میں قیمت کا اعتبار کیا جائےگا اور اس قیمت کے لحاظ سے زکوۃ نکالی جائیگی۔

۳۔ اور اگر صنعتی کمپنیوں کے شیئرز ہیں تو پھر منافع پر زکوۃ ہو گی۔ سازو سامان اور عمارتوں وغیرہ پر نہیں ہو گی۔

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوۃ/

https://www.al-feqh.com/ur

۴۔ اگر کوئی شیئر ہولڈر اپنے (شیئرز/حصص) دوران سال/سال کے درمیان فروخت کرتا ہے تو جب اس پر زکوۃ واجب ہو گی تو حصص کی قیمت بھی ساتھ ملائے گا زکوۃ نکالتے ہوئے اور ان حصص کا خریدار بھی مذکورہ طریقہ کے مطابق زکوۃ دے گا۔

https://www.al-feqh.com/ur/سامان-تجارت-کی-زکوٰۃ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

چوپائے جانوروں کی زکوٰۃ

۵ جانوروں کی زکوۃ

مندرجات/مشتملات

جانوروں کی تعریف
جانوروں کی زکوۃ کا حکم
جانوروں کی زکوۃ کے واجب ہونیکی شرائط
جانوروں کی زکوۃ کا شرعی نصاب
اونٹوں کا نصاب اور اسکی مقدار
گائے، بیل کا نصاب اور اسکی مقدار
بکرے، بکریوں کا نصاب اور اسکی مقدار
واجب کی خصوصیّت

چوپائے/جانور
اونٹ،گائے، بیل اور بکریاں

جانوروں کی زکوۃ کا حکم

جانوروں پہ زکوۃ واجب ہے کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں «ہر وہ آدمی جو اونٹ، گائے اور بکریوں کے ریوڑ کا مالک ہو اور ان کی زکوۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن یہ تمام جانور دنیا کے مقابلے میں بہت بڑے اور موٹے تازے ہو کر آئینگے اور اسکو سینگوں کے ساتھ گھسیٹیں گے اور سر سے کھروں کے ساتھ اوندھا شروع کریں گے یہاں تک وہ آخر تک پہنچ جائیں گے اور پھر واپس لوٹینگے اور یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔"[۱]

(۱) اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

جانوروں کی زکوۃ واجب ہونیکی شرائط

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ان پر مالک کی ملکیت میں ہوتے ہوئے سال گزر جائے کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں «مال میں اس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔"[۲]

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ جانور چرنے والے ہوں کیونکہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ "چرنے والے ہر ۴۰ اونٹوں میں ایک دو سالہ اونٹنی ہے"[۳] والابل سائمۃ: ان اونٹوں کو کہتے ہیں کہ جن کی غذا زمین پر اگنے والی گھاس ہوتی ہے اور انکا گذارہ چرنے پر ہوتا ہے۔

والکلا المباح: اس گھاس کو کہتے ہیں جو انسان کے اگائے بغیر اللہ کے حکم سے اگ آتا ہے۔ اور وہ اونٹ جن کی غذا کھیتی ہو یعنی انسان کی بھیجی ہوئی گھاس ہو اسکو سائمہ نہیں کہتے اور نہ ہی ان پر زکوۃ ہے۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ان سے دودھ اور نسل کے اعتبار سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہو اور کام نہ لیا جاتا ہو۔ کام کرنے والے اونٹ یعنی وہ اونٹ جن کو کھیتی باڑی، زمین کو سیراب کرنے، سامان ایک جگہ سےدوسری جگہ منتقل کرنے اور بوجھ اٹھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہو، ان پہ زکوۃ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اونٹ کپڑوں کی طرح انسان کی ضروریات اصلیہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ اونٹ جو

(۲) اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/چوپائے-جانوروں-کی-زکوۃ

کرایہ پر دیے جاتے ہوں ان پر بھی زکوۃ نہیں ہے۔ البتہ ان سے حاصل ہونے والا کرایہ اگر نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اس پرزکوۃ ہے۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جانور نصاب شرعی کو پہنچ جائیں۔

جانوروں کی زکوۃ کا شرعی نصاب

پہلے اونٹوں کا نصاب اور ہر نصاب کی جو مقدار واجب ہے اسکا بیان۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکے لیے لکھا "یہ وہ فرض زکوۃ ہے جو رسولؐ اللہ نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اور جس کا اللہ اور اسکے رسولؐ نے حکم دیاہے۔ ۴۲ اونٹ اور اس سے کم میں بکریاں ہیں، ہر پانچ میں ایک بکری ہے، جب انکی تعداد ۵۲ تک پہنچ جائے تو ۵۲ سے ۵۳ تک میں ایک سالہ اونٹنی ہے اور ۶۳ سے ۵۴ تک ایک دو سالہ اونٹنی ہے، ۶۴ سے ۰۶ تک ایک ۳ سالہ اونٹنی ہے، ۱۲ سے ۵۷ تک ایک چار سالہ اونٹنی ہے اور جس آدمی کے پاس ۴ اونٹ ہوں تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور جب اونٹوں کی تعداد پانچ تک پہنچ جائے تو زکوۃ میں ایک بکری واجب ہے"[۱]

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

اونٹوں کا نصاب اور انکی زکوۃ

اونٹوں کی تعداد	اور اس میں زکوۃ کی مقدار
۵: ۹	تک میں ایک بکری ہے
۱۰: ۱۴	تک میں دو بکریاں ہیں۔
۱۵: ۱۹	تک میں تین بکریاں ہیں۔
۲۰: ۲۴	تک میں چار بکریاں ہیں۔
۲۵: ۳۵	تک میں ایک سالہ انٹنی ہے۔
۳۶: ۴۵	تک میں ایک دو سالہ اونٹنی ہے۔
۴۶: ۶۰	تک میں ایک تین سالہ اونٹنی ہے۔
۶۱: ۷۵	تک میں ایک چار سالہ اونٹنی ہے۔
۷۶: ۹۰	تک میں دو دو سالہ اونٹنیاں ہیں۔
۹۱: ۱۲۰	تک میں دو تین سالہ اونٹنیاں ہیں۔
۱۲۰:.....	بعد ہر ۴۰ میں ایک دو سالہ اونٹنی ہے اور ر پچاس میں ایک تین سالہ اونٹنی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/چوپائے-جانوروں-کی-زکوٰۃ

گائے بیل کا نصاب اور ہر نصاب میں جو حصہ واجب ہے اسکا بیان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ”کہ رسولؐ اللہ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ ان سے ہر ۳۰ گائے، بیل کی زکوٰۃ میں ایک، ایک سالہ گائے یا بیل وصول کروں۔ اور ہر چالیس میں ایک دو سالہ گائے یا بیل وصول کروں“[1]

گائے کا نصاب اور انکی زکوٰۃ

گائے کی تعداد	اور اس میں زکوٰۃ کی مقدار
۳۰: ۳۹	میں ایک، ایک سالہ گائے واجب ہے۔
۴۰: ۵۹	میں ایک، دو سالہ گائے یا بیل واجب ہے۔
۶۰: ۶۹	میں دو ایک سالہ گائے یا بیل واجب ہے۔
۷۰: ۷۹	میں ایک، ایک سالہ اور ایک دو سالہ گائے یا بیل واجب ہے۔

تیسرا: بکرہ، بھیڑ، دنبے کا نصاب اور ہر نصاب میں

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پیچھے گذری ہوئی حدیث میں آیا ہے ”چرنے والی بکریوں کی تعدادجب چالیس کو پہنچ جائے تو ۴۰ سے ۱۲۰ تک میں ایک بکری واجب ہے اور ۱۲۰ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں ہیں اور ۲۰۱ سے ۳۰۰ میں ۳ بکریاں ہیں۔ تین سو سے زیادہ میں ہر ۱۰۰ پر ایک ایک بکری ہے اور اگر ان چرنے والی بکریوں کی تعداد ۴۰ سے کم ہو تو ان میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی طرف سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے“[2]

بکری، بھیڑ، دنبہ کا نصاب اور انکی زکوٰۃ۔

بکریوں بھیڑوں کی تعداد	اور اس میں زکوٰۃ کی مقدار
۴۰: ۱۲۰	میں ایک بکری واجب ہے۔
۱۲۱: ۲۰۰	تک میں دو بکریاں واجب ہیں۔
۲۰۱: ۳۰۰	تک میں تین بکریاں واجب ہیں۔ پھر ہر ۱۰۰ کے اضافے پر ایک بکری واجب ہے۔

واجب زکوٰۃ کی صفت اور اسکی خصوصیّت

زکوٰۃ میں دیے جانیوالے جانور میں ضروری ہے کہ وہ درمیانے مال میں سے ہو نہ بہت اچھا ہو نہ ہی بہت کمزور اور بے کار ہو۔ زکوٰۃ لینے والے اور دینے والے پر جانور کے واجب عمر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ جب مقررہ عمر سے چھوٹی عمر والا لیا جائے گا تو اس میں غریبوں اور فقیروں کا نقصان ہے اور زیادہ عمر والا لینے پر مالداروں پر ظلم ہے۔ اور نہ بیمار جانور لیا جائے گا اور نہ ہی عیب دار اور زیادہ عمر والا یعنی بوڑھا لیا جائے گا۔ کیونکہ اس قسم کے جانور فقیروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے اور اس کے مقابلے میں بہت زیادہ موٹا تازہ جانور یعنی کھانے کے لیے بالکل تیار جانور، او اسی طرح بچے کی پرورش کرنے والا جانور اور حاملہ جانور اور نہ ہی اموال اور جانوروں میں سب سے بہترین جانور لیے جائینگے کیونکہ اس میں مالدار کا نقصان ہے اور رسولؐ اللہ بھی فرماتے ہیں «آپ ان کے اموال میں سے بہترین مال سے دور رہو“[3]

جانوروں کا آپس میں اختلاط یعنی انکا آپس میں مل جانا۔

اختلاط کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: اعیان کا اختلاط ہے

اور وہ یہ ہے کہ مال ملکیت کے اعتبار سے دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو اور دونوں میں ایک کا حصہ دوسرے سے جُدا نہ ہو اور اعیان میں اختلاط یا تو وراثت کی وجہ سے آتا ہے یا پھر خریداری کی وجہ سے آتا ہے

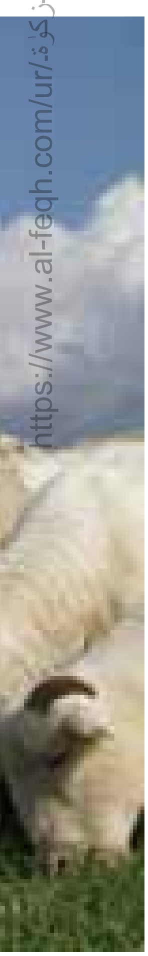

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

دوسری قسم: اوصاف کا اختلاط ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک کا حصہ دوسرے سے جُدا ہو صرف قُرب و جوار انکو جمع کرتا ہو۔

اور یہ خلط دونوں مختلط مالوں کو ایک بنا دیتا ہے جب دونوں کے جمع ہونے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو اور یہ کہ دونوں ملنے والے زکوۃ کے وجوب کی اہلیّت بھی رکھتے ہوں۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کافر ہو تو پھر خلط ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی اسکا کوئی اثر ہے۔ اور یہ کہ دونوں مال چراگاہ، پناہ گاہ، آنے جانے، دودھ دوہنے کے برتن اور جگہ اور نر جانور کے اعتبار سے ایک ہو تو اسکو خلط کہیں گے اور اسکی وجہ سے دو مال ایک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «زکوۃ کے خوف سے جُدا مال کو ملانا اور ملے ہوئے مال کو جُدا نہیں کرنا چاہیے"[۱]

(۱) اس حدیث کو ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/چوپائے-جانوروں-کی-زکوٰۃ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

زکوٰۃ کی دوسری اقسا م

https://www.al-feqh.com/ur/زکوٰۃ-کی-دوسری-اقسام

https://www.al-feqh.com/ur

زکوۃ کی دوسری اقسام

مندرجات/مشتملات

قرض کی زکوۃ
سندات کی زکوۃ
کوئی کام یا خدمت سر انجام دینے کی اجرت کی زکوۃ
پنشن کی زکوۃ
ریٹائرمنٹ کے بعد کی تنخواہ کی زکوۃ
مستاجر کی ضمانت میں رکھی ہوئی چیز کی زکوۃ
معنوی حقوق کی زکوۃ
کرایوں اور تنخواہوں کی زکوۃ
آزاد پیشوں کے نفع کی زکوۃ
حرام مال کی زکوۃ

قرض کی زکوۃ

قرض
قرض خواہ پر جس مال کا دینا لازم ہوتا ہے اسکو قرض کہتے ہیں

دوسرے لوگوں کو جو مال بطور قرض دیا گیا ہوتا ہے انکی زکوۃ کا حکم

وہ آدمی جس پر اتنا قرض ہو جو نصاب کے برابر ہو یا اتنا ہو کہ کل مال میں سے اگر اسکو نکال دیا جائے تو نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ اور اگر اتنا قرض ہے کہ اس کے کل مال میں سے نکالنے سے نصاب برقرار رہتا ہو تو اس کو نکال کر بقیہ مال پر زکوۃ دے دے۔

مثال کے طور اگر کسی آدمی کے پاس ۱۰۰۰۰ ڈالرز ہیں اور وہ ۱۰۰۰۰ ڈالرز کا مقروض بھی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ قرض نکالنے سے اسکے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔ اور اسی طرح اگر اس پر ۹۹۵۰ ڈالرز قرض ہیں تو ان ڈالرز کے نکالنے سے نصاب باقی نہیں رہتا۔ اس لیے اس صورت میں بھی زکوۃ نہیں ہے۔

اول: اموال زکوۃ میں سے تمام تجارتی قرضوں کو منہا کیا جائے گا بشرطیکہ مقروض کے پاس اسکی بنیادی ضروریات سے زائد سامان موجود نہ ہو۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کی-دوسری-اقسام

https://www.al-feqh.com/ur

دوسرا: انوسٹ شدہ قرضوں کو بھی اموال زکوۃ میں سے منہا کیا جائے گا (نکالا جائیگا) بشرطیکہ مقروض کے پاس اس بنیادی ضروریات زندگی سے زائد سامان موجود نہ ہو جس کی قیمت ان قرضوں کے برابر پہنچتی ہو۔

ایسی صورتحال میں کہ جب ان قرضوں کی ادائیگی کی مدّت مؤخر ہو تو اموال زکوۃ میں سے سالانہ قسط جس کی ادائیگی ابھی ضروری ہے، نکال کر باقی سامان کی زکوۃ ادا کی جائیگی۔ اموال زکوۃ کے علاوہ باقی سامان کی قدروقیمت انوسٹمنٹ شدہ قرضوں کے برابر ہو تو پھر ان قرضوں کو اموال زکوۃ میں سے نہیں نکالا جائیگا۔ اور اگر زائد از ضرورت سامان کی قیمت قرضوں سے کم ہے تو اموال زکوۃ میں سے یہ نکال دیے جائیں گے۔ اور زکوۃ نکالتے ہوئے انکا اعتبار نہیں ہو گا۔

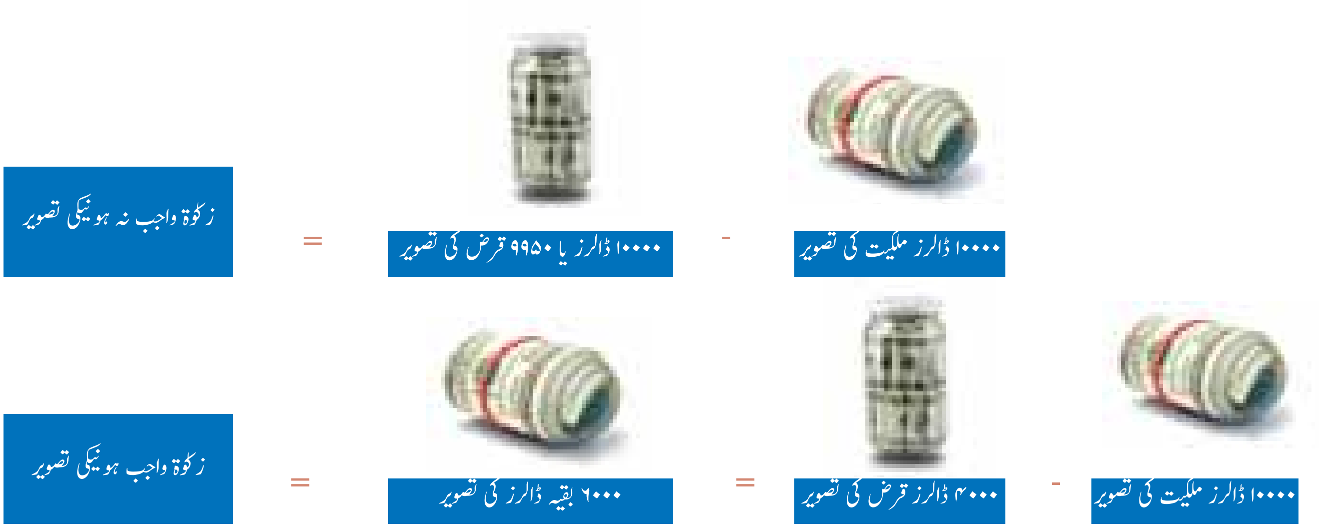

تیسرا: گھر وغیرہ بنانے کے لیے، لیے گئے قرضے جن کی ادائیگی عموما چھوٹی چھوٹی (لمبی) قسطوں کی صورت میں ہوتی ہے۔ اگر قرض خواہ کے پاس سالانہ قسط کی ادائیگی کے بعد اتنا مال رہ جاتا ہے جو نصاب زکوۃ یا اس سے زائد ہو تو وہ اس میں سے زکوۃ ادا کرے گا۔

قرض کی زکوۃ کا حکم جو دوسروں کے ذمہ زکوۃ دینے والے کے واجب ہیں۔

اگر قرض کی نوعیّت کچھ ایسی ہے جس کی ادائیگی بظاہر ناممکن نظر آرہی ہے جیسے کسی مفلس فقیر کے ذمہ قرض ہے یا کسی مالدار شخص کے ذمہ ہے، مگروہ مسلسل ٹال مٹول کر رہا ہے یا ایسے شخص کے ذمہ ہے جو سرے سے ہی قرض دینے سے انکار کر رہا ہے کہ اس صورت حال میں اس مال کی زکوۃ واجب نہیں ہو گی۔ بلکہ جب کبھی یہ مال مل جائے گا تو ایک سال کی زکوۃ ادا کی جائیگی۔

سرٹیفکیٹس کی زکوۃ

سرٹیفکیٹ

شہادۃ کا مطلب یہ ہے کہ اس سرٹیفکیٹ کے اجراء کے بعد متعلقہ اتھارٹی کے ذمہ اس رقم کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے جو اس میں مذکور ہے بشرطیکہ ہر سرٹیفکیٹ ہولڈر اسکا مستحق ہو اور اس کے ساتھ ساتھ بل میں مذکورہ قیمت اسمیہ یعنی کسی خاص فائدہ پر باہم طرفین میں اتفاق ہوا ہے، اسکی ادائیگی بھی اتھارٹی کے ذمہ لازم ہو گی۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کی-دوسری-اقسام

مذکورہ بالا صورت میں اتھارٹی کی طرف سے دی جانے والی رقم سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ کیونکہ اس رقم کی حیثیت کسی باہمی طے شدہ فائدہ کے عوض قرض جیسی ہے تو اس طرح کے سرٹیفکیٹس کا اجراء اور ان کے ذریعے طے پانے والے معاملات عمومی طور پر جائز نہیں ہوتے کیونکہ ان کی حیثیت کسی فائدے کے عوض قرض جیسی ہوتی ہے چنانچہ جو بھی اس طرح کے معاملات کرتا ہے اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ یہ معاملات چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرے اور توبہ و استغفار کرے۔

بلوں/سرٹیفکیٹس کی زکوۃ کا حکم اور اسکی مقدار

سندات (بلز) یہ دین مؤجل کے حکم میں ہیں۔ متعلقہ اتھارٹی کے ذمہ چنانچہ ان سندات کی زکوۃ کا حکم وہی ہو گا جو قرض کی زکوۃ کا حکم ہے، اگر سندات کی قیمت کی مقدار نصاب زکوۃ کو پہنچ جائے تو ان میں (مذکورہ سال کی قیمت پر) زکوۃ واجب ہو گی۔ یا پھر اگر سرٹیفکیٹ ہولڈر کے پاس اسکی ملکیت میں پیسے ہیں یا سامان تجارت ہے اور اس پر ایک سال پھر گذر جائے تو اب تمام مجموعی املاک (نقدی/مالی تجارت) اور سرٹیفکیٹ میں مذکورہ رقم ملا کر اگر نصاب کو پہنچ جائے تو سارے مال کی مجموعی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ دی جائے گی۔ اور اگر سندات میں تصرف ناممکن ہو تو پھر بھی ان پر سے زکوۃ ساقط نہیں ہو گی بلکہ ان کی تبدیلی کے وقت تمام گذشتہ سالوں کی زکوۃ نکالی جائے گی۔

سروس (ملازمت) ختم ہونیکے موقع پر حکومت کی جانب سے دی جانیوالی رقم (مکافاۃ)

خدمت کا ختم ہونا

دوران سروس کاٹی گئی رقم، سروس ختم ہونیکے موقع پر جس کا ملازم مستحق ہوتا ہے بشرطیکہ اس میں متعلقہ قوانین کے مطابق وہ تمام شرائط جن کا ہونا ضروری ہے موجودہ ہوں۔

ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والی رقم

ملازمت کے دوران ہر ملازم کی تنخواہ سے جو پیسے کٹتے ہیں اور ریٹائرمنٹ کے بعد حکومت یا این-جی-او اور پرائیویٹ ادارےاسکو وہ رقم ایک ہی دفع دیتی ہے اس رقم کے ایک دفعہ ملنے کو مکافاۃ التقاعد کہتے ہیں۔

۱۱۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والی تنخواہ

الراتب التقاعد اس تنخواہ کو کہتے ہیں جو ملازم ریٹائرمنٹ کے بعد حکومت یا خاص ادارے سے وصول کرتا ہے اور اس آدمی میں اس کے مستحق ہونیکی تمام شرائط بھی پائی جاتی ہوں۔

ان تنخواہوں میں زکوۃ کا حکم

ملازمت کے دوران کسی بھی ملازم یا کام کرنے والے پر ان استحقاقات میں سے کسی ایک کی وجہ سے بھی زکوۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ وہ ان پر مکمل ملکیت نہیں رکھتا۔ اسی لیے وہ ان میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا۔

یہ حکم ملنے کے بعد کہ یہ اسحقاقات ملازم یا کام کرنے والے کو ایک ہی دفعہ یا پے در پے دے دیے دی جائیں تو جب وہ ان کو تسلیم کر لے گا تو تسلیم کی وجہ سے ملکیت تام ہو جائیگی۔ اس لیے اسکو زکوۃ دینی ہو گی اور زکوۃ کی پہلی کانفرنس میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ ملازم اس حاصل شدہ مال کو اپنے پاس موجودہ مال کے ساتھ جمع کرے گا اگر نصاب پورا ہو گیا اور اس پر سال بھی گذر گیا تو اس پر زکوۃ دینی لازم ہے۔

مستغلات کی زکوۃ

مستغلات

مستغلات ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کو تجارت کیلئے نہیں بلکہ کرایہ پر استعمال کیلئے بنایا گیا ہو مثال کے طور پر کرایہ پر دی جانے والی زمین، گاڑیاں اور کارخانے، فیکٹریاں وغیرہ

تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان چیزوں میں کوئی زکوۃ نہیں ہے البتہ ان سے حاصل ہونے والی رقم کو مالک کے پاس موجودہ دوسری رقم کے ساتھ ملایا جائے گا اگر نصاب پورا ہوتا ہے اور سال بھی گزر گیا ہو تو اسے زکوۃ دینا ہو گی اور چونکہ نقدی ہے اس لیے اسے نقدی کی زکوۃ دینا ہو گی۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوٰۃ-کی-دوسری-اقسام

https://www.al-feqh.com/ur

کرایہ دار جو رقم ضمانت میں دیتا ہے اسکی زکوۃ

تأمین
تأمین ان اموال کو کہتے ہیں جو کرایہ دار، کرایہ پر چیز دینے والے کو اعتماد کیلئے پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔

کرایہ دار پر ان اموال کی کوئی زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ اموال اسکی ملکیت میں نہیں ہے اور زکوۃ کے وجوب کے لیے مکمل ملکیّت شرط ہے۔

حقوق معنویہ کی زکوۃ

الحقوق المعنویۃ
حقوق معنویہ کسی انسان کے غیر مادی چیز پر تسلط کو کہتے ہیں چاہیے اسکا تعلق اسکے ذہن کی پیداوار سے ہو جیسے مصنف کا حق اسکی لکھی ہوئی علمی اور ادبی کتابوں، یا سائنس دان کا حق اس کی نئی ایجاد کردہ چیز پر یا پھر اسکا تعلق انسان کے اعضاء سے ہوتا ہے جیساکہ آدمی جب چست اور ہوشیار ہو تو تجارت کیلئے ایسے کام کرنے والے آدمی ڈھونڈتا ہے جس سے اسکی تجارت چمک جاتی ہے اور اس طرح بہتر تجارتی نام کی وجہ سے بھی تجارت میں اضافہ ہوتا اور تجارتی نشانی (مونو گرام) بھی چیز کو بااعتماد بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان تمام چیزوں پر انسان کے حق کو حقوق معنویہ کہتے ہیں۔

حقوق معنویہ کی زکوۃ کا حکم

عرف عام میں حقوق معنویہ مال کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ان حقوق کا مالک شرعی قوانین کے مطابق ان میں تصرف بھی کر سکتا ہے اور یہ چیزیں اسکے حق میں محفوظ بھی ہوئی ہیں۔
کتاب لکھنے یا نئی چیز کی ایجاد میں ذاتی طورپر زکوۃ نہیں ہے البتہ ان سے حاصل ہونے والے فائدے اور منافع میں زکوۃ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کی-دوسری-اقسام

تنخواہ کی زکوۃ

الاجور والرواتب

اجور اور رواتب اس چیز کو کہتے ہیں جو کام کرنے والا مال میں سے اپنے کام اور محنت کے عوض طلب کرتا ہے۔

رواتب واجور میں زکوۃ کا حکم

ان اموال کو وصول کرتے ہی ان پر کوئی زکوۃ نہیں ہے۔ البتہ جو وہ وصول کرے گا اسکو اپنے پاس موجود بقیہ مال کے ساتھ ملائے گا اگر نصاب پورا ہوتا ہے اور سال بھی گزر گیا ہو تو پھر وہ زکوۃ دے گااور جو درمیان سال میں وصول کرتا رہا ہے اسکی زکوۃ بھی آخر سال میں بقیہ اموال کے ساتھ نکالے گا اگرچہ ان پر سال نہیں گزرا لیکن وہ چونکہ فی الجملہ نصاب کا مالک ہے تو اس لیے وہ زکوۃ دے گا۔ اور زکوۃ کی مقدار نقود والی ہو گی یعنی ہر ۲۰۰ میں ۲٫۵٪ کے حساب سے زکوۃ دے گا۔

حرام مال کی زکوۃ

المال الحرام

حرام مال اس مال کو کہتے ہیں جس کو حاصل کرنے سے اور اس سے فائدہ اٹھانے سے شریعت نے روکا ہو چاہے اس کے اندر حرمت ضرر اور خبث کی وجہ سے ہو جیسے مردار کا گوشت اور شراب یا حرمت کسی اور چیز کی وجہ سے ہو، اس کے کمانے اور حاصل کرنے کا طریقہ غلط ہو جیسے کسی کا مال بغیر اجازت کے اٹھانا یا کسی کا مال غصب کرنا یا کسی کا مال اس طریقے سے حاصل کرنا جس کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو اگرچہ مال کا مالک ہو جیسے سود یا رشوت کے ذریعے کسی کا مال لینا اگرچہ سود یا رشوت دینے والا راضی ہو۔

حرام مال کی زکوۃ کا حکم

وہ مال جو اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہو وہ زکوۃ کا محل نہیں ہےیعنی اسکی زکوۃ دینی جائز نہیں ہے کیونکہ وہ شریعت کی نظر میں مال ہی نہیں ہے اور شریعت کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ وہ مال جو ذاتا گو جائز ہو لیکن اسکو حرام طریقے سے حاصل کیا گیا ہو تو جس نے اس مال کو حرام طریقے سے حاصل کیا ہے اس پر اسکی زکوۃ نہیں ہے۔ کیونکہ اسکی ملکیت اس مال پر کامل نہیں ہے اور زکوۃ کے وجوب کیلئے کامل ملکیت شرط ہے۔ ہاں اگر یہ اپنے اصل مالک کی طرف واپس لوٹا دیا جاتا ہے تو اس پر ایک سال کی زکوۃ نکالنا واجب ہے۔ اگرچہ وہ کئی سال حرام طریقے سے کمانے والے کے پاس رہا ہو۔

اگر حرام مال کو اپنے پاس روکنے والے نے مال اسکے اصل مالک کو واپس نہ کیا بلکہ اس میں سے زکوۃ نکال لی تو یہ زکوۃ شمار نہیں ہو گی بلکہ اسکو اصل مال میں سے نفی کرینگے اور جو باقی رہ جاءے گا اسکا وہ بدستور گناہ گار رہے گا۔ اور وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام مال اس کے اصل مالک کو اگر اسے جانتا ہو واپس نہ کر دے اور نہ جاننے کی صورت میں اسے یہ سارا مال صدقہ کرنا پڑے گا اور صدقہ کیے بغیر بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔

حرام مال میں تصرف کرنے کا طریقہ

وہ آدمی جس نے حرام طریقے سے مال حاصل کیا اور اس کو اپنے پاس روکے رکھا تو ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اسکا مالک نہیں بن سکتا اور اس پر لازم ہے کہ وہ اسکو اصل مالک یا وارث کی طرف لوٹا دے اور اگر وہ ان کو نہیں جانتا تو وہ اس مال سے چھٹکارے کیلئے اسکو خیر کے کاموں میں خرچ کرے یا پھر اصل مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

اگر کسی آدمی نے حرام کام پر مزدوری حاصل کی تو مزدوری لینے والے کو چاہیئے کہ وہ ان کو خیر کے کاموں میں خرچ کر دے البتہ جس سے لی ہے اس کو واپس نہ کرے کیونکہ ایک تو یہ گناہ میں مدد اور تعاون کے مترادف ہے اور دوسرا ایک ہی آدمی کے پاس عوض اور معوض منہ جمع ہو جائے گا اور ان دونوں کا ایک ہی آدمی کے پاس جمع ہونا ناجائز ہے۔

اگر کسی آدمی نے کسی سے سودی فوائد حاصل کیے یعنی سود کے ذریعے پیسے بٹورے اگر وہ جس سے یہ سودی فوائد حاصل کیے گئے ہیں بار بار اس طرح کے معاملات کرتا ہے اور اس طرح معاملات کرنے پر اصراری بھی ہے تو اسکو یہ پیسے یا رقم واپس نہ کی جائے بلکہ خیر کے کاموں میں خرچ کر دی جائے۔

اگر حرام مال کو بعینہ اصل مالک کی طرف لوٹا ناممکن نہ ہو تو اس

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کی-دوسری-اقسام

https://www.al-feqh.com/ur

پر قبضہ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اگر اصل مالک کو جانتا ہے۔ تو اس مال کی مثل یا قیمت اسکو لوٹا دے اور اگر نہیں جانتا تو وہ مال کی مثل یا قیمت خیر کے کاموں میں خرچ کر دے یا پھر اسکی طرف سے صدقہ کر دے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-کی-دوسری-اقسام

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

مستحقین زکات اور اس کا نکالنا

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا

https://www.al-feqh.com/ur

زکوۃ کے مستحقین اور اسکا نکالنا

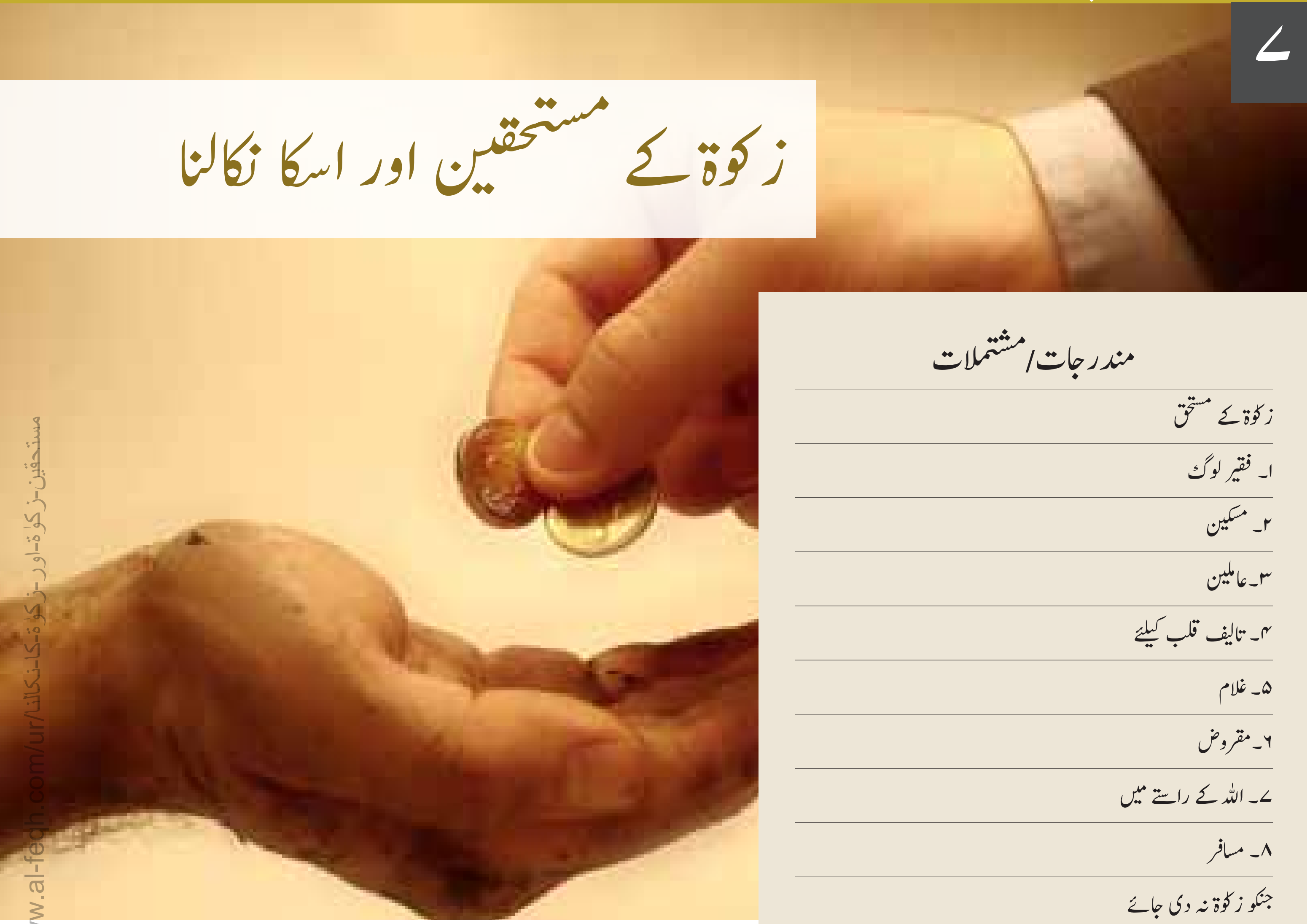

مندرجات/مشتملات

زکوۃ کے مستحق
۱۔ فقیر لوگ
۲۔ مسکین
۳۔عاملین
۴۔ تالیف قلب کیلئے
۵۔ غلام
۶۔مقروض
۷۔ اللہ کے راستے میں
۸۔ مسافر
جنکو زکوۃ نہ دی جائے
زکوۃ نکالنا

اہل زکوۃ وہ لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحقین ہیں۔زکوۃ کے مستحقین: آٹھ قسم کے لوگ ہیں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دل پرچھائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہدومسافروں کے لیے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ علم اور حکمت والا اہے" (التوبۃ:۶۰)

۱۔ فقیر

> **الفقراء**
> فقیر کی جمع ہے جسکے پاس اپنی ضرورت، گھروالوں کی ضرورت یعنی کھانا پینا، کپڑے اور مکان وغیرہ کیلئے کچھ نہ ہو ۔

اور اسے زکوۃ میں سے اتنا دیا جائے گا جو اس کے لیے اور اس کے گھر والوں کے لیے ایک سال تک کافی ہو۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

https://www.al-feqh.com/ur

۲- المساكين

المساكين

المساکین مسکین کی جمع ہے جسکے پاس اپنی ضرورت کا آدھا ہو یا اس سے زیادہ ہو مثلًا اس کے پاس سو روپے ہوں اور وہ دو سو کا محتاج ہو تو زکوۃ سے اسکو اتنا دیا جائے گا جو اس کے لیے اور اس کے گھر والوں کے لیے ایک سال تک کافی ہو۔

۳- زکوۃ وصول کرنے والے

العاملون عليها

عامل وہ لوگ ہیں جو بادشاہ کی طرف سے زکوۃ لینے پر مامور ہوتے ہیں تو زکوۃ سے انکو اجرت انکے کام کے مطابق دی جائیگی اگرچہ وہ مالدار ہی ہوں۔ کیونکہ عامل نے اپنے آپ کو اس کام کیلئے فارغ کیا ہے۔ ہاں اگر انکو حکومت کی طرف سے کوئی اجرت یا تنخواہ ملتی ہوتو پھر انکو زکوۃ سے نہیں دیا جائیگا اور وہ سب لوگ عاملین میں داخل ہیں جو زکوۃ کے وصول کرنے میں اسکے لکھنے میں اسکی حفاظت میں اور اسکو مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

https://www.al-feqh.com/ur

عاملین زکوۃ کو زکوۃ دینا

عامل زکوۃ اور قرض دار کو زکوۃ دینا جائز ہے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو اور اگر کوئی تندرست آدمی طلب علم کے لیے نکلتا ہے تو اسکو بھی زکوۃ دینا ٹھیک ہے کیونکہ علم حاصل کرنا جہاد کے مترادف ہے اور یہی حکم حقیقی مجاہد اور مؤلفۃ القلوب کا ہے ہاں البتہ اگر کوئی شخص نفلی عبادت کے لیے کنارہ کشی/گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے تو اسکو زکوۃ دینا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ عابد کا نفع اسکی ذات تک محدود ہے اور علم کا نفع پورے مسلمان معاشرے کے لیے ہے۔

۴۔ ان لوگوں کا بیان جن کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے زکوۃ دی جاتی ہے۔

مؤلفۃ قلوب
مؤلفۃ القلوب کسی قوم کے بڑے لوگوں، سرداروں کو زکوۃ اس لیے دینا کہ وہ اسلام یا ایمان لے آئیں یا ان کے شر سے بچا جائے یا ان کے ایمان مضبوط ہو جائیں یا ان کو مسلمانوں کے دشمنوں سے ملنے سے روکا جائے۔اور زکوۃ سے انکو انکے دل کی نرمی کے بقدر دیا جائیگا۔

انکو زکوۃ میں سے اتنا دیا جائے گا کہ ان کے دل اسلام کی طرف راغب ہو جائیں۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

۵۔غلام

الرقاب
غلام اور مکاتب: جو اپنے آقا سے اپنے آپ کو خریدلے تو زکوۃ سے اسکو اتنا دیا جائے گا کہ وہ کتابت کا قرض ادا کرسکے۔

تاکہ وہ مکمل طور پر آزاد اور تصرف کرنے والا بن جائے اور معاشرت کا نفع بخش رکن بن سکے اور کامل طریقے سے اللہ کی عبادت کرسکے اور اسی میں وہ مسلمان قیدی جن سے آزادی کے لیے فدیہ مانگا گیا ہو ان کو زکوۃ میں اتنے پیسے دینے جائز ہیں کہ وہ اپنے آپ کو آزاد کراسکیں۔

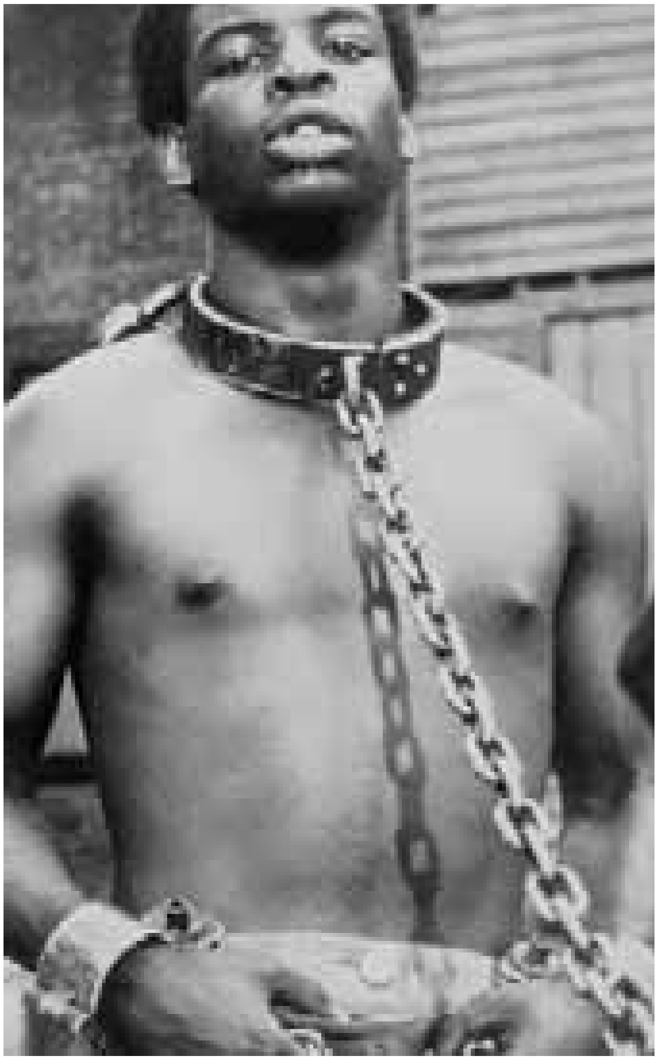

٦۔ مقروض

الغارمون
غارم کی جمع ہے جس پر قرض ہو۔

اور غارم دو طرح کے ہیں:

ا۔ جس پر اپنی ضرورت کی وجہ سے قرض ہو تو اگر وہ فقیر ہے تو اسکو زکوۃ میں سے اتنا دیا جائے گا کہ وہ قرض ادا کرسکے۔
۲۔ جس پر دو مسلمان گروہوں کے درمیان صلح کرانے کی وجہ سے قرض ہو تو مالدار ہونے کے باوجود اس کو زکوۃ میں سے اتنا دیا جائے گا جس وہ اپنے قرض کو اتار سکے۔

۷۔ اللہ کے راستے میں

فی سبیل اللہ
ان لوگوں کو کہتے ہیں جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔

تو ان لوگوں کو اتنا دیا جائے گا جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے کافی ہو جائےاور اس میں بہت سے دعوت کے کام داخل ہیں جن کو جہاد کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

https://www.al-feqh.com/ur

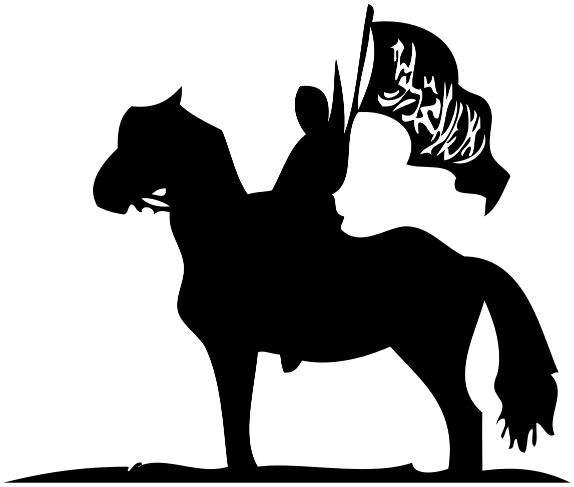

۸- مسافر

ابن السبیل
وہ مسافر جسکا مال سفر میں ہی ختم ہو جائے۔

وہ مسافر جس کے پاس کرایہ ختم ہو جائے تو اسکو اتنی زکوۃ دینی جائز ہے جس سے وہ اپنے شہر تک پہنچ سکے اگرچہ وہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔

تنبیہات

۱۔ زکوۃ مذکورہ آٹھ قسموں کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دی جا سکتی اگرچہ وہ نیکی اور خیر کے کام کیوں نہ ہوں جیسے مسجد بنانا، مدارس، ہسپتال بنانا اور اسکے علاوہ وہ کام جن میں صدقے کا مال لگایا جا سکتا ہو۔

۲۔ زکوۃ ادا کرنے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ آٹھوں قسم کے افراد کو زکوۃ دی جائے بلکہ ایک قسم کے لوگوں کو زکوۃ دینا بھی کافی ہے۔

جن کو زکوۃ نہیں دی جا سکتی۔

۱۔ مالدار اور قوی کمانے والے

آپ کے قول کیوجہ سے «اور اس میں کسی مالدار یاقوی کمانے والے کاکوئی حق نہیں ہے»۔[۱]

۲۔ اصول، فروع، بیوی اور وہ جن کا نفقہ آدمی پر لازم ہے۔

ان لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جن کا نفقہ مسلمان پر فرض ہے جیسے آباواجداد، مائیں اور دادیاں، بچے اور پوتے وغیرہ کیونکہ انکو زکوۃ دینے سے وہ ان پر خرچ کرنے سے مستغنی ہو جاتا ہے حالانکہ ان پر خرچ کرنا اس پر واجب ہے۔ تو اس سے اسکی زکوۃ کا فائدہ اسی کی طرف لوٹ آتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے اس لیے ان کو زکوۃ دینا بھی جائز نہیں ہے۔

۳۔ مؤلفۃ القلوب کے علاوہ کافر

ان کفار کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جنکی تالیف قلبی مقصود نہ ہو۔

آپؐ نے فرمایا: زکوۃ ان کے مالداروں سے لے کر ان کے غریبوں

(۱) روایت کیااسکو ابو داؤد نے

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

https://www.al-feqh.com/ur

میں تقسیم کیا جائے گا یعنی زکوۃ امیر مسلمانوں سے لے کر غریب مسلمان کو دی جائے گی۔[۱] کیونکہ زکوۃ کے مقاصد میں یہ ہے کہ غریب مسلمانوں کو مالدار بنایا جائے اور ان کے ساتھ محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم کی جائے اور اس طرح کا تعلق کفار کے ساتھ جائز نہیں ہے تو انکو زکوۃ بھی دینی جائز ہے۔

۴- رسولؐ کی اولاد

نبی کریمؐ کی آل نبیؐ کو انکی شرافت اور اعزاز کی وجہ سے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ آپؐ نے فرمایا کہ» صدقات لوگوں کی میل ہے یہ نہ محمدؐ کے لیے حلال ہے اور نہ ہی اسکی آل کے لیے“[۲]

۵- آل نبی کے غلام

موالی آل نبیؐ کے وہ غلام ہیں جنکو آپؐ کی آل نے آزاد کیا ہے۔آپؐ کا ارشاد ہے کہ «صدقہ ہمارے لیے حلال نہیں ہے اور کسی قوم کے غلام اس قوم سے ہی ہوتے ہیں“۔[۳]

ان میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا حکم بھی آل نبیؐ کے حکم کی طرح ہے یعنی زکوۃ انکے آزاد کردہ غلاموں پر بھی حرام ہے۔

(۱) البخاری
(۲) آل النبی ، بنو ہاشم ہیں۔
(۳) یہ حدیث امام ترمذی نے روایت کی ہے۔

٦- غلام

غلام کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ غلام کا مال اسکے آقا کی ملکیت ہے تو جب اسکو زکوۃ دی جائیگی تو وہ اسکے آقا کی طرف منتقل ہو جائیگی۔ کیونکہ غلام کا نفقہ اسکے آقاکے ذمے ہے لیکن اس سے مکاتب غلام خارج ہے۔ مکاتب غلام کو اتنا دیا جائے گا جس سے وہ عقد کتابت کا قرض اتار سکے اور عامل غلام بھی خارج ہے اگر غلام زکوۃ اکٹھی کرنے پر مامور ہو تو اس کو زکوۃ میں سے دیا جائے گا کیونکہ وہ ملازم کی طرح ہے۔ اور غلام کو اسکی آقا کی اجازت سے اجرت پر لیا جا سکتا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوٰۃ-اور-زکوٰۃ-کا-نکالنا

زکوۃ نکالنا

اسکا وقت

اگر کسی شخص کا مال اسکے قبضے میں ہو تو اس پر زکوۃ نکالنا فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ زکوۃ کی ادائیگی کو صرف ضرورت کے تحت مؤخر کرنا جائز ہے جیسا کہ اسکا مال کسی اور ملک میں ہو یا کسی اور کے قبضے میں ہو۔ زکوۃ کے فوراً نکالنے پر دلیل سورۃ انعام کی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گزرو۔"

اور اللہ تعالیٰ سورۃ نور میں فرماتے ہیں "نماز کی پابندی کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کی فرمانبرداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" اور کسی چیز کا حکم بھی اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ کام فوراً کیا جائے۔

اسکی جلدی کا حکم

دو سال یا دو سال سے کم عرصہ کے لیے وقت سے پہلے زکوۃ ادا کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وقت سے پہلے ادائیگی کرتے ہوئے اسکا نصاب پورا ہو۔

زکوۃ کے نکالنے کی جگہ

افضل تو یہ ہے کہ زکوۃ اسی شہر میں نکالی جائے جس میں مال ہو۔ لیکن کسی حاجت کیوجہ سےایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسرے شہر میں زکوۃ ادا کرنے والے کہ مستحق رشتہ دار رہائش پذیر ہوں تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس میں مصلحت ہے اور صلہ رحمی کا درس ہے۔ اور زکوۃ کو منتقل کرنا جائز اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں عموم پایا جاتا ہے یعنی مطلق فقراء اور مساکین کا ذکر ہے نہ کہ خاص کا۔ ۔

کونسا مال زکوۃ میں دیا جائے اور کونسا نہیں۔

زکوۃ درمیانے مال میں سے نکالی جائے۔ ضروری یہ ہے کہ مال نہ زیادہ اچھا ہو اورنہ زیادہ برا۔ اس لیے چوپایوں میں سے موٹا تازہ جانور یا حاملہ یا ایسا نر جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچا ہو تو ان سب کو زکوۃ میں دینا لازم نہیں ہے۔

اسی طرح بہترین مال سے خام مال کو بطور زکوۃ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ ہاں اگر اسکا سارا مال خام ہے تو اس صورت میں جائز ہو گا۔ یہی صورت چوپاؤں میں بھی ہے اگر اسکے تمام جانور بیمار ہیں تو پھر بیمار جانور زکوۃ میں دے سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا، جسے تم خود لینے والے نہیں ہو۔ ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پروا اور خوبیوں والا ہے"

اور حدیث میں آتا ہے "صدقہ میں بوڑھا اور عیب دار جانور نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی غیر بالغ بکرا، البتہ اگر زکوۃ دینے والا دینا چاہے تو دے سکتا ہے"

اور رسولؐ اللہ نے حضرت معاذ سے فرمایا "لوگوں کے بہترین مالوں سے دور رہو"[۱]

تنبیہات

۱۔ زکوۃ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ زکوۃ کی ادائیگی کے لیے زکوۃ کے مستحقین ڈھونڈے، غیر مستحق کو زکوۃ نہ دے کیونکہ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں «زکوۃ میں مالدار اور مضبوط کمانے والے کا کوئی حق نہیں ہے"[۲]

۲۔ زکوۃ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ زکوۃ کی ادائیگی کے لیے سب سے زیادہ مستحق کو ڈھونڈے جو جتنا زیادہ مستحق ہو گا سکو زکوۃ دینا اتنا ہی زیادہ بہتر ہے جیسے غریب رشتہ دار کو اور غریب طالب علم کو زکوۃ دینا دوسروں کو زکوۃ دینے کی نسبت بہتر اور افضل ہے۔

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/زکوۃ-اور-زکوۃ-نکالنا-مستحقین

https://www.al-feqh.com/ur

زکوۃ کا زیادہ مستحق

زکوۃ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ زکوۃ کی ادائیگی کے لیے سب سے زیادہ مستحق کو ڈھونڈے جو جتنا زیادہ مستحق ہو گا سکو زکوۃ دینا اتنا ہی زیادہ بہتر ہے جیسے غریب رشتہ دار کو اور غریب طالب علم کو زکوۃ دینا دوسروں کو زکوۃ دینے کی نسبت بہتر اور افضل ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/مستحقین-زکوۃ-اور-زکوۃ-کا-نکالنا

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

https://www.al-feqh.com/ur/ فطرانہ

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

فطرانہ

https://www.al-feqh.com/ur

فطرانہ

مندرجات/مشتملات

فطرانے کی تعریف

فطرانے کا حکم

فطرانے کے نکالنے کا وقت

فطرانے کی مقدار

فطرانے کے مصارف

فطرانے کی حکمت

اہم معلومات

فطرانہ

وہ صدقہ جسکی ادائیگی رمضان کے گزرتے ہی مسلمانوں پر فرض ہو جاتی ہے۔

اس کا نام زکوۃ الفطر اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ افطار کی وجہ سے واجب ہوتی ہے۔

فطر کے زکوۃ کا حکم

زکوۃفطرانہ ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو عید کے دن اور اسکی رات اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے کے سوا ایک صاع کا مالک ہو۔

فطرانہ ادا کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کی طرف سے اور ہر اس فرد کی طرف سے ادا کرے جس کا نان نفقہ اسکے ذمہ ہے اور جنین کی طرف سے ادا کرنا مستحب ہے۔ اس وجوب کی دلیل حضرت ابن عمر کی حدیث ہے کہ» آپؐ نے ایک صاع کھجور اور ایک صاع جو فطرانہ، ہر آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر فرض کیا ہے۔اور حکم دیا ہے کہ ااس کو عید فطر کی نماز سے پہلے ادا کیا جائے"[۱]

جو کی تصویر

پکی کھجور کی تصویر

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/فطرانہ

فطرانے کے نکالنے کا وقت

فطرانے کی ادائیگی کا افضل ترین دن عید کا دن ہے طلوع فجر کے بعد اور عید کی نماز سے پہلے اور اسکو عید سے ایک دو دن پہلے دنیا بھی جائز ہے صحابہ کے فعل کیوجہ سے لیکن عید کی نماز سے تاخیر جائز نہیں ہے پیچھے گزری حدیث میں ہے «جس نے نماز سے پہلے ادا کی تو زکوۃ مقبول ہے لیکن اگر بعد میں ادا کی تو صدقات میں سے ایک صدقہ ہے" [۱]

فطرانے کی مقدار

ایک صاع کی مقدار دو آدمیوں کے کھانے کے برابر ہوتا ہے جیسے چاول، کھجور اور گیہوں ۔ حضرت سعید خدری فرماتے ہیں «ہم آپؐ کے زمانے میں عید فطر کے دن ایک صاع اپنے کھانے سے زکوۃ فطر نکالتے تھے۔اور ہمارا کھانا جو، کشمش، خشک دودھ اور کھجور ہوتا تھا"۔[۲] صاع کی مقدار احناف کے نزدیک ۳ء۲۵ کلو گرام ہے اور جمہور کے نزدیک ۲ء۰۴۰ کلو گرام ہے۔ اور اسکی مقدار متوسط آدمی کی چار ہتھیلیاں بھی ہو سکتی ہے۔

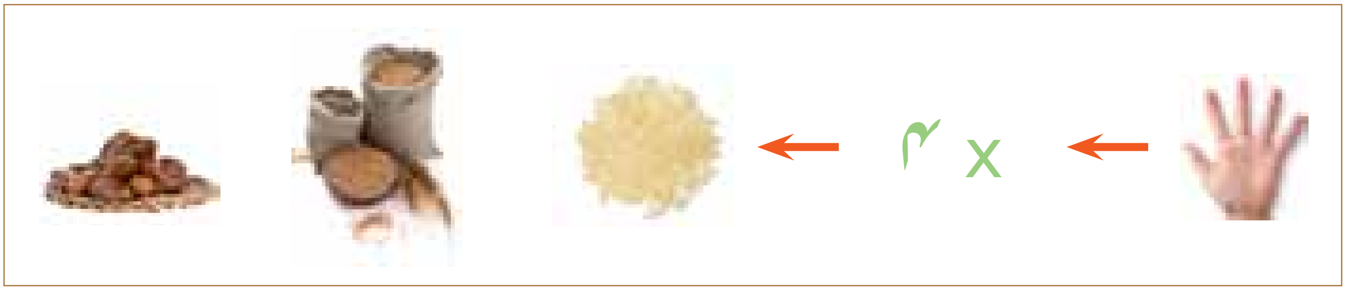

(۱) یہ حدیث امام ابوداؤد کی روایت ہے۔
(۲) یہ بخاری سے روایت ہے

https://www.al-feqh.com/ur/فطرانہ

فطرانہ کے مصارف

جنکو زکوۃ دی جا سکتی ہے انکو فطرانہ بھی دیا جا سکتا ہے فطرانہ اللہ کے اس قول میں داخل ہے جو زکوۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں۔"

فطرانے کی حکمت

۱۔ روزے دار کو لغو اور گندگی سے پاک کرنا ابن عباس کی روایت کیوجہ سے «رسول نے فطرانے کو روزے دار کیلیۓ لغو اور گندگی سے پاکی کیلیۓ اور مساکین کے کھانے کے لیے[1] فرض کیا ہے اور روزے دار غالباً لھو اور لغوکلام کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا فطرانہ روزے دار کی ان کمیوں کو پورا کرتا ہے اور لغو کلام وہ ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور فطرانہ ان حرام الفاظ کے گناہ کو ختم کرتا ہے کیونکہ اس طرح کا کلام اعمال کے ثواب کو کم کرتا ہے اور گویا روزوں کو جلاتا ہے۔

۲۔ عید کے دن فقیروں اور مسکینوں کے معاملے میں وسعت کرنا تاکہ سوال کی نوبت نہ آئے کیونکہ سوال کرنے میں ذلت ہے اور عید خوشی کا دن ہے اور یہ مناسب نہیں ہے تاکہ وہ بھی اور لوگوں کی خوشی میں برابر کے شریک ہوں۔

زکوۃ میں اہم معلومات

زکوۃ میں قیمت

زکوۃ میں اصل تو یہ ہے کہ جس چیز پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ اس سے زکوۃ نکالنا چاہیے لیکن حاجت اور مصلحت کے پیش نظر بھی جائز بھی ہے۔

زکوۃ کے ساتھ حکومت کا تعلق

اصل زکوۃ کا مال وہ بادشاہ کے ساتھ مختص ہے اور زکوۃ دینے والے خود زکوۃ نہیں نکالیں گے۔ ۔ لیکن اگر بادشاہ اس سے باز رہیں تو پھر مسلمان خود ادا کریں گے اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ان سے پوچھ گچھ ہو گی۔

مستحقین کی مصلحت کیلیۓ زکوۃکے مال کی سرمایہ کاری کرنا۔

زکوۃ کے مال کی سرمایہ کاری کرنا جائز ہے کسی نفع مند پر وجیکٹ میں جو مستحقوں کو فائدہ دے۔ اگر جلدی سے کوئی فائدہ مند پروجیکٹ نہ مل رہا ہو تو فوری طور پر تقسیم کر دیا جائے۔

کیا مال میں زکوۃ کے سوا بھی کوئی حق ہے ٹیکسز کی طرح

زکوۃ شریعت کی طرف سے مقرر کردہ حق ہے اور اسکا ادا کرنا مالداروں پر واجب ہے۔ اور مال میں زکوۃ کے علاوہ اور بھی حقوق ہیں جن کی مقدار معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ زکوۃ کی طرح ثابت ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے وجوب کا سبب مال ہے بلکہ وہ عارضی اسباب کی وجہ سے واجب ہو جاتے ہیں اور مال کا ہونا ان کے وجوب کی شرط ہے جیساکہ والدین و عزیز و اقارب کا نفقہ اور بیوی کا نفقہ اور اگر بیت المال کی رقم کافی نہ ہو تو مصیبت زدوں سے مصیبت دور کرنے کیلیۓ مال خرچ کرنا۔

ٹیکس کبھی بھی زکوۃ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ انصاف کی بنیاد پر ہو کیونکہ زکوۃ اللہ کی عبادات میں سے ایک عبادت ہے اور ٹیکس شہری حق ہے تو اس لیے دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

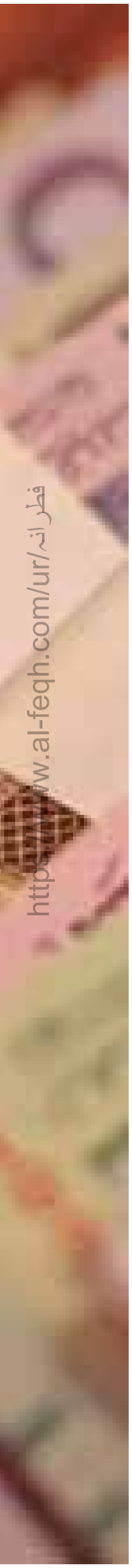
https://www.al-feqh.com/ur/فطرانہ

(۱) یہ حدیث امام ابوداؤد سے روایت ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/فطرانہ

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد احمد

نفلی صدقہ

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-صدقہ

۹

نفل صدقہ

مندرجات/مشتملات

نفل صدقے کی تعریف
نفل صدقے کا حکم
نفل صدقے کے آداب
آداب واجبہ
مستحب آداب
نفل صدقے کے فوائد
وہ فوائد جو انسان کی طرف لوٹتے ہیں۔
وہ فوائد جن کا تعلق معاشرے سے ہوتا ہے۔

نفل

جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ادا کیا جائے اور آدمی پر اس کی ادائیگی فرض نہیں ہوتی۔

اور اس تعریف کے ساتھ وہ ہدیے جو محبت کیوجہ سے دیئے جاتے ہیں نکل جاتے ہیں۔ اس تعریف کے ساتھ وہ تمام صدقات بھی نکل جاتے ہیں جو احکام شریعہ کی وجہ سے واجب ہوتے ہیں۔

نفل صدقے کا حکم

نفل صدقہ تمام اوقات میں مستحب ہوتے ہیں اور خاص کر حاجت کے وقت اور کتاب اور سنت رسول میں اس کی تغیب دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں !» کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ سے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے"

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "جس نے اپنے پاک اور حلال مال میں سے کھجور برابر صدقہ کیا (اور اللہ تعالیٰ پاک اور حلال مال کو ہی قبول کرتے ہیں)۔ پس اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرما کر اس میں صدقہ کرنے والے کے لیے برابر نشونما کرتے رہتے ہیں (جس طرح آپ میں سے کوئی ایک اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتے ہوئے اس میں برابر اضافہ کرتا رہتا ہے یا اس میں برابر نشونما ہوتی رہتی ہے) یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے"[۱]

وہ آدمی جو اللہ کی رضا کے لیے چھپا کر صدقہ کرتا ہے اسکو رسولؐ اللہ نے ان سات آدمیوں میں شمار کیا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ پس رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "اور وہ آدمی اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہو گا جس نے اللہ کی رضا کے لیےچھپا کر اس انداز سے صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے کہ دائیں ہاتھ سے کیا دیا گیا ہے"[۲]

حضرت کعب بن عجرہ فرماتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ "صدقہ گناہ کو ایسے مٹاتا ہے جیسے پانی آگ کو مٹاتا ہے"[۳]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۳) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-صدقہ

https://www.al-feqh.com/ur

نفل صدقے کے آداب

وہ آداب جن کا لحاظ کرنا واجب ہے۔

ا۔ پہلی شرط۔ اخلاص یعنی اللہ کی خوشنودی کیلیۓ دے رہا ہو کہ نہ دکھلاوے کے لیے۔

۲۔ احسان اور گندگی سے بچتے ہوئے «اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان اور گندگی کے ذریعے باطل نہ کرو۔

مستحب آداب

ا۔ وہ قریبی رشتہ دار جن کا نفقہ مسلمان پر لازم نہیں ہوتا انکو صدقہ دینا مستحب ہے جیسے اسکے چچے، ماموں اور بیوی کا اپنے غریب خاوند کو صدقہ دینا ان رشتہ داروں کو صدقہ دینا باقی لوگوں کو صدقہ دینے سے بہت بہتر ہے ۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں «یا بھوک والے دن کھانا کھلانا کسی رشتہ دار یتیم کو"

اورحدیث نبویؐ میں آتا ہے"غریب اور مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے یعنی صرف ایک صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی یعنی دونوں کا ثواب ملتا ہے"[۱]

ب۔ اپنے مال میں سے حلال بہترین اور انسان کو سب سے محبوب مال صدقہ میں دینا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہر گز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرتے ہو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے"

ج۔ چھپ کے صدقہ دینا مستحب ہے کیونکہ یہ اخلاص کے بہت قریب ہے۔ ریا اور شہرت سے بہت دور اور عزّت و اکرام کے بہت قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" اگر تم صدقہ خیرات کو ظاہر کر دو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ مسکینوں کے دو دو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے"

اگر صدقہ کے اظہار میں لوگوں کو صدقہ دینے پر ابھارنا ہو تو پھر لوگوں کے سامنے صدقہ دینا مستحب ہے بشرطیکہ نیّت ٹھیک ہو۔

د۔ جو کچھ موجود ہے اسکو صدقہ میں دینا مستحب ہے اگرچہ وہ تھوڑا ہی

(۱) اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے

کیوں نہ ہو۔ رسولؐ اللہ فرماتے ہیں "آگ سے ڈرو اگرچہ کھجور کے ایک حصے کے برابر ہو"[۲]

نفل صدقے کے فائدے

پہلے ان فوائد کا بیان جن کا تعلق فرد کے ساتھ ہے۔

ا۔ صدقہ دینے سے نفس کی پاکی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں «آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے"

۲۔ صدقہ دینے میں رسولؐ اللہ کی تابعداری اور اقتداء ہے کیونکہ رسولؐ اللہ انتہائی قسم کے سخی تھے اور غربت اور فقر سے لاپرواہ ہو کر خرچ کیا کرتے تھے اور حضرت بلال سے فرمایا کرتے تھے "اے بلال اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو اور اس بات سے نہ ڈرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مال کو کم کر دے گا"[۳]

(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔
(۳) اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/نفلی-صدقہ

۳۔ جو کچھ صدقہ میں دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا پورا پورا بدلہ دیتے ہیں اور اس سے آدمی کا رزق کشادہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " کہہ دیجیے ! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہے تنگ کر دیتا ہے تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اسکا پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے"

۴۔ صدقہ مال میں اضافے اور زیادتی کا سبب ہے۔ کیونکہ وہ انعام کرنے والے کی نعمتوں کا شکریے کو ظاہر کرتا ہے۔ اور شکر کرنے والے کے ساتھ اضافے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ نے فرمایا"اگر تم شکر کروگے میں تمہیں زیادہ دوں گا۔"

دوسرا: وہ فوائد جن کا تعلق معاشرے سے ہوتا ہے۔

ا۔ صدقہ سے معاشروں کے لیے زکوۃ کے مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے۔

۲۔ باہمی کفالت، تعاون، استقرار اور محبت کی فضا مسلم معاشرے میں پیدا ہوتی ہے۔

عبادات کی باتصویر فقہ

احکامِ اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

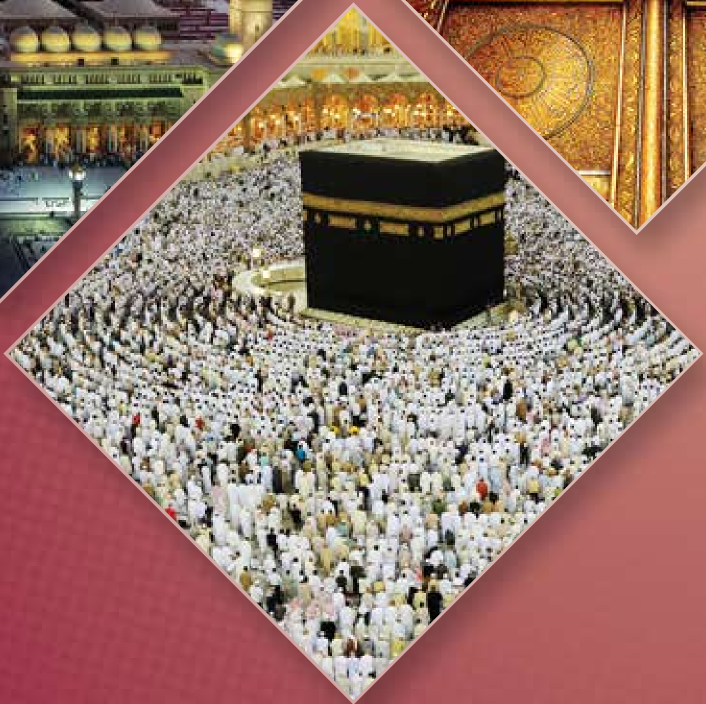

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی
سجاد آحمد

حج کے بارے میں تعارفی مقدمات

https://

حج کے بارے میں تعریفی مقدمات

مندرجات/مشتملات

مکہ مکرمہ تاریخ اور محل وقوع کے اعتبار سے
مکہ کی فضیلت
مکہ اور حرم کے ساتھ خاص احکام
حج کے مشاعر

مکہ

ایسا اسم ہے جو سامی زبان کے لفظ(بک) سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے وادی

مکہ مکرمہ تاریخ اور محل وقوع کے تناظر میں

مکہ مکرمہ کا نام اللہ جل شانہ کے قول میں لفظ بکہ کے ساتھ وارد ہوا ہے(اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ(شریف)میں ہے جو تمام دنیا کیلئے برکت و ہدایت والا ہے) [آل عمران:۹٦]

ابراھیم واسماعیل علیہما السلام کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے انیس صدیاں پہلے مکہ مکرمہ کی تاریخ کا تذکرہ ملتا ہے اس اعتبار سے کہ انہوں نے سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی۔ اللہ جل شانہ ابراھیم علیہ السلام کی حکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں(اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے۔اے ہمارے پروردگار! یہ اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں،پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے اور انہیں پھلوں کی روزیاں عنایت فرما تاکہ یہ شکر گزاری کریں) ، اور ابراھیمؑ کی دعا کے نتیجے میں اسماعیلؑ کے قدموں کے نیچے سے پانی پھوٹ پڑا جب اسکی والدہ ھاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی اور کھانا ختم ہو گیا تھا۔اس زمانے سے قبائل نے مکہ کا رخ کیا اور زندگی کی حل چل شروع ہو گئی۔

کثرت سے مختلف قبیلے یہاں آباد ہونا شروع ہوئے یہاں تک کہ مکہ کی نگرانی قریش کو سونپ دی گئی اور قریش اسکی نگرانی کے فرائض انجام دیتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی جن کی وجہ سے نہ صرف مکہ میں بلکہ پوری دنیا میں طرز زندگی تبدیل ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں مبعوث ہوئے اور کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ٹھہرا اور مکہ مکرمہ اسلامی دعوت کا گہوارہ بن گیالیکن مکہ کے رہائشی اس دعوت سے سخت نفرت کرتے تھے اور اھل دین کو سخت اذیتیں پہنچاتے تھے، یہاں تک کہ مسلمان مدینہ منورہ کی طرف ھجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور وہاں پر اسلامی حکومت قائم ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ مکہ فاتح بن کر لوٹے پس اس وقت سے لیکر آج تک مکہ مکرمہ ایک بڑا اسلامی شہر ہے۔

تحقیق کے ساتھ مکہ مکرمہ اور حرم مکی خاص طور پر مسلمان خلفاء اور بادشاہوں کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے ہیں اور انہوں نے اسکی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ ایک ایسا مرکز بن

https://www.al-feqh.com

https://www.al-feqh.com/ur

گیا جس سے نکلنے والی اسلام کے نور کی شعاعیں سارے عالم کو منور کر رہی ہیں۔

مکہ کی فضیلت

۱۔بے شک یہ یعنی حرم امن ہے ہر اس آدمی کیلئے جو اس میں داخل ہو

اللہ جل شانہ نے فرمایا(جو حرم مکی میں داخل ہو گیا تو وہ مامون ہے)

۲۔مکہ مکرمہ میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابو ھریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(مکہ اور مدینہ کو فرشتوں نے گھیرے ہوا ہے۔ ہر پہاڑی راستے پر ان میں سے ایک فرشتہ نگران مقرر ہے اس میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتے۔[۱]

۳۔مسجد حرام میں نمازایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(مسجد حرام میں ایک نماز دیگر مسجدوں میں ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے)[۲]

۴۔بے شک مکہ مکرمہ اللہ جل شانہ کو زمین کے تمام ٹکڑوں سے زیادہ محبوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(خدا کی قسم بیشک اے مکہ تو اللہ جل شانہ کی سب سے بہترین اور انتہائی محبوب زمین ہے۔[۳]

مکہ مکرمہ کی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔
(۲) اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔
(۳) اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے ۔

مکہ مکرمہ اور حرم کے خاص احکام

۱۔سخت وعید ہے اس آدمی کیلئے جس نے حرم مکی میں برائی کا ارادہ کیا چاھے وہ اپنے ارادے پر عمل کر پائے یا نہ کر پائے۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں(جس کسی نے حرم مکی میں گناہ کا ارادہ کیا ہم اسکو دردناک عذاب چکھائیں گے(الحاد)اللہ جل شانہ کی ہر قسم کی نافرمانی کو کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(اللہ جل شانہ کو انسانیت میں تین آدمی انتہائی مبغوض ہیں اور ان تین آدمیوں میں اس آدمی کا بھی تذکرہ ہے جس نے حرم مکی میں گناہ کا ارادہ کیا۔[۴]

۲۔مکہ مکرمہ میں قتال اور خون بہانے کی حرمت

اللہ جل شانہ نے فرمایا(اور یہ کہ ہم نے اس گھر (خانہ کعبہ) کو لوگوں کیلئے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا) پس جو مکہ میں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(کسی کیلئے مکہ مکرمہ میں اسلحہ اٹھانا جائز نہیں)۔[۵]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اللہ جل شانہ نے حرام کیا ہے مکہ مکرمہ کو اور حرام نہیں کیا اسکو لوگوں نے، پس جائز نہیں ہے مسلمانوں کیلئے کہ اس میں خون بہائے اور نہ ہی اسکے درختوں کو کاٹنا جائز ہے)[۶]

خون خرابے کا منظر

(۴) یعضد کا مطلب ہے کاٹنا ۔
(۵) اللقط اس چیز کو کہتے ہیں جو راستے میں مل
(۶) جائے اور اسکے مالک کا علم نہ ہو۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-بارے-میں-تعارفی-مقدمات

۳۔حرم مکی میں کفار اور مشرکین کے داخل ہونے کی حرمت

اللہ جل شانہ نے فرمایا(اےوہ لوگوں جو ایمان لے آئے ہو بیشک مشرکین ناپاک ہیں پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ جائیں)

اور رسول اللہ ﷺ نے منی کی پہاڑی پر اعلان کرنے کا حکم دیا کہ اعلان کیا جائے (کہ اس سال کے بعد مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی بیت اللہ کا برہنہ طواف کیا جائے۔[۱]

۴۔حرم مکی میں شکار ،درخت کے کاٹنے اور گم شدہ چیز کے اٹھانے کی حرمت مگر یہ کہ گم شدہ چیز وہ آدمی اٹھا سکتا ہے جس کو پتہ ہو کہ یہ فلاں کی ہے۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(اللہ جل شانہ نے مکہ مکرمہ کوحرام کیا ہے پس اسکوحلال نہیں کیا گیا مجھ سے پہلے کسی کیلئے اور نہ میرے بعد کسی کیلئے ،اسکو میرے لئے دن میں ایک گھنٹہ حلال کیا گیا اسکے گھاس کو نہیں کاٹا جائے گا اور نہ ہی درختوں کو،نہ اسکے شکار کو بھگایا جائے گا اور نہ ہی کوئی گم شدہ چیز اٹھائی جائے گی ہاں اس کیلئے اٹھانا جائز ہے جو جانتا ہو۔[۲]

حج کی نشانیاں

حج کی نشانیاں

حج کی نشانیاں حج کے ان ظاھری علامات کو کہتے ہیں جن کی وجہ سے حج کی عبادت دوسری عبادت سے جدا ہوتی ہے۔

۱۔عرفات

عرفات عرفۃ کی مفرد ہے اور عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں آدم وحواء نے ایک دوسرے کو پہچانا یا اس لئے کہ لوگ اس پہاڑی پر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں

عرفات مکہ مکرمہ سے تقریبا ۹ میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں

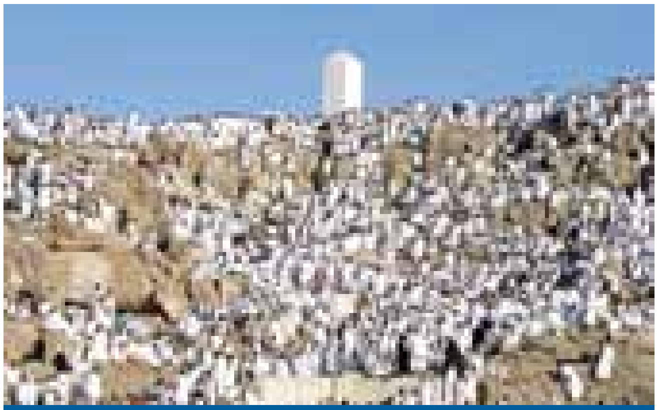

عرفات کا منظر

نمرہ مسجد

نمرہ مسجد کے مغرب میں واقع پہاڑ کا نام ہے اور اسی کی نسبت سے مسجد کا نام رکھا گیاہے۔

اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے وادی عرفۃ میں پڑاو ڈالا اور خطبہ دیا اور نماز پڑھی پس اسی وادی میں رسول اللہ ﷺ کے خطبے اور نماز کی جگہ پر عباسی دور حکومت میں مسجد بنائی گئی پھر اس میں اور اسکی عمارت میں سعودی دور حکومت میں توسیع کی گئی یہاں تک کہ وہ ایک لاکھ دس ہزار مربع میٹر کی ہو گئی اور ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو اس میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔

مسجد نمرہ کی تصویر

(۱) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کی ہے ۔
(۲) اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کی ہے ۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-بارے-میں-تعارفی-مقدمات

https://www.al-feqh.com/ur

مسجد صخرات

یہ مسجد عرفات میں جبل رحمت کے نیچے دائیں طرف واقع ہےاور اس میں بڑے بڑے پتھر ہیں عرفات کی رات رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر حجۃ الوداع کا خطبہ دیا اور یہاں حاجی نویں (۹) ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں

مسجد صخرات کی تصویر

جبل رحمت

یہ ایک پتھر سے بنا ہوا چھوٹا سا پہاڑ ہے اور مکہ مکرمہ کے مشرق میں ۲۰ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور اسکی سطح ہموار اور وسیع ہے اور اسکا کل احاطہ ۶۴۰ مربع میٹر ہے اور اس میں حاجی نویں ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں۔

جبل رحمت کی تصویر

۲۔ منی

منی کو منی کہا گیا ہے اس میں خون بہائے جانے کی وجہ سے۔

یہ مسجد حرام کے شمال مشرق میں ۷ کلو میٹر کے فاصلے پر مکہ مکرمہ اورمزدلفہ کے درمیان واقع ہے جو حاجی جلدی آئے ہیں وہ ۱۱،۱۲ کی رات یہاں گزارتے ہیں اور جو دیر سے آتے ہیں وہ ۱۳ کی رات یہاں گزارتے ہیں، یہ حرم کی حدود ہی میں واقع ہے اور اسی میں مسجد خیف اور جمرات ثلاثہ ہیں۔

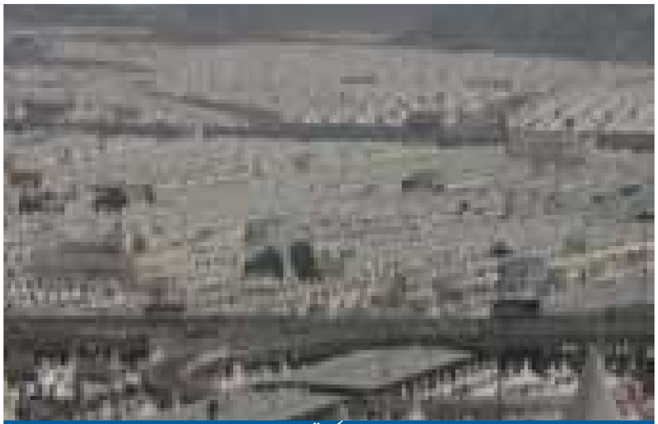

منی کی تصویر

جمرات

جمرات جمرۃ کی جمع ہے اور یہ چھوٹی کنکری کو کہتے ہیں منی میں کنکریاں مارنے کی تین جگہیں مندرجہ ذیل ہیں: الجمرۃ الصغریٰ ،الوسطیٰ، العقبۃ ، اور یہ جمرات تین حوضوں میں واقع تین پتھری ستونوں سے عبارت ہیں۔ یہ نشانی ہے اس جگہ کی جہاں شیطان ظاھر ہوا اور سیدنا ابراھیمؑ نے اسکو مارا۔اور جمرۃ العقبۃ اور وسطیٰ کے درمیان ۲۴۷ میٹر کا فاصلہ ہے اور وسطیٰ اور صغریٰ کے درمیان ۲۰۰ میٹر کا فاصلہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-بارے-میں-تعارفی-مقدمات

https://www.al-feqh.com/ur

مسجد خیف

یہ منی کے جنوبی طرف الجمرۃ الصغریٰ کے قریب واقع ہے۔

مسجد خیف کی تصویر

۳-مزدلفة

مزدلفة منی اور عرفات کے درمیان ہے یہاں حاجی عرفات میں قیام کے بعد رات گزارتے ہیں۔

مزدلفة کے درمیان میں المشعر الحرام واقع ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں حاجیوں کیلئے قیام کرنا ، اللہ سے مانگنا، ذکر کرنا اور شکر ادا کرنا مستحب ہے اور جب حاجی نویں ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے اترتے ہیں تو یہاں قیام کرتے ہیں۔

مزدلفہ کی تصویر

مسجد حرام

خانہ کعبہ

خانہ کعبہ مکعب نما ہے

اسماعیلؑ کا پتھر

یہ بیت اللہ کا شمالی حصہ ہے اور یہ وہ جگہ ہے جب قریش نے کعبہ کی تعمیر نو کی تو کعبہ کی تعمیر کیلئے مختص رقم کم پڑنے کی وجہ سے انہوں نے کعبہ کا یہ حجر والا حصہ خالی چھوڑ دیا تھااور اس پر ایک قوس نما دیوار بنا ڈالی اس بات پر دلالت کیلئے کہ یہ بیت اللہ کا حصہ ہے اور یہ اوپر ذکر کیا گیا نام ایک عام نام ہے کوئی شرعی اصطلاح نہیں ہے۔

کعبہ شریف کا روح پرور منظر

حجر اسود

یہ خانہ کعبہ کے دروازے کی بائیں جانب جنوبی گوشہ کی دیوار میں نصب ہے ، یہ جنت کا پتھر ہے حجر اسود ٹوٹ جانے کے بعد کھجور کے حجم کی مانند آٹھ ٹکڑے باقی رہ گیا ہے۔

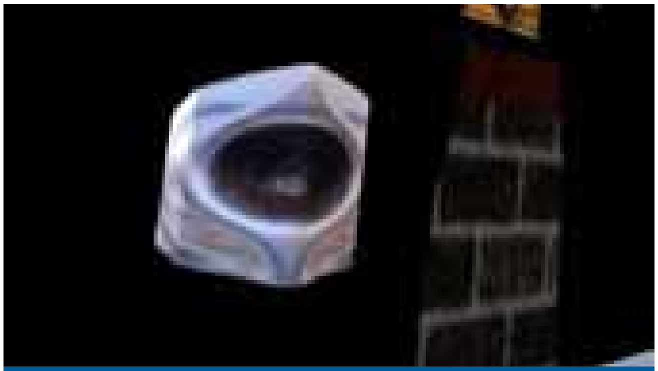

حجر اسود کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-بارے-میں-تعارفی-مقدمات

https://www.al-feqh.com/ur

رکن یمانی

یہ بیت اللہ کا جنوب مغربی گوشہ ہے اور اسے رکن یمانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یمن کی طرف ہے اور رکن یمانی کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ ان بنیادوں پر قائم ہےجو سیدنا ابراهیمؑ اور اسماعیلؑ نے اٹھائیں تھیں۔

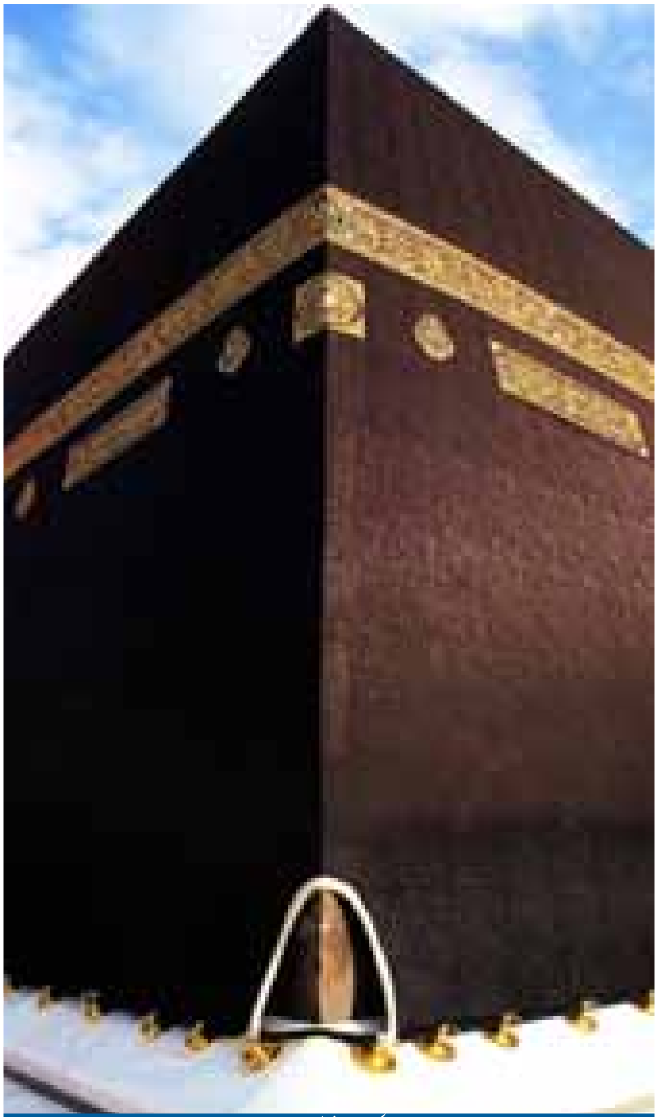

رکن یمانی کی تصویر

الملتزم

یہ حجراسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کی چوکھٹ کے درمیان ہے یہ دعا قبول ہونے کی جگہ ہے اور یہاں رخسار ، سینہ ، بازو، اور ہتھیلیوں کو دیوار کے ساتھ ملا کر دعا مانگنا سنت ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-بارے-میں-تعارفی-مقدمات

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

حج اور عمرہ کے احکام کا بیان

https://www.al-feqh.com/ur

٢

حج اور عمرہ کے احکام

مندرجات/مشتملات

حج

حج کی تعریف

حج کا حکم اور اسکی فضیلت

حج کی شرائط

عمرہ

عمرہ کی تعریف

عمرہ کا حکم اور اسکی فضیلت

حج

حج لغت میں

ارادہ اور متوجہ ہونے کو کہتے ہیں

حج شریعت کی اصطلاح میں

مخصوص عبادات کی ادائیگی کیلئے معین وقت میں مکہ مکرمہ کا قصد اور ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔

حج کا حکم اور اسکی فضیلت

حج اسلام کے ارکان میں سے ایک اھم رکن ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں(لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو ،اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(اسلام کا دارومدار پانچ چیزوں پر ہے : کلمہ طیبہ،نماز کا قیام ، زکوۃ کی ادائیگی، بیت اللہ کا حج اور رمضان کے روزے)[۱]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(جس شخص نے حج کیا اور دوران حج نہ اس نے منہ سے غلط بات نکالی اور نہ ہی گناہ کیا تو اسکے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیۓ جائیں گے)[۲]

اور حج زندگی میں ایک دفعہ واجب ہے۔

(۱) یعنی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) ترمذی کی روایت ہے

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur

حج کی شرطین

۱-اسلام

حج کافر پر واجب نہیں ہے اور نہ ہی وہ ادا کر سکتا ہے

۲- عقل

پس حج مجنون پر واجب نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (میری امت میں تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے)۔[۱]

۳-بلوغ

پس چھوٹے بچے پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر اس نے حج کا احرام باندھ لیا اور حج کیا تو اسکا حج ٹھیک ہے اور وہ فرض حج نہیں ہوگابلکہ نفل ہوگا؛ عبداللہ بن عباس کی حدیث کی وجہ سے (کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بچہ لائی اور پوچھا کہ اسکے لئے حج ہے؟ یا یہ حج کر سکتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اور اسکا ثواب آپ کو ملے گا)۔[۲]

بچے کے احرام کی تصویر

۴-آزاد ہونا

پس غلام پر حج نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (جس غلام نے بھی حج کیا پھر اسکو آزاد کر دیا گیا پس اس پر دوبارہ حج لازم ہے)[۳]

۵-استطاعت و قدرت

وہ سرمایہ اور سواری سے عبارت ہے اللہ کے اس قول کی وجہ سے (لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جواس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے)

۶- عورت کیلئے محرم ہونا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے فرماتے ہیں (میں نے رسول اللہ ﷺ سے خطبے میں فرماتے سنااور عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ) یہ سنتے ہی پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری بیوی حج کے ارادے سے گھر سے نکلی ہے اور میرا نام ایک غزوہ میں لکھا جا چکا ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جاہیئے اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کریں)

(۱) ابوداود کی روایت ہے
(۲) مسلم کی روایت ہے ہے
(۳) یہ حدیث اما بھقیی سے مروی ہے۔

حج-اور-عمرہ-کے-احکام-کا-بیان/https://www.al-feqh.com/ur

حج میں نیابت کا بیان

جو آدمی بڑھاپے، بیماری جس سے شفا ممکن نہ ہو یا جسم میں ایسی کمزوری جس کی وجہ سے سواری نہ کر سکتا ہو، حج اور عمرہ کرنے سے عاجز آگیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا نائب مقرر کرے جو اس کی طرف سے حج اور عمرہ ادا کرے اور یہ اس کی طرف سے کافی ہو جائے گا یہاں تک کہ اگر وہ اپنے نائب کے احرام باندھنے کے بعد بیماری سے ٹھیک ہو گیا تب بھی کافی ہے فضل بن عباس سے روایت ہے (کہ خثعم قبیلے کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میرے والد پر حج فرض ہو گیا ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں اونٹ کی پیٹھ پر ٹھیک طرح نہیں بیٹھ سکتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انکی طرف سے آپ حج کر لیں)

حج سے عاجز ہونے والے شخص کی تصویر

جو آدمی حج میں کسی اور کا نائب ہو اسکے لیے دو شرطیں ہیں

پہلی یہ کہ اس کے اندر حج کی تمام شرطیں پائی جاتیں ہوں۔ دوسری شرط یہ کہ اس نے خود حج کیا ہو اگر اس نے خود حج نہ کیا ہو اور دوسرے کی طرف سے کر رہا ہو تو یہ اسکا حج شمار ہو گا دوسرے کی طرف سے ٹھیک نہیں ہوگا اس پر دلیل جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو لبیک عن شبرمۃ کہتے ہوئے سنا تو پوچھا: شبرمۃ کون ہے؟ تو اس نے کہا میرا بھائی یا رشتہ دار تو رسول

https://www.al-feqh.com/ur

اللہ ﷺ نے پوچھا آپ نے خود حج کیا ہے تو اس آدمی نے کہا نہیں ، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : پہلے اپنا حج کرو پھر شبرمۃ کی طرف سے حج ادا کرو ۔

عمرہ

عمرہ لغت میں

زیارت کو کہتے ہیں

عمرہ شریعت میں

مخصوص عبادات کی ادائیگی کے لئے کسی بھی وقت بیت اللہ کی زیارت کرنے کو کہتے ہیں

عمرہ کا حکم اور اس کی فضیلت

عمرہ زندگی میں ایک دفعہ حج کی طرح واجب ہے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (اسلام یہ ہے کہ آپ گواہی دیں اس بات کی کہ معبود برحق نہیں ہے مگر اللہ کی ذات اور محمد ﷺ اسکے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور حج اور عمرہ ادا کریں اور جنابت سے غسل کریں اور ٹھیک طریقے سے وضو کریں اور رمضان مبارک کے روزے رکھیں)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کفارہ ہے اور وہ حج جو تمام شرائط کے ساتھ ادا کیا گیا ہو اسکی جزاء نہیں ہے مگر جنت)

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-احکام-کا-بیان/

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

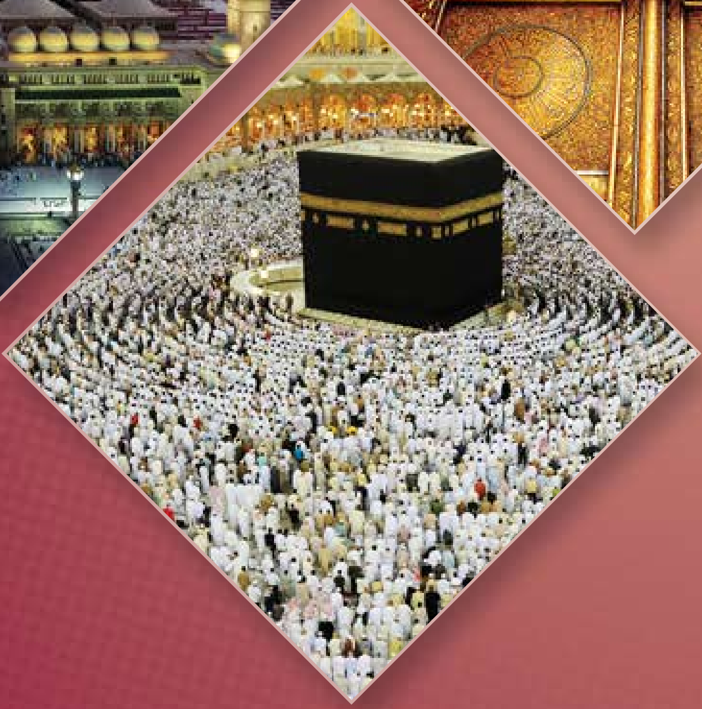

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی

سجاد آحمد

مواقیت

۳ میقات

مندرجات/ مشتملات

میقات کی تعریف
میقات کی قسمیں
میقات مکانی
ذوالحلیفۃ یعنی بیر علی
جحفہ
یلملم
قرن المنازل
ذات عرق
میقات زمانی

میقات لغت میں

دو چیزوں کے درمیان فاصل کو کہتے ہیں

میقات شریعت کی اصطلاح میں

اس زمانے اور مکان کو کہتے ہیں جس کو شارع نے عبادت کیلئے مقرر و مختص کیا ہو۔

میقات کی قسمیں

پہلے میقات مکانی

میقات مکانی

ان مقامات کو کہا جاتا ہے جن کو شارع نے احرام باندھنے کیلئے مختص کر دیا ہے۔

پس جو آدمی حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہو اسکے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر احرام کے میقات مکانی سے گزر جائے اور وہ پانچ مقامات ہیں۔[1]

۱-ذوالحلیفہ

یہ اب مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے اور اسکو بیر علی بھی کہتے ہیں، مکہ سے تقریبا ۴۲۰ کلو میٹر دور ہے یہ مدینہ سے آنے والوں کیلئے میقات ہے

ذو الحلیفہ کی تصویر

۲-جحفہ

یہ مدینہ کے قریب اور مکہ سے تقریبا ۱۸۶ کلو میٹر دور ہے۔
یہ شام، مصر اور مغرب سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔

جحفہ کی تصویر

(۱) مواقیت اوراسکا محل وقوع

https://www.al-feqh.com/ur/مواقیت

https://www.al-feqh.com/ur

۳-یلملم

یمن سے مکہ جاتے ہوئے ایک بہت بڑی وادی آتی ہے جسے آج کل (سعدیہ) کے نام سے پکارا جاتا ہے مکہ سے ۱۲۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہ یمن سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔

یلملم کی تصویر

۴-قرن المنازل/ قرن

اسے آج کل السیل الکبیر بھی کہا جاتا ہے مکہ سے ۷۵ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہ نجد اور طائف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے اور اسی طرح طائف کے راستے میں ایک اور وادی(وادی محرم) آتی ہے یہ بھی نجد اور طائف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے

قرن المنازل کی تصویر

۵-ذات عرق

ذات عرق کو موجودہ دور میں (ضریبہ یا خریبات) بھی کہا جاتا ہے ، یہ مکہ کے مشرق میں تقریبا ۱۰۰ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے اور آج کل بند ہے۔

یہ اھل مشرق (یعنی عراق اور ایران کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے۔

جو کچھ گزر گیا ہے اس پر دلیل عبداللہ بن عباس کی روایت ہے فرماتے ہیں: (رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کو مدینہ والوں کیلئے جحفہ کو شام والوں کیلئے، قرن المنازل کو نجد والوں کیلئے ، یلملم کو یمن والوں کیلئے مقرر کرتے ہوئے فرمایا: پس یہ مقامات میقات ہیں ان کیلئے جن کا میں نے تذکرہ کیا اور ان لوگوں کیلئے جو ان کے راستے پر حج اور عمرہ کی ادائیگی کیلئے آئیں اور جو ان کے علاوہ ہیں انکا میقات وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوئے یہاں تک کہ اھل مکہ کا میقات مکہ ہے)[۱]

ذات عرق کا تذکرہ حدیث میں نہیں آیا اسکو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا۔[۲]

(۱) متفق علیہ حدیث ہے۔
(۲) بخاری کی روایت ہے۔

ذات عرق کی تصویر

https://www.al-feqh.com/ur/مواقيت

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur

مسائل/ مسئلے

اگر کوئی شخص احرام کے بغیر میقات سے گزر گیا تو اس پر واجب ہے کہ واپس لوٹ آئے اگرواپس نہیں لوٹا تو اس پر دم۔ یعنی فدیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مکہ میں ایک بکری ذبح کرئے اور حرم کے فقیروں اور غریبوں میں بانٹ دے۔

اگر کوئی آدمی ان میقات کا رہائشی نہ ہو لیکن یہاں سے گزر رہا ہو تو اس کو بھی انہی میقات سے احرام باندھنا ہوگا، پس اگر کوئی نجد کا رہائشی مدینہ سے گزر رہا ہے تو اسکو بھی مدینہ والوں کی طرح بیر علی سے احرام باندھنا ہوگا۔

اگر کوئی آدمی مکہ کے قریب میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو وہ حج اور عمرہ کیلئے اپنی جگہ سے احرام باندھے گا مثال کے طور پر جدہ، بحرہ اور شرائع کے رھنے والے انہی مقامات سے احرام باندھیں گے۔

اگر کوئی شخص خشکی میں یا سمندر یا ہوا میں سفر کرکے ایسے راستے سے مکہ مکرمہ جا رہا ہے کہ اس میں کوئی میقات مذکورہ مواقیت میں سے نہیں آئے گی تو اس پر مذکورہ مواقیت میں سے کسی میقات کی برابری سے احرام باندھنا واجب ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے (پس اپنے راستے میں اسکے قریب کوئی میقات تلاش کرو)[1]

اگر کسی آدمی نے مکہ مکرمہ سے حج کا ارادہ کیا چاہے وہ مکہ کا رہائشی ہو یا نہ ہو وہ مکہ سے ہی احرام باندھے گا اور اگر اس نے عمرہ کا ارادہ کیا تو وہ حل یعنی تنعیم اور جعرانہ سے احرام باندھے گا اور یہ دونوں مقامات حرم کی حدود سے باہر ہیں۔

(۱) بخاری کی روایت ہے۔

دوسرے نمبر پر (مواقیت زمانی)

میقات زمانی

حج اور عمرہ کا زمانہ

۱-حج کیلئے میقات زمانی

حج کے مہینے یعنی شوال، ذوالقعدہ اور دس روز شروع ذی الحجہ کے ہیں

۲-عمرہ کیلئے میقات زمانی

سارا سال

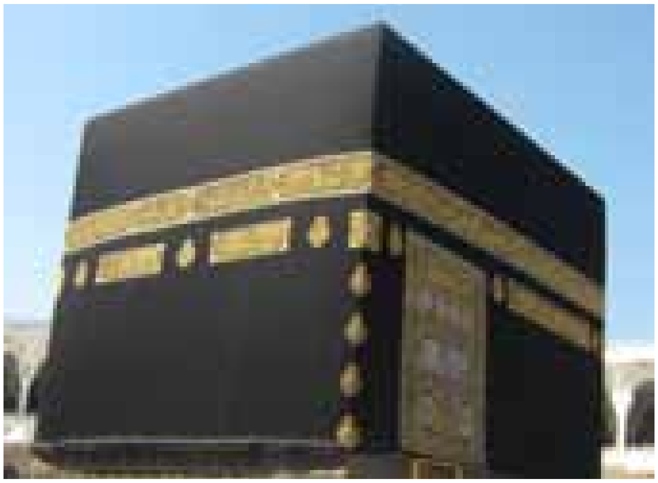

https://www.al-feqh.com/ur/مواقیت

عبادات کی باتصویر فقہ

اِحکام اِسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی	نماز	روزہ	زکوۃ	حج

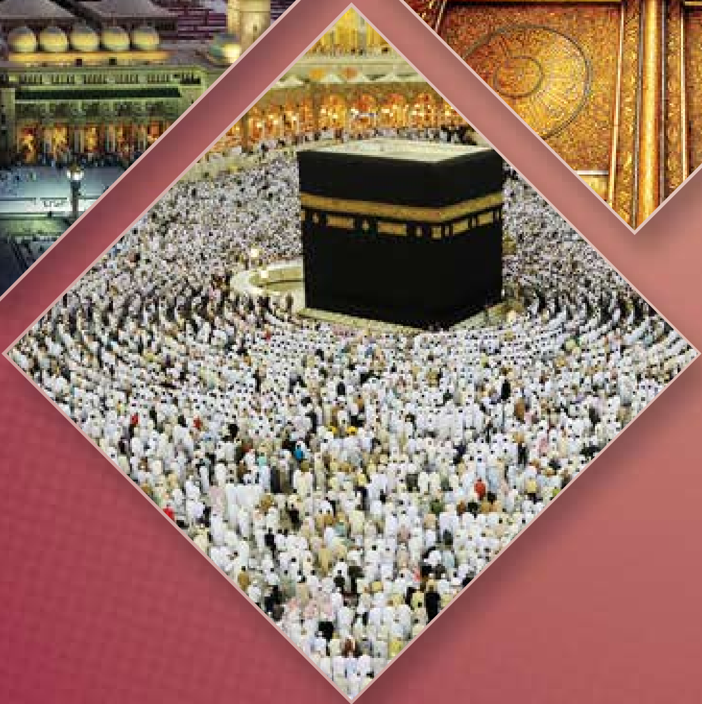

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

ادرام

۴ احرام

مندرجات/مشتملات

احرام کی تعریف

احرام کے مستحبات

احرام کی ممنوعات/ پابندیاں

تأویلات

حاجیوں کیلئے عام نصیحتیں

احرام لغت میں

رکنے کو کہتے ہیں

احرام شریعت کی اصطلاح میں

ایسی عبادت میں داخل ہونے کی نیت جو حج کے اعمال میں سے کسی عمل کے ساتھ ملی ہوئی ہو کو کہتے ہیں۔

احرام بغیر نیت کے نہیں ہوتا ، پس انسان صرف حج اور عمرہ کے ارادے سے محرم نہیں بنتا کیونکہ وہ حج اور عمرہ کا ارادہ کر کے ہی اپنے شہر سے عازم سفر ہوا تھا، اور اس طرح وہ سلے ہوئے کپڑے اتارنے اور تلبیہ کہنے سے بھی محرم نہیں ٹھہرتا ، جب تک حج یا عمرہ کی نیت کر کے احرام نہیں باندھ لیتا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کیلئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے)[1]

احرام کے مستحبات

۱۔ غسل کرنا

خارجہ بن زید بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کیلئے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا۔[2]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۲) یہ ترمذی کی روایت ہے

۲۔ صفائی

صفائی یہ ہے کہ انسان بغل اور زیر ناف بال صاف کرے اور مونچھ اور ناخن کاٹے

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur

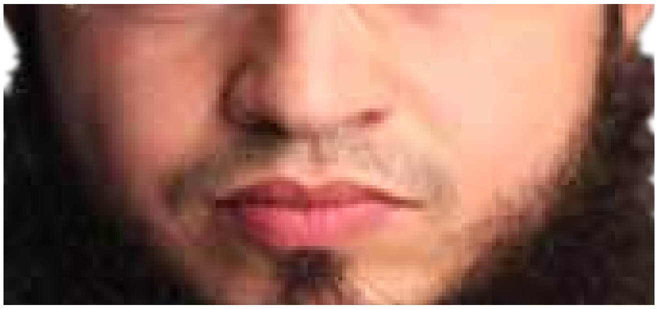

۳-خوشبو لگانا

عائشۃ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی وجہ سے ، وہ فرماتی ہیں(میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگا کر دیا کرتی تھی احرام کیلئے جب وہ احرام باندھتے تھے)۔[۱] کپڑے پر خوشبو نہیں لگائی جائے گی رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے(تم نہ پہنو ایسے کپڑے جن کو زعفران یا ورس سے رنگا گیا ہو)[۲]

خوشبو کی تصویر

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

۴۔آدمی کا احرام سے پہلے سلے ہوئے کپڑے اتارنا اور سفید چادر ،دھوتی اورجوتیاں پہننا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (چاہیے کہ تم احرام میں ہو جاؤ دھوتی، چادر اور جوتیوں کے ساتھ، پس اگر تم میں سے کسی کو جوتیاں نہیں ملیں تو وہ موزے پہنے اور ان کو کاٹ لے یہاں تک وہ صرف پنڈلیوں تک رہ جائیں) [1]، اور عورت جس لباس میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے اسکے لئے کوئی مقرر رنگ نہیں ہے لیکن وہ زینت کے لباس اور آدمیوں کے ساتھ مشابہت سے اجتناب کرے، اور احرام میں نقاب بھی نہ پہنے اور نہ ہی دستانے، لیکن جب وہ اجنبی آدمیوں کے قریب ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سر سے کپڑا لٹکا کر چہرے کو ڈھانپ لے جو کہ ثابت ہے حضرت عائشہ سے وہ فرماتی ہیں (سوار ہم پر سے گزر رہے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اس حال میں کہ ہم نے احرام باندھا ہوا تھا جب وہ ہمارے قریب آتے تو ہم سروں سے چادریں نیچے لٹکا کر چہروں کو ڈھانپ لیتیں اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم چہروں کو واپس آشکار کر لیتیں۔

محرم کے جوتے

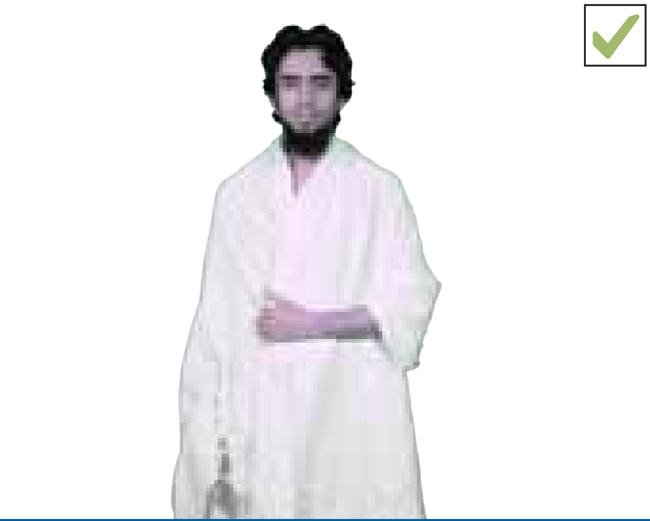

محرم کی چادر اور دھوتی

محرمہ کا نقاب

محرمہ کے دستانے

(۱) یہ مسند احمد کی روایت ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

https://www.al-feqh.com/ur

احرام میں ممنوع چیزیں

۱-آدمی کا چپکے یا چمٹے ہوئے کپڑے سے سر کو ڈھانپنا۔

عبداللہ بن عمر کی حدیث کی وجہ سے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول محرم کونسے کپڑے پہن سکتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا(سلے ہوئے کپڑے، نہ پگڑیاں ، نہ شلواریں اور نہ ہی رومال پہنو)۔[۱]

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کے بارے میں جو احرام کی حالت میں فوت ہو گیا تھا(اسکے سر کو نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن آٹھایا جائے گا اس حال میں کہ یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا)۔[۲]

پس اگر وہ کپڑا سر کے ساتھ چمٹا ہوا نہ ہو جیسا کہ حرم اگر چھتری، خیمہ ، گھر، یا گاڑی کی چھت استعمال کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

محرم کا عمامہ

محرم کی ٹوپی

محرم کی چھتری

محرم کی شلوار

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

۲۔آدمی کیلئے سلے ہوئے کپڑے پہننا

مخیط سے مراد وہ کپڑا ہے جس کو جسم یا بعض جسم کے بقدر سیاگیا ہو جیسے شلوار ، قمیض، موزے،جرابیں،دستانے وغیرہ عبد اللہ ابن عمر کی اس حدیث کی وجہ سے جو پیچھے گزر گئی: لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ، وَلَا الْعَمَائِمَ، وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ، وَلَا الْبَرَانِسَ، وَلَا الْخِفَافَ ۔[1]

اگر احرام کا ارادہ رکھنے والے کو دھوتی نہیں ملی تو اسکو چاہیئے کہ وہ دھوتی ملنے تک شلوار پہن لے اور اگر جوتیاں نہیں ملیں تو موزے پہن لے رسول اللہ ﷺ کے قول کی وجہ سے (پس اگر احرام کا ارادہ رکھنے والے کو جوتیاں نہیں ملیں تو وہ موزے پہن لے اور ان کو کاٹ لے یہاں تک کہ وہ پنڈلیوں تک رہ جائیں)۔[2]

محرم کے موزے

محرم کی جوتیاں

محرم کیلئے سلے ہوئے کپڑے کی صورت

۳۔خشکی کے شکار کو قتل کرنا اور اسکا شکار کرنا

اللہ جل شانُہ کے اس قول کی وجہ سے (احرام کی حالت میں شکار کو قتل نہ کرو) اور اللہ جل شانُہ کے اس قول کی وجہ سے (تم پر خشکی کے شکار کو حرام کر دیا گیا ہے جب تک تم احرام کی حالت میں ہو) اور خشکی کے شکار سے مراد جانوروں اور پرندوں میں سے وہ وحشی جانور ہے جس کا کھانا حلال ہے ۔

پالتو جانور شکار نہیں ہیں پس محرم کیلئے مرغی ، چوپایوں کو ذبح کرنا جائز ہے؛ اور دریا/تری کا شکار بھی جائز ہے اللہ جل شانُہ کے اس قول کی وجہ سے (تمہارے لیے دریا کے شکار اور اسکے کھانے کو حلال کر دیا گیا ہے)

سانپ کی تصویر

بچھو کی تصویر

سمندری شکار کی تصویر جو محرم کیلئے جائز

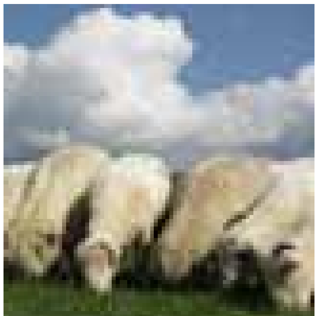

چوپاوں کی تصویر جس کا شکار محرم کیلئے جائز

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۲) یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

خوشکی میں پرندوں کا شکار

۴- بال منڈوانا یا کتروانا یا اکھاڑنا

اللہ جل شأنہ کے اس قول کی وجہ (تم اپنے سروں کے بالوں کو نہ منڈوانا یہاں تک کہ قربانی قربان گاہ تک پہنچ جائے)، سر کے بالوں پر قیاس کرتے ہوئے نہی جسم کے تمام بالوں کو شامل ہے۔

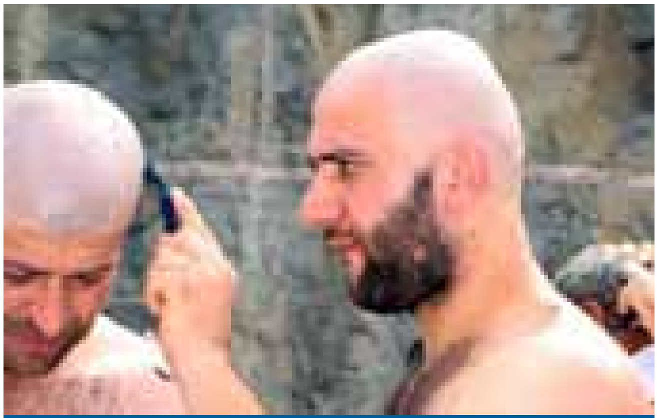

حلق اور قصر کی صورت

۵- ناخن تراشنا

چاھے وہ ہاتھ کے ناخن ہوں یا پاؤں کے

ہاتھ ناخن کاٹنے کا باتصویر طریقہ

پاؤں کے ناخن کاٹنے کا طریقہ

٦- جسم اور کپڑوں کو خوشبو لگانا

محرم احرام باندھنے کے بعد جسم اور کپڑوں کو خوشبو نہیں لگا سکتا اور نہ ہی اسکے سونگھنے کا ارادہ کر سکتا ہے؛ ابن عمر کی پیچھے گزری ہوئی حدیث کی وجہ سے اس میں آیاہے (تم زعفران اور ورس میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنو)[۱] اور اس حدیث کی وجہ سے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں مرے ہوئے آدمی کے بارے میں فرمایا (تم اسکو خوشبو نہ لگاؤ)[۲]

محرم کا اپنے کپڑوں پر خوشبو لگانے کا باتصویر طریقہ

بدن پر خوشبو لگانے کا باتصویر طریقہ

۷- عقد نکاح کرنا

حضرت عثمان کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (محرم نہ نکاح کر سکتا ہے اور نہ ہی اسکا نکاح کرایا جا سکتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کو نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے۔[۳]

۸-جماع

یہ شرمگاہ میں وطی کرنے کو کہتے ہیں اللہ جل شأنہ کےاس قول کی وجہ سے (پس جس نے ان دنوں میں احرام باندھنے کے ساتھ اپنے اوپر حج فرض کر گیا وہ جماع نہ کرے) عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا (پس رفث سے مراد جماع ہے) اور جماع احرام کی حالت میں سختی سے منع کی گئی چیزوں میں سے ایک ہے۔

۹- شرمگاہ کے بغیر مباشرت کا بیان

جیسے عورت کے ساتھ بوس و کنار کرنا اسکو چھونا کیونکہ یہ چیزیں بھی وطی کا ذریعہ ہے اور سبب ہیں اس لیے یہ بھ حرام ہیں ۔

(۱) یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔
(۲) یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔
(۳) یہ مسلم کی حدیث ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

عورت پر احرام کی پابندیوں کا بیان

عورت احرام کی پابندیوں میں مرد کی طرح ہے اور مندرجہ ذیل چیزوں میں مختلف ہے:

ا۔ وہ سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے۔

۲۔ سر کو ڈھانپ سکتی ہے۔

۳۔ نقاب اور دستانے نہیں پہن سکتی رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (محرم عورت نہ نقاب پہنے اور نہ ہی دستانے پہنے)

عورت اجنبی آدمیوں کی موجودگی میں نقاب کے بغیر سر سے کپڑا لٹکا کر چہرہ ڈھانپے گی اور اس کیلئے سونے کے زیور پہننا جائز ہیں۔

توجیہات

ا۔احرام کی دو رکعتوں جنھیں سنت نماز کہا جاتا ہے کی کوئی اصل نہیں ہے جس طرح احرام کے وقت خاص دعا کا کوئی جواز نہیں ہے۔

۲۔ اگر مسافر جہاز میں سفر کر رہا ہو اور اسے یہ ڈر ہو کہ جب وہ میقات پہنچے گا تو احرام نہیں باندھ سکے گا تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے گھریا ایئرپورٹ سے ہی احرام باندھ لے اور وہ صرف احرام کے کپڑے پہننے سے محرم نہیں بنے گا جب تک میقات کے قریب پہنچنے سے پہلے احرام اور حج یا عمرہ کی نیت نہیں کر لیتا۔

۳. بعض حاجی احرام کے لباس پہنتے ہی دائیں کندھے کو ننگاہ کر لیتے ہیں اور اسے اضطباع کہا جاتا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے پس اضطباع طواف قدوم کے وقت ہوتی ہے اس کے علاوہ دائیں کندھے کو ڈھانپا جائے۔

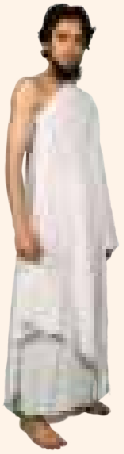

اضطباع کا باتصویر طریقہ

حاجیوں کیلئے عام نصیحتیں

جب مسلمان حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کرے تو اس پر واجب ہے کہ مندرجہ ذیل نصیحتوں کا اہتمام کرے۔

ا۔اپنے آل و اولاد اور دوستوں کو تقویٰ کی وصیت کرے اور تقویٰ اوامر کو کرنے اور نواھی سے رکنے کا نام ہے۔

۲۔ اگر اسکا کسی پر قرض ہو یا کسی کا اس پا قرض ہو وہ اسے دلیل و برھان یعنی گواہ کے ساتھ لکھ لے۔

۳۔ حاجی پر واجب ہے کہ وہ تمام گناہوں سے نجات اور مغفرت کیلئے سچی توبہ کرے اے مؤمنوا تم سب اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔ اللہ جل شانُہ نے فرمایا(اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں)

۴۔ اگر کسی پر کسی کا جانی ومالی یا عزت کا حق ہو تو وہ انکے متعلقین تک لوٹا دے یا سفر شروع کرنے سے پہلے وہ اپنے آپ کو اس سے آزاد کروالے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے (وہ آدمی جس کے پاس اپنے بھائی کا ظلم سے لیا گیا مال ہو یا عزت تو اسے چاھیئے کہ وہ اپنے آپکو اس سے آج ہی یعنی اس دنیا میں ہی آزاد کرالے اس سے پہلے کہ قیامت کا دن آجائے اور اس کے پاس نہ دینار ہوں اور نہ ہی درھم اگر اسکے کوئی نیک اعمال ہوں گے تو اسکے ظلم کے بقدر اس سے لے لئے جائیں گے اور اگر نیک اعمال نہیں ہیں تو مظلوم کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی) [۱]

۵۔ انسان کو چاھیئے کہ حج وعمرہ کیلئے حلال مال میں سے نفقہ مختص

(۱) یہ بخاری کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

https://www.al-feqh.com/ur

کرے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں (بے شک اللہ جل شانہ پاک ہیں اور قبول نہیں کرتے مگر پاک مال اور اللہ جل شانہ نے مؤمنین کو بھی انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جن کا رسولوں کو دیا ہے پس اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: (اے رسولوا حلال اور پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک اعمال کرو) اور اللہ جل شانہ فرماتے ہیں (اے ایمان والوالله کے دیے ہوئے پاک رزق میں سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اس کی عبادت کرتے ہو) پھر ذکر کیا ایک ایسے آدمی کا جس نے لمبا سفر کیا ہوا اور اسکے بال غبار آلود پراگندہ ہوں دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا ہو اور گڑگڑا کر یارب یارب کی صدا لگا رہا ہو لیکن اسکا کھانا حرام کا ، پینا حرام کا ، پہننا حرام کا اور اسکی پرورش حرام سے کی گئی ہو پس کیسے اسکی دعا قبول کی جائے گی؟[1]

٦۔ حاجی پر واجب ہے کہ حج و عمرہ سے مقصود صرف اللہ کی رضا ہونا چاہیئے اور ان بہترین مقامات پر جو اعمال و اقوال اس سے صادر ہو ں ان سے بھی مقصود صرف تقرب الی اللہ ہونا چاہیئے اور اسے اپنے حج سے دنیا کا حصول ، ریا، نیک نامی ، فخر کی مقصودگی سے مکمل اجتناب کرنا چاہیئے

٧۔ حاجی کو چاہیئے کہ حج و عمرہ پر جانے سے پہلے وہ انکے متعلق تمام احکام سیکھ لے اور اگر کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آتا ہو تو اس کے بارے میں پوچھ لے تاکہ اسے مکمل بصیرت حاصل ہو جائے افسوس کی بات یہ ہے بہت سارے حاجی حج کرنے تو چلے جاتے ہیں لیکن انہیں حج کی ادائیگی کی کیفیت کا علم نہیں ہوتا اس طرح انکے بہت سارے فرائض ساقط ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے انکا حج باطل ہو جاتا ہے۔

احرام کے احکام

اگر غسل یا وضو میں سر پر مسح کے وقت محرم کے سر سے بال گر گئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اسی طرح اگر بغیر ارادے یا قصد کے اس کی مونچھوں داڑھی یا ناخنوں سے کچھ گر گیا تو کوئی حرج نہیں ہے اس میں مرد و عورت برابر ہیں

ضرورت یا مصلحت کیلئے محرم کا پاؤں باندھنا جائز ہے

(۱) یہ مسلم کی حدیث ہے

نیت میں شرط لگانا

اگر کوئی آدمی بیمار ہو یا اسے کوئی ایسی چیز کے پیش آنے کا خوف ہو جو عبادت کے پورا کرنے میں حائل ہوتی ہو تو اسکے لیے مستحب ہے کہ وہ احرام کے وقت شرط لگائے اور کہے : میں حاضر ہوں اے اللہ میں عمرہ یا حج کے ساتھ حاضر ہوں لیکن اگر مجھے کسی روکنے والے نے روکا تو اسکا روکنا میرے لیے حلت ہوگی۔

حضرت عائشہ روایت کرتی ہوئی فرماتیں ہیں (رسول اللہ ﷺ ضباعة بنت زبیر کے پاس گئے اور ان سے کہا (شاید آپ حج کا ارادہ رکھتیں ہیں؟ انہوں نے کہا میرا ارادہ تو ہے لیکن مجھے بیماری نے پکڑا ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حج کریں اور شرط لگائیں) اور کہیں یا اللہ میں حلال ہو جاؤنگی جب مجھے آپ نے روکا یعنی کسی حابس نے روکا حج کرنے سے)

https://www.al-feqh.com/ur/احرام

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

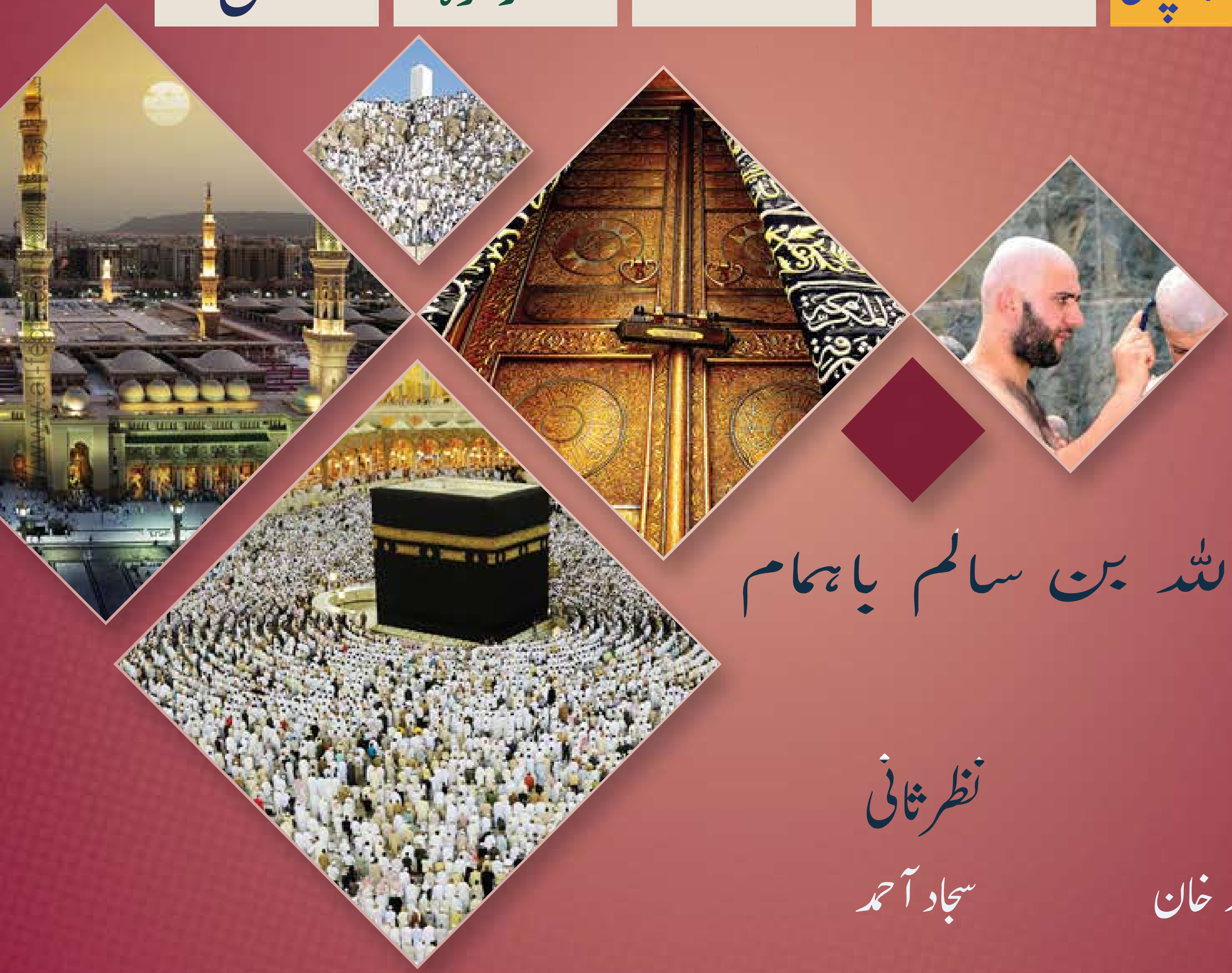

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

نسک اور تلبیہ

https://www.al-feqh.com/ur

۵ نسک اور تلبیہ

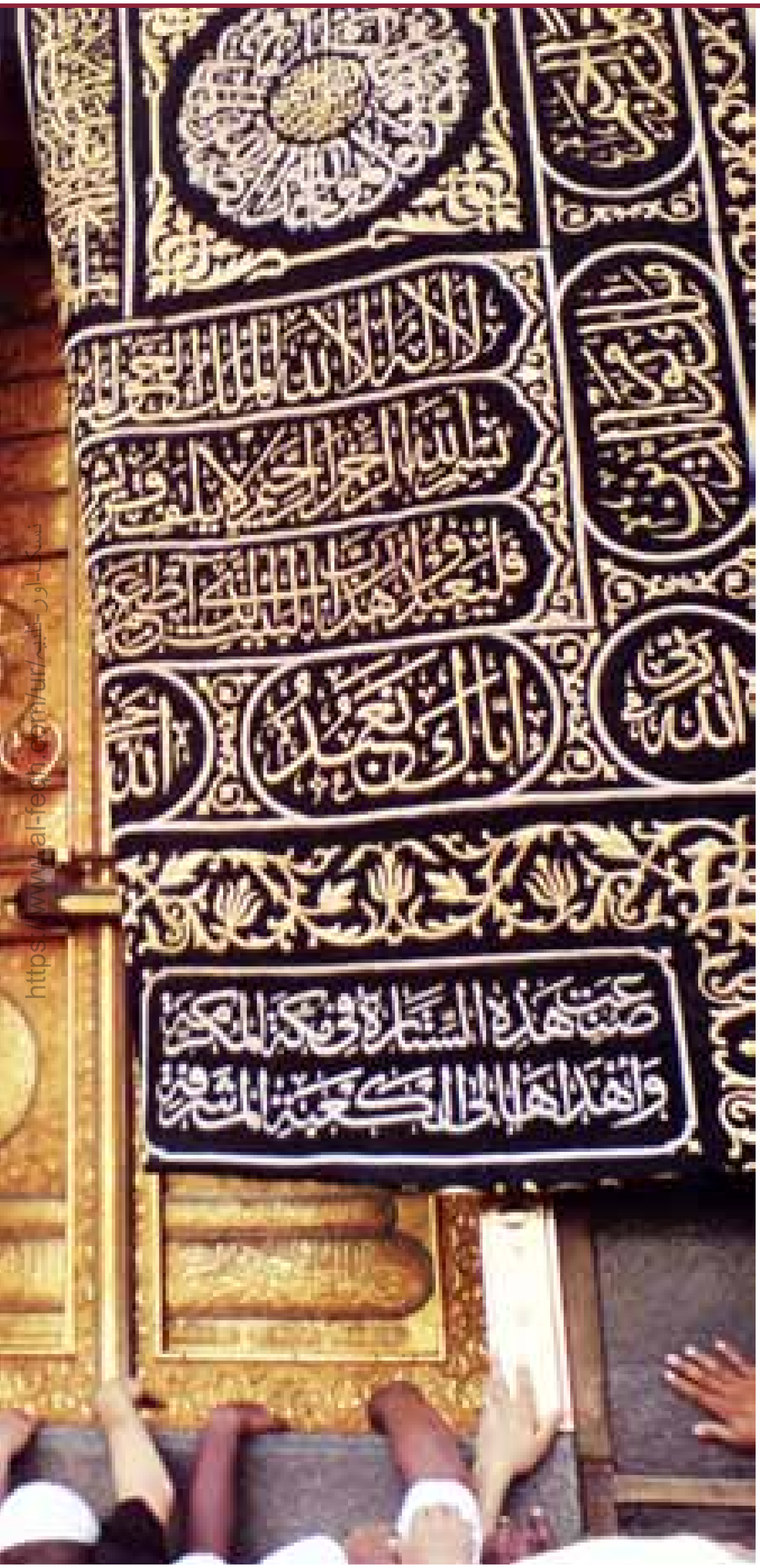

مندرجات/مشتملات

نسک کی تعریف

نسک کی نیت

نسک کی قسمیں

تین مناسک کے درمیان فرق

تلبیہ

تلبیہ کی تعریف

تلبیہ کا حکم

تلبیہ کا وقت اور اسکے مقامات

نسک

نسک لغت میں

عبادت کو کہتے ہیں

نسک شریعت کی اصطلاح میں

حاجی یا عمرہ کرنے والا جو کچھ کہتا یا کرتا ہے کو کہتے ہیں

نسک کی نیت

جب احرام کا اردہ کرنے والا غسل ، پاکی ، اور احرام کا لباس پہننے سے فارغ ہوا اور سلے ہوئے کپڑے اس نے اتاردیے تو وہ حج یا عمرہ میں سے کسی ایک کی عبادت میں داخل ہونے کی نیت کرے گا۔ اور مستحب یہ ہے کہ وہ جس عبادت کی نیت کرتا ہے اس پر تلفظ بھی کرے پس عمرہ اور حج تمتع کے ارادے کے وقت کہے گا (یااللہ میں عمرہ اور حج تمتع کے ساتھ حاضر ہوں) یا کہے (یا اللہ میں حج کے ساتھ حاضر ہوں) اور حج کے وقت کہے گا (یا اللہ میں حج کے ساتھ حاضر ہوں اور حج قران

https://www.al-feqh.com/ur

کا اردہ رکھنے والا کہے گا (یااللہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں یا حج کے ساتھ حاضر ہوں) اور حج و عمرہ کے درمیان قران کا ارادہ رکھنے والا کہے گا (اے اللہ میں حج و عمرہ کے ساتھ حاضر ہوں) حضرت انس کی حدیث کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرما رہے تھے اے اللہ میں حج و عمرہ کے ساتھ حاضر ہوں۔[1] اور اگر اس نے کسی چیز پر بھی تلفظ نہیں کیا تو صرف دل کی نیت بھی کافی ہے۔

نسک کی اقسام

۱-حج تمتع

وہ یہ ہے کہ انسان حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھول دے اور اپنے آپ کو حلال کرلے پھر اسی سال حج کا بھی احرام باندھے متمتع جب مکہ پہنچتا ہے تو وہ عمرہ کے اعمال ادا کرتے ہوئے طواف ، سعی ، حلق یا قصر کرکے اپنے آپ کو احرام سے حلال کرتا ہے اور کپڑے پہن لیتا ہے پس جب ذوالحجہ کا آٹھواں دن آتا ہے تو وہ حج کا احرام باندھ لیتا ہے اور حج کے اعمال ادا کرتا ہے اور اس پر قربانی واجب ہے حج تمتع کی وجہ سے۔

۲-حج قران

حج قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کا ایک ہی دفعہ احرام باندھا جائے یا انسان عمرہ کا احرام باندھے اور طواف شروع کرنے سے پہلے اس پر حج کے ایام آجائیں اور قارن اس وقت تک احرام نہیں کھولتا جب تک وہ حج کے اعمال سے فارغ نہیں ہو جاتا اور اس پر حج قران کی وجہ سے قربانی لازم ہے۔

۳-افراد

حج افراد یہ ہے کہ حاجی صرف حج کا احراام باندھے اور حج کے اعمال سے فارغ ہوئے بغیر احرام نہ کھولے او ر اس پر قربانی نہیں ہے۔

سب سے بہترین حج حج تمتع ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اسکا حکم دیا تھاپھر حج قران اور آخر میں حج افراد ہے۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/نسک-اور-تلبیہ

تین مناسک میں فرق

	حج تمتع	حج قِران	حج إفراد
تعریف	عمرہ اور پھر حج	عمرہ اور حج	صرف حج
احرام	وہ دو مرتبہ احرام باندھے گا ، پہلا عمرہ کیلئے، پھر وہ احرام اتار دے گا ، پھر احرام باندھے گا حج کیلئے	ایک ہی مرتبہ احرام باندھے گا حج اور عمرہ کیلئے	ایک مرتبہ احرام باندھے گا صرف حج کیلئے
لبیک کہے گا	پہلے احرام کے وقت لبیک عمرہ پڑھے گا پھر حج کے احرام کیلئے لبیک کہا پڑھے گا یا وہ کہے گا «لبیک عُمْرَةً متمتعًا بها إلى الحج»	احرام باندھتے وقت کہے گا «لبیک عُمْرَةً وحجًّا».	احرام باندھتے وقت کہے گا«لبیک حجًّا».
قربانی	اسمیں قربانی واجب ہے	اسمیں قربانی واجب ہے	اسمیں قربانی واجب نہیں ہے
طواف	اسمیں دو مرتبہ طواف کرے گا، پہلا عمرہ کیلئے اور دوسرا حج کیلئے	اسمیں ایک مرتبہ طواف کرنا ضروری ہے اور وہ حج کیلئے ہوگا	اسمیں ایک مرتبہ طواف کرنا ضروری ہے اور وہ حج کیلئے ہوگا
سعی	اسمیں دو مرتبہ سعی کرے گا ، پہلی مرتبہ عمرہ کیلئے اور دوسری مرتبہ حج کیلئے	اسمیں ایک مرتبہ سعی ہوگی اور وہ سعی صرف حج کیلئے ہوگی	اسمیں ایک مرتبہ سعی ہوگی اور وہ سعی صرف حج کیلئے ہوگی

https://www.al-feqh.com/ur/نسک-اور-تلبیہ

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/نسک-اور-تلبیہ

تلبیہ

تلبیہ

تلبیہ محرم کے (لَبَّیْکَ اللَّھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالمُلْکَ، لَا شَرِیکَ لَکَ) کو کہتے ہیں

عبداللہ بن عمر کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ اسی طرح تھا۔[۱]

(لبیک اللھم لبیک) کا مطلب ہے حاضر ہوں حاضر ہونے کے بعد تلبیہ اللہ تعالیٰ کی ثناء ، شکر، حکم کی تابعداری، توحید کے اظہار اور شرک سے بیزاری پر مشتمل ہے۔

تلبیہ کا حکم

تلبیہ سنت ہے ، مرد اسے اونچی آواز سے پڑھتا ہے اور عورت فتنے کے خوف سے پست آواز سے پڑھتی ہے ۔

تلبیہ کا وقت اور اسکے مقامات

تلبیہ

عبداللہ بن عمر کی حدیث کی وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ اسی طرح تھا۔[۲]

(لبیک اللھم لبیک) کا مطلب ہے حاضر ہوں حاضر ہونے کے بعد تلبیہ اللہ تعالیٰ کی ثناء ، شکر، حکم کی تابعداری، توحید کے اظہار اور شرک سے بیزاری پر مشتمل ہے۔

تلبیہ کا حکم

تلبیہ سنت ہے ، مرد اسے اونچی آواز سے پڑھتا ہے اور عورت فتنے کے خوف سے پست آواز سے پڑھتی ہے ۔

تلبیہ کا وقت اور اسکے مقامات

محرم تلبیہ احرام کے فورا بعد شروع کردے اور خصوصا جب وہ راستے میں ہو تو زیادہ زیادہ تلبیہ کہے۔

اور بعض مقامات پر تلبیہ کی تأکید کی گئی ہے۔جب وہ اونچائی کی طرف جائے یا وہ ڈھلان کی طرف چل رہا ہو یافرض نماز کے بعد اور صبح یا شام کو بھی ضروری قرار پایا ہے۔

عمرہ میں دو مقامات پر تلبیہ ترک کرنا ہوگا جیسے جب وہ بیت اللہ کو دیکھے اور حجر اسود کا استلام کرے اور حج میں حاجی عید کے دن جمرۃ العقبۃ کی رمی شروع کرے۔

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

حج اور عمرہ کے خواص

https://www.al-feqh.com/ur

حج اور عمرہ کے خواص

مندرجات/مشتملات

حج کی خصوصیات
ذی الحجہ کا آٹھواں دن
ذی الحجہ کا نواں دن
ذی الحجہ کا دسواں دن
ذی الحجہ کا گیارواں دن
ذی الحجہ کا باروان دن
ذی الحجہ کا تیرواں دن

حج کی خصوصیات

جو بھی شخص حج کا ارادہ کرے اس کا حج تین صورتوں پر مشتمل ہوگا ۔حج قران حج تمتع اور حج افراد۔حج تمتع والا عمرہ کرنے بعد احرام سے حلال ہو جاتا ہے اور حج قران کرنےوالا اور حج افراد کرنے والا احرام کی حالت میں رہے گا۔

، اور حج کے اعمال آٹھویں ذی الحجہ کےدن سے شروع ہوتے ہیں تیروہیں دن ختم ہوتے ہیں ۔

ذی الحجہ کا آٹھواں دن (یعنی یوم ترویہ)[۱]

۱۔حاجی کیلئے مسنون یہ ہے کہ وہ آٹھویں کے دن ظہر سے پہلے احرام باندھے، اور وہ احرام باندھے اپنی جگہ سے اگر وہ مکہ میں ہے تو مکہ سے احرام باندھے، اور اگر وہ منی میں ہے تو منی سے احرام باندھے، اور وہ غسل کرے ، اور خوشبو لگائے ، اور احرام والے کپڑے پہنے اور تلبیہ حج کہے (لبیک اللھم حجًا، لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک، إن الحمد والنعمۃ لک والملک، لا شریک لک)[۲]

۲۔ منی کی طرف جائے وہاں ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء کی نمازیں پڑھے اور فجر کی نماز ۹ ذی الحجہ کواادا کرے ہر نماز اسکے وقت میں ادا کرے ، اور چار رکعت والی نماز میں قصر کرے گا اور۹ ذی الحجہ کو سورج کے نکلنے تک منی میں رہے گا اور تلبیہ کثرت سے کہنا مسنون ہے ۔

احرام کی تصویر

خوشبو لگانے کا باتصویر طریقہ

غسل کا باتصویر طریقہ

منی کا منظر

(۱) اس دن کو یوم ترویہ اسلئے کہتے ہیں کہ ترویہ عربی میں سیرابی کو کہتے ہیں اور پہلے زمانے میں حجاج کرام اپنے ساتھ اتنا پانی لے کر جاتے تھے جو ان کیلئے وہاں عرفات اور منی میں کافی ہو سکے کیونکہ وہاں پانی نہیں ہوا کرتا تھا۔
(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

ذی الحجہ کا نواں دن (یعنی یوم عرفہ)

ا۔اس دن جب سورج طلوع ہو تو حاجی تلبیہ کہتے ہوئے عرفہ کی طرف روانہ ہو، اور سنت طریقہ یہ ہے کہ حاجی مسجد نمرہ میں سورج کے زوال تک قیام کرے اگر یہ اسکے لیے آسان ہو، پس جب سورج ڈھل جائے اور ظہر کا وقت داخل ہو جائے تو مسلمانوں کا امام یا اسکا نائب خطبہ دے اور مناسب یہ ہے کہ خطبہ مسلمانوں کی موجودہ حالت پر مشتمل ہو ، اور خطبے میں توحید کا درس ہو اور انکو حج کے احکام اور دین کی اہم باتیں بتلائے۔

۲۔ پھر ظہر اور عصر کی نماز قصر پڑھی جائے گی اور حاجی کیلئے ضروری ہے کہ قبلہ رخ ہو کر توبہ اور استغفار کثرت سے کرتا رہے خوب عاجزی اور انکساری سے یہ مسنون دعا مانگے جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہتر وہ ہے جو میں نے کہا اور جو مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا :ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ آکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے اسی کیلئے بادشاہت ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے [۱]اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ مسنون دعاؤں کا ورد کرے اور اپنی طرف سے دعائیں مانگنے سے اجتناب کرے اگر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تو یہ بھی اچھا ہے آپ ﷺ پر درود پاک بھیجتا رہے حاجی کا میدان عرفہ سے مغرب سے پہلے لوٹنا ہر گز جائز نہیں ہے اگر وہ مغرب سے پہلے عرفہ سے نکل پڑے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ عرفہ کی طرف لوٹ آئے چاہے نصف رات ہی کیوں نہ ہو ، اگر وہ مغرب سے پہلے عرفہ سے نکلتا ہے اور واپس لوٹ کر نہیں آتا تو اس پر دم یعنی قربانی لازم ہے دم ایک بکری ہے یا گائے کا ساتواں حصہ ہے۔

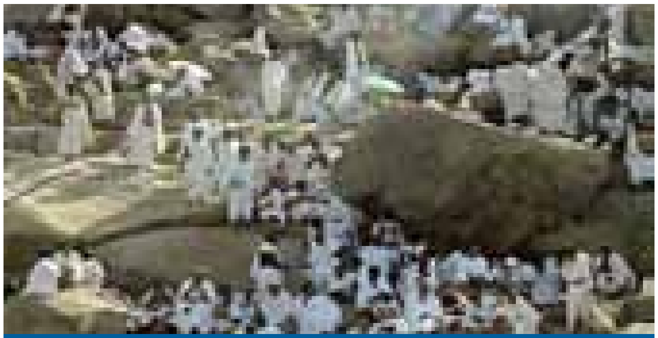

عرفات کے میدان کا منظر

(۱) یہ ترمذی کی حدیث ہے۔

مزدلفہ کا منظر

نمرہ کا منظر

توجیہات

ا۔عرفہ میں حاجی کا وقوف ضروری ہے چاہے کھڑا ہو یا بیٹھا ہو یا لیٹا ہو یا سوار ہو، وقوف سے مراد قیام ہر گز نہیں ہے۔

۲۔ عرفہ کا وقوف حج کا لازمی رکن ہے وقوف عرفہ کے بغیر حج ادا نہیں ہوتا جب وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو حج بھی فوت ہو جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا (حج عرفہ ہے)[۲]

۳۔ ۹ویں ذی الحجہ کو طلوع فجر سے وقوف عرفہ کا وقت شروع ہوتا ہے اور ۱۰ ذی الحجہ کو طلوع فجر تک ختم ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص عرفہ میں ایک لمحے کا قیام بھی کرلے تو اسکا حج ادا ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص عرفہ میں بالکل وقوف نہ کرسکے تو اسکا حج ادا نہیں ہوگا کیونکہ ابن عباس سے مرفوع حدیث ہے کہ (جس نے وقوف

(۲) یہ حدیث امام احمد سے مروی ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

عرفہ طلوع فجر سے پہلے پالیا تو اس نے حج کو پالیا۔)[1]

۴۔ عرفہ سب کا سب وقوف کیلئے ہے جہاں چاہے وقوف کرے آپ ﷺ نے چٹانوں کے قریب قبلہ رخ ہو کر وقوف کیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہاں وقوف کر رہا ہوں اور عرفہ سب کا سب وقوف کیلئے ہے[2] اگر حاجی کو دقت پیش نہ ہو تو جہاں پر آپ ﷺ نے وقوف کیا وہاں وقوف کرے لیکن اگر مشکل پیش آئے تو جہاں بھی آسانی ہو وہاں وقوف کرے عرفہ سے پہلے ایک وادی ہے جس کا نام وادی عرفہ ہے وہاں وقوف کرنا ٹھیک نہیں ہے پہاڑی پر اور چٹانوں پر بھی نہ چڑھے عرفہ کی تمام حدود معلوم ہیں اب تو وہاں جدید علامات نصب کی گئی ہیں جو کہ ہر طرف سے بالکل واضح نظر آتیں ہیں۔

۵۔ حاجی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس دن کی عظمت اور فضیلت کو ذھن میں رکھے اور اللہ تعالیٰ اس دن اپنے بندوں کے ساتھ نہایت سخاوت والا معاملہ کرتے ہیں اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتے ہیں اور بخشش کے دروازے کھولے رکھتے ہیں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ آگ سے نجات دلاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا (عرفہ کے علاوہ کوئی اور دن ایسا نہیں جس میں اللہ جل شانہ زیادہ سے زیادہ اپنے بندوں کوآگ سے نجات دیتا ہے پھر وہ اپنے بندوں کے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟)[3]

۶۔ حاجی کو چاہیئے کہ وہ اس دن کے لمحات کو غنیمت جانے توبہ اور استغفار کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے گھومنے پھرنے اور فضول باتوں اور لوگوں کے ساتھ بحث و مباحثہ میں اپنا وقت ضائع نہ کرے۔

مزدلفہ کی طرف جانا اور وہاں رات گزارنے کا بیان

۱۔ غروب آفتاب کے بعد حاجی عرفہ سے مزدلفہ کی طرف لوٹے اور مسنون یہ ہے کہ حاجی سکون و اطمینان کے ساتھ لوٹے یہاں تک کہ وہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے، اور وہ تلبیہ کہنے والا اور اللہ جل شانُہ کا ذکر کرتا رہے ۔

۲۔ حاجی مزدلفہ میں اپنے سامان وغیرہ رکھنے سے پہلے عشاء اور مغرب کی نماز کو ملا کر پڑھے اور عشاء کی نماز قصر پڑھے۔

۳۔ اور مزدلفہ میں یہ رات گزارنی واجب ہے اور فجر کی نماز پہلے وقت میں ادا کرے۔

۴۔ مزدلفہ سے صرف عذر کی صورت میں جاسکتا ہے جیسے کہ کمزور عورتیں اور بچے اور وہ لوگ جو انکے رفیق سفر ہوں ۔اور خادمین حج بھی جاسکتے ہیں ان تمام مذکورہ افراد کے جانے کا وقت رات آخری پہر ہے جب چاند غروب ہو جائے۔

۵۔ اور جب حاجی فجر کی نماز پڑھے تو مستحب ہے کہ مشعر الحرام کے پاس آئے اور قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہاتھوں کو بلند کرکے کثرت سے ذکر اور تکبیر اور دعا کرتا رہے، یہاں تک کہ خوب روشنی پھیل جائے اور مزدلفہ میں جہاں چاہے قیام کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا(کہ میں نے یہاں قیام کیااور مزدلفہ سب کا سب قابل وقوف ہے)[4] اور جمع سے مراد مزدلفہ ہے

۶۔ اور جب حاجی مزدلفہ سے واپس آجائے تو مستحب ہے کہ شیطانوں کو مارنے کیلئے سات کنکریاں اٹھائے پہلے دن کیلئے اور باقی دنوں کیلئے کنکریاں منیٰ سے لے اور جس بھی جگہ سے لے جائز ہے۔

ذوی الحجہ کا دسواں دن (عید کا دن)

۱۔ فجر کی نماز پڑھے پھر سورج کے نکلنے سے پہلے دعا اور ذکر کیلئے فارغ ہو جائے۔

۲۔ سورج نکلنے سے تھوڑی دیر پہلے حاجی منیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے مزدلفہ سے واپس ہو جائے ، اور راستے میں کثرت سے تلبیہ کہے اور جب وادی محسر پہنچ جائے تو جلدی سے جائے اور یہ وادی منیٰ سے پہلے اور ،مزدلفہ کے درمیان ہے۔ جب منیٰ پہنچ جائے تو عید کے دن والے کاموں میں لگ جائے ۔، اور اسکی مختصر تفصیل: جمرہ عقبہ کی رمی کرنا، اور قربانی کرنا ، اور سر منڈھوانا یا بال کتروانا اور طواف کرنا اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرناہے۔

۳۔ اور جب حاجی منیٰ پہنچ جائے تو جمرہ عقبہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ آخری شیطان ہے منیٰ کی طرف سے اور پہلاہے مکہ کی طرف سے پس جب ادھر تک پہنچ جائے تو تلبیہ ترک کر دے اور شیطان کو سات مسلسل کنکریوں سے مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتارہے اور اسکا مستحب وقت عید کے دن کے صبح

(۱) صحیح الجامع میں امام البانی نے اس حدیث کی ۵۹۹۵ نمبر پر تصحیح کی ہے۔
(۲) یہ حدیث مسلم کی روایت ہے۔
(۳) یہ حدیث مسلم کی روایت ہے۔
(۴) یہ حدیث مسلم کی روایت ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

https://www.al-feqh.com/ur

سے شروع ہوتا ہے اور اگر اس نے صبح سے پہلے رات کے آخری حصے میں رمی کی تو بھی ٹھیک ہے ، اور رمی کا وقت گیارہویں کے دن کے صبح کے طلوع ہونے تک ہے

توجیہات

۔مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اپنے حاجی بھائیوں کو تکلیف دینے سے اجتناب کرے خاص کر شیطانوں کو مارنے کی جگہ اور حج کے باقی شعائر کے ادا کرنے کے دوران۔

۔اور حاجی کو چاہیئے کہ اس بات کا خیال رکھے کہ کنکری کو (مرمی کے حوض میں ڈالے) بعض لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں اور بعض لوگ اس کو دور سے مارتے ہیں پس کنکری مرمی میں نہیں پہنچتی اور اسطرح کرنے سے رمی جو کہ واجب ہے ادا نہیں ہوتی ۔

۔اور مسلمان پر یہ لازم ہے کہ شیطان کو مارنے میں مبالغہ سے اجتناب کرے جیسا کہ بڑے پتھر سے مارنا یا جوتے سے مارنا ، پس سنت یہ ہے کہ کنکری کا سائز مٹر کے دانے سے تھوڑا سا بڑا ہو حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ (میں نے حضور ﷺ کو دیکھا اس حال میں کہ وہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ساتھ شیطان کو مار رہے تھے)[۱]

۔اگر حاجی نےساری کنکریاں ایک ہی دفعہ مار دیں تو ایک ہی کنکری شمار ہو گی، اور اگر اس نے کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو یہ ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہاتھ سے رمی کرنا لازمی ہے۔

۴۔ آدمی سر کو مونڈوائے گا یا پھر سارے سر کے بالوں کو چھوٹا کرے گا اور مونڈوانا بہتر ہے کتروانے سے، عورت سر کے بال بقدر ایک پورے کتروائے گی۔

۵۔ حاجی مکہ مکرمہ واپس آئے اور طواف افاضہ کرے اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں ہے اور طواف کے بعد دو رکعت طواف ادا کرے، بہتر اس طواف میں یہ ہے کہ رمی وحلق کے بعد وہ احرام کے کپڑے اتارلے اور معمول کے کپڑے پہن لے اور خوشبو لگالے حضرت عائشہ کی حدیث جس میں وہ فرماتی ہیں (میں رسول اللہ ﷺ کو احرام کیلیے خوشبو لگاتی تھی جب آپ ﷺ احرام باندھتے تھے اور جب وہ احرام سے حلال ہو جاتے تب بھی بیت اللہ کے طواف سے پہلے خوشبو لگاتی تھی)[۲]

۶۔ طواف کا وقت عید والے دن طلوع فجر کے بعد شروع ہوتا ہے اور وہ حاجی جس نے بڑھاپے یا کمزوری کیوجہ سے مزدلفہ سے آنے میں جلدی کی تو اس کیلئے عید کی رات کے آخری حصے میں بھی طواف افاضہ کرنا جائز ہے اور طواف وداع کو عید کے دن سے لیٹ بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ افضل نہیں ہے یا خلاف راجح ہے ۔

۷۔ طواف افاضہ کے بعدحج تمتع کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور حج افراد اور قران کرنے والے اگر طواف قدوم کے بعد صفاومروہ کے درمیان سعی کر چکے ہوں تو ان پر طواف افاضہ کے بعد سعی نہیں ہے اور جب حاجی طواف افاضہ اور سعی (اگر اس پر تھی) سے فارغ ہوگیا تو عید کے دن کے اعمال ختم ہوگئے اور اسے چاہیئے کہ وہ منی لوٹ جائے اور گیاہویں رات وہاں گزارے۔

(۱) حصی الخذف:ان چھوٹی کنکریوں کو کہا جاتا ہے۔جن کو حاجی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھ کر رمی کرتا ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

https://www.al-feqh.com/ur

جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا باتصویر طریقہ

ہدی ذبح کرنے کی تصویر

حلق اور قصر کی صورتیں

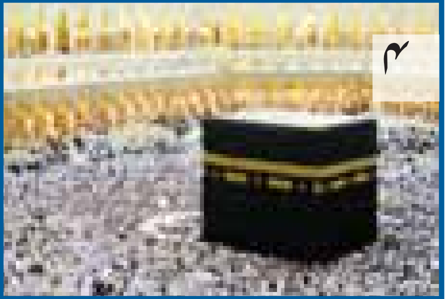

طواف کرنے کا باتصویر طریقہ

صفا اور مروہ کی سعی

منی میں رات کا منظر

عید کے دن کے اعمال کی ترتیب

عید کے دن اعمال گزری ہوئی ترتیب کے مطابق سنت ہیں یعنی پہلے کنکریاں مارنا پھر قربانی ذبح کرنا پھر سر مونڈوانا پھر طواف اور آخر میں سعی کرنا اگر اس پر سعی ہے اگر ان اعمال کی ادائیگی میں تقدیم و تاُخیر سے کام لیا گیا تب بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ترتیب پر زیادہ زور نہیں دیا پس اگر کسی حاجی نے پہلے حلق کیا پھر رمی کی ٹھیک ہے اور اگر پہلے قربانی ذبح کی پھر طواف کیا اور پھر شیطان کو کنکریاں ماریں تب بھی ٹھیک ہے کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ سے اس دن کے اعمال میں تقدیم و تاُخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا(کرو کوئی حرج یا نقصان نہیں)[1]

پہلی حلت اور دوسری حلت

پہلی حلت عبارت ہے ان ممنوع چیزوں کے مباح ہونے سے جو احرام کی وجہ سے محرم پر حرام ہو گئی تھیں البتہ جماع عورتوں کے ساتھ بوس و کنار و عقد نکاح جائز نہیں ہوتا یہ تین چیزیں حاجی کیلئے اس وقت تک جائز نہیں ہوتیں جب تک وہ مندرجہ ذیل کاموں میں سے کوئی سے دو کام نہیں کر لیتا : بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا ، سر مونڈوانا یا کتروانا ہےطواف مع سعی کرنا۔

دوسری حلت ان تمام چیزوں کے جائز ہونے سے عبارت ہےجو احرام کی وجہ سے محرم پر حرام ہوئے تھے اور یہ حلت گزشتہ تمام اعمال کے سر انجام دینےکے بعد حاصل ہوتی ہے ۔

قربانی کے ذبح کا حلات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر قربانی کے ذبح کو گیارہویں دن تک کیلئے مؤخر کر دیا گیا اور عید کے دن کے دوسرے اعمال کر لیے تب بھی حلت حاصل ہو جائے گی اگرچہ قربانی کو ذبح نہ کیا ہو۔

ا۔ تشریق کے دن

ایام تشریق تین ہیں: ذوالحجہ کا گیارہواں، بارہواں اور تیرہواں دن، ان دنوں کو ایام تشریق اس لئے کہا جاتاہے کہ ان دنوں میں قربانی کے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے پھر ان ٹکڑوں کو چھوٹے چھوٹے یا رجوں میں کاٹا جاتا ہے اور سورج کی روشنی میں سوکھایا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں کے بارے میں فرمایا(خبر دار یہ دن کھانے ، پینے اور اللہ کو خوب یاد کرنے کے ہیں)

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

https://www.al-feqh.com/ur

گیارہواں دن اور اسکی رات

گیارہویں رات منی میں گزارنی واجب ہے گیارہویں دن سورج کے زوال کے بعد شیطانوں کو کنکریاں ماری جائیں گی ہر شیطان کو سات کنکریاں ماری جائینگی ۔

رمی کا طریقہ

حاجی پہلے شیطان سے شروع کرے گا اور اسکو پے در پے سات کنکریاں مارے گا اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے گا اور ہر کنکری کا حوض میں گرنا ضروری ہے پھر اس جگہ سے تھوڑا سا آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے گا پھر درمیانے شیطان کو پہلے شیطان کی طرح سات کنکریاں مارے گا اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے گا اور آخر میں بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارے گا اور اسکے بعد دعا کیلئے کھڑا نہیں ہو گا۔

جمرہ وسطی کی تصویر

جمرہ اولی کی تصویر

جمرہ عقبہ کی تصویر

بارہویں دن اور اسکی رات

باریویں رات بھی منی میں گزارنی واجب ہے اور زوال شمس کے بعد تین شیطانوں کو اسی طرح مارے گا جیسے اس نے گیارہویں دن گیا تھا۔
اگر کوئی اس دن جلدی کرانا چاہتا ہے تو رمی کرنے کے بعد غروب آفتاب سے پہلے وہ منی سے نکل کھڑا ہو اگر سورج غروب ہو گیا اور سہ منیٰ میں رہا تو اسکے لئے رات کا ٹھہرنا لازم ہو جاتا ہے اور تیرہویں دن کی رمی بھی لازم ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ وہ تاُخیر کرے اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے (کہ پھر اگر کوئی جلدی کرے اور دو دن میں واپس چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو کوئی دیر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ اس دن برائیوں سے بچے اور فرائض الٰہیہ کے ادا کرنے میں صرف کیے ہوں)۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایام تشریق کے گیارہویں اور بارہویں دن جلدی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے یا تاُخیر کرے تو تیرہواں دن پورا کرے۔

تیرہواں دن اور اسکی رات

تیرہویں دن زوال کے بعد اسی طرح رمی کرے جس طرح اس نے گیارہویں دن کی تھی اور رمی کا وقت غروب آفتاب کے بعد ختم ہوجاتا ہے۔

رمی میں تاُخیر

اگر حاجی رمی میں تاُخیر کرے تو کوئی حرج نہیں ایام تشریق سب کے سب رمی کیلئے خاص ہیں۔

تاُخیر شدہ رمی کا بیان

پہلے دن رمی جمرات ثلاثۃ سے شروع کرے پھر جمرہ صغریٰ کی طرف لوٹے اور اس دن کے بعد والے دن رمی کرے اور رمی کا مناسب وقت زوال کے بعد کا ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

https://www.al-feqh.com/ur

الوداعی طواف

جب حاجی مکہ سے نکلنے کا ارادہ کرے تو الوداعی طواف کرے یہ طواف بھی واجبات حج میں شامل ہے حیض اور نفاس والی عورت پر یہ طواد واجب نہیں ہوتا۔

افاضہ کو رخصتی تک مؤخر کرنا

اگر حاجی طواف افاضہ کو عین رخصتی کے وقت تک مؤخر کرے جائز ہے لیکن یہ افضلیت کے خلاف ہے اگر طواف افاضہ میں وداع کی نیت کرے تو کافی ہو گا۔

طواف کی حکمت

طواف ، رمی ، سعی کا مقصد اللہ کا ذکر قائم کرنا ہے جیسے کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایاکہ بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور رمی کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنےکہ غرض سے ہیں۔[۱]

عمرہ کی صفت یا خاصیت

۱۔جب عمرہ کرنے والا میقات تک پہنچ جائے تو غسل کرے خوشبو لگائے اور احرام باندھ لے اور عمرہ کی نیت کرے یہ کہتے ہوئے۔«لبیک عُمْرۃً»

غسل کا طریقہ

احرام کرنے کا باتصویر طریقہ

(۱) یہ ابو داود کی حدیث ہے

خوشبو لگانے کا باتصویر طریقہ

۲۔ شروع کرے تلبیہ یہ کہتے ہوئے (لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ)[۲] اور تلبیہ کہتا جائے یہاں تک کہ بیت اللہ کو دیکھ لے اور حجر اسود کو چوم لے۔

۳۔ مسجد میں داخل ہونے کیلئے جائے اور دائیں طرف سے مسجد میں داخل ہو اور مسجد میں داخل ہونے کی دعا بھی پڑھ لے ۔

۴۔ تلبیہ ترک کرے اور بیت اللہ کا طواف کرنا شروع کردے پس حجر اسود سے شروع کرے اسکو چومنے ساتھ اگر ممکن ہو ا نہیں تو اسکو اشارہ کرے اور کہے (بسم اللہ واللہ اِکبر، اللھم إیمانًا بک، وتصدیقًا بکتابک، ووفاءً بعھدک، واتباعًا لسنۃ نبیک محمد ﷺ)

۵۔ بیت اللہ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھے اور سات چکر لگائے حجر اسود سے شروع کرے اور اسی پر ختم کرے۔

۶۔ پہلے تین چکروں میں رمل کرنا سنت ہے اور رمل یہ ہے کہ تیزی سے چلے اور زور سے قدم اٹھائے اور قدم نزدیک نزدیک رکھے اورکندھوں کو خوب پہلوانوں کی طرح ہلاتا ہوا چلے، اور سارے طواف میں اضطباع کرنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ دائیں کندھے کو ننگا رکھے اور چادر اسکے نیچے سے لا کر اس کے دونوں سروں کو بائیں کندھے پر ڈال دے۔

طواف کی شرائط

طواف میں نیت ، پاکی ، ستر کا ڈھانپنا، سات چکر لگانا، حجر اسود سے ابتدا کرنا بیت اللہ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور چکروں میں تسلسل شرط ہے اس وقت تسلسل شرط نہیں جب نماز قائم ہو جائے یا جنازہ سامنے آجائے ہس وہ نمازپڑھ لے اور جنازے میں شریک ہو جائے اور پھر وہاں سے طواف شروع کرے جہاں سے اس نے چھوڑا تھا، اور طواف سارے بیت

(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص/

https://www.al-feqh.com/ur

اللہ کا ہونا چاہیئے اگر وہ طواف کے دوران حجر میں داخل ہو گیا تو طواف ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ حجر بیت اللہ میں سے ہے۔

۷۔ طواف میں طواف کرنے والا جو دعا مانگنا چاہے مانگ سکتا ہے اور جب وہ رکن یمانی کے قریب پہنچے تو اسے چوم لے اور تکبیر کہے اگرچومنے کی طاقت نہ ہو تو اشارہ نہ کرے اور نہ ہی تکبیر کہے اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان (ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً، وفی الآخرۃ حسنۃً، وقنا عذاب النار)[1] پڑھے۔

۸۔ جب ساتویں چکر سے فارغ ہو جائے تو چادر کے ساتھ اپنے دونوں کندھوں کو ڈھانپ لے اور اضطباع ترک کر دے کیونکہ اضطباع طواف عمرہ یا طواف قدوم میں سنت ہے۔

پھر اگر ممکن ہوا تو مقام ابراہیم کی طرف چلا جائے اور دو رکعت پڑھ لے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد (الکافرون) اور دوسری میں (الاخلاص) پڑھے اور اگر مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو جہان چاہے پڑھ لے۔

(۱) یہ ابوداود کی حدیث ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

توجیهات

ـ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ حجر اسود کے تقبیل اور استلام کے سلسلے میں لوگوں کو تکلیف پہنچائے اور نہ ہی اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے اور اسی طرح وہ رمل بھی نہ کرے اگر اسکے رمل کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو۔

۰ـ طواف کے دوران وہ دعائیں پڑھے جو اسکے لیے آسان ہوں ان مذکورہ دعاؤں کے علاوہ طواف کیلئے کوئی خاص دعا نہیں ہے۔

۰ـ اگر طواف میں قرآن کی تلاوت کرے تو بھی ٹھیک ہے۔

ـ اضطباع طواف قدوم اور عمرہ کے ہر چکر میں سنت ہے۔

۹ـ عورت کیلئے اپنی زینت کو ظاھر کرنا خوشبو لگانا جائز نہیں اور اونچی آواز سے ذکر اور دعا مانگنا بھی جائز نہیں ہے۔

۱۰ـ جب صفا کی طرف نکلے اور قریب ہو تو قرآن کی یہ آیت تلاوت کرے (صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں اس لئے بیت اللہ کا حج اور عمرہ کرنے والے پر ان کا طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں اپنی خوشی سے بھلائی کرنے والوں کا اللہ قدر دان ہے اور انہیں خوب جاننے والا ہے۔

قبلہ رخ ہو کر صفا پر چڑھے اور ہاتھوں کو اٹھا کر تکبیر کہے اور اللہ کی تعریف کرے اور کہے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ،[۱]

آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)[۲] یہ ذکر کرنے کے بعد دعا مانگے پھر دوبارہ وہی ذکر کرے اور دعا مانگے پھر وہی ذکر کرے اور دعا مانگے۔

۱۱ـ مروہ کی طرف متوجہ ہو کر صفا سے اترے اور دو سبز نشانیوں کے درمیان چلنے میں تیزی کرے اور مروہ پر چڑھ جائے اور وہی کرے جو اس نے صفا پر کا تھا۔

۱۲ـ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے (جانا ایک چکر شمار ہوگا اور لوٹنا دوسرا چکر شمار ہوگا) سعی میں باوضو ہونا سنت ہے اگر حاجی نے بےوضو سعی کی تب بھی ٹھیک ہے جیسا کہ تسلسل سعی اور طواف کے چکروں میں سنت ہے۔

(۱) یہ بخاری کی حدیث ہے۔
(۲) یہ مسلم کی حدیث ہے

صفااور مروہ کے درمیان سعی کا منظر

۱۳ـ سعی کے بعد آدمی اپنے سر کے بال کٹوائے، اتنے بال کٹوائے کہ بالوں کی کٹائی واضح طور پر نظر آنے لگے اور عورت اپنے بالوں کو ایک پورے مقدار تمام اطراف سے چھوٹے کروائے۔

۱۴ـ اور مرد کیلئے افضل سر کو منڈوانا ہے اس لیے کہ یہ حضرت ابو ھریرۃ سے ثابت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے اللہ سر مونڈوانے والوں کی مغفرت فرما صحابہ کرام نے کہا : اور بال کتروانے والوں کا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سر مونڈوانے والوں کی مغفرت فرما، صحابہ نے پھر کہا: اور بال کتروانے والوں کا؟ تورسول اللہ ﷺ نے تیسری دفعہ بھی وہی جملہ دھرایا اور پھر کہا اور سر کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما)[۳]، اور اگر اس نے حج تمتع کی نیت کی ہوئی ہو اور عمرہ اور حج کے درمیان اتنی مدت نہ ہو کہ اسکے بال بڑھ جائیں تو اسکے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ سر کے بال کتروائے اور حلق کو حج کیلئے مؤخر کردے۔

احرام سے اپنے آپ کو حلال کرلے اس کے ساتھ ہی اسکا عمرہ پورا ہو گیا۔

عورت طواف اور سعی میں مرد کی طرح ہے مگر یہ کہ وہ طواف میں رمل نہیں کرے گی صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں تیزی نہیں کرے گی اور نہ سر منڈھوائے گی بلکہ سر کے سارے بال انگلی کے پورے کے برابر چھوٹے کرے گی۔

(۳) یہ بخاری کی حدیث ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/حج-اور-عمرہ-کے-خواص

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

حج	زکوۃ	روزہ	نماز	طہارہ / پاکی

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظرثانی

سجاد آحمد

حج کے ارکان،واجبات اور سنتوں کا بیا ن

https://www.al-feqh.com/ur

حج کے ارکان ،واجبات ، اور سنتیں

مندرجات/مشتملات

حج کے ارکان
حج کے واجبات
حج کی سنتیں

حج کے ارکان

۱۔احرام: رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے (تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کیلیئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے)[۱]

۲۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (سعی کیا کرو کیونکہ اللہ نے سعی تم پر فرض کر دی ہے)[۲]

۳۔ عرفات پر وقوف کرنا: کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (حج عرفات پر وقوف کا نام ہے)[۳]

۴۔ طواف افاضہ : کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں (اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں)

(۱) یہ بخاری کی حدیث ہے
(۲) یہ امام سے احمد مروی ہے
(۳) یہ ترمذی کی حدیث ہے

تنبیہ

جس نے حج کے ارکان میں سے کوئی رکن چھوڑ دیا اگر وہ احرام ہو تو اسکا حج نہیں ہوا کیونکہ اس نے نیت ہی نہیں کی اور نیت کے بغیر عبادت نہیں ہوتی اور اگر وہ احرام کے علاوہ کوئی اور رکن ہو تو اس وقت تک حج نہیں ہو گا جب تک وہ اس رکن کو کر نہ ڈالے

حج کے واجبات

۱۔ میقات سے احرام باندھنا حضور ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے ہے جس میں آپ ﷺ میقات کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں(یہ مقامات میقات ہیں ان لوگوں کیلیئے جو یہاں رہتے ہیں اور ان کیلیئے جو حج و عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوئے اور وہاں سے گزرتے ہیں۔)[۴]

۲۔ وہ آدمی جو دن کے وقت عرفات جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ سورج غروب ہونے تک وہاں وقوف کرے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غروب تک وقوف کیا تھا۔مزدلفہ میں رات گزارنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں رات گزاری تھی اور فرمایا (چاہیئے کہ میرا امتی یہاں ٹھرنے یعنی رات گزارنے کو عبادت سمجھے پس مجھے پتہ نہیں ہے یا میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے اس سال

(۴) یہ بخاری کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-ارکان،و...بیان

https://www.al-feqh.com/ur

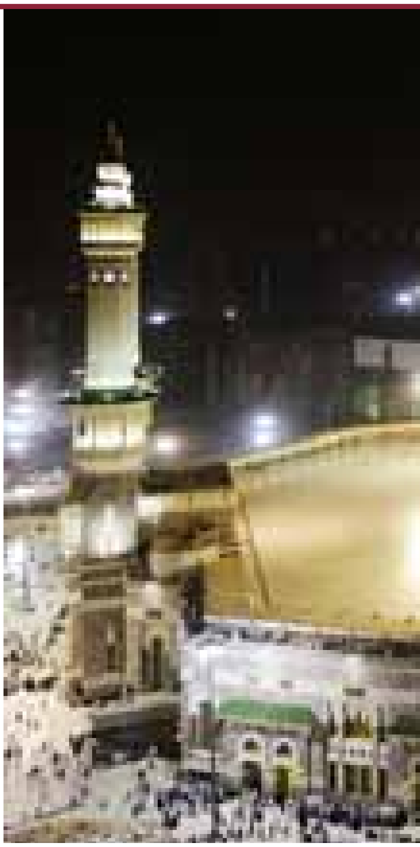

کے بعد میری ان سے ملاقات نہ ہو)[۱] اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو آدھی رات کے بعد وہاں سے جانے کی اجازت دیدی تھی پس یہ اس بات پر دلیل ہے کہ مزدلفہ میں رات گزارنا لازم ہے۔

۳۔ اُیام تشریق کی رات منی میں گزارنا ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے چرواہوں کو منی میں رات گزارنے کی رخصت دینا ثابت ہے[۲] یہ اس بات پر دلیل ہے کہ منی میں رات گزارنا واجب ہے۔

۴۔ شیطان کو کنکریاں مارنا کیونکہ اللہ جل شأنہ کا ارشاد ہے (اور تم اللہ جل شأنہ کا ذکر کیا کرو ایام تشریق میں) کیونکہ (الأیام المعدودات) سے مراد ایام تشریق ہیں، اور شیطان کو کنکریاں مارنا اللہ جل شأنہ کے ذکر میں سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی، شیطان کو کنکریاں مارنا انسانوں پر لازم کیا گیا ہے اللہ کے ذکر کو قائم رکھنے کیلیۓ)[۳]

۵۔ سر کے بال منڈوانا یا کتروانا اللہ کے اس قول کی وجہ سے (ان شاء اللہ تم یقینا پورے امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے)

۶۔ طواف وداع اس لیے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (لوگوں کو حکم دیا گیا کہ آخری ٹھکانہ انکا بیت اللہ ہوگا مگر یہ کہ حائضہ عورت سے تخفیف کی گئ ہے)

حج کی سنتیں

۱۔احرام کیلیۓ غسل کرنا اور خوشبو لگانا۔

ایک ازار اور سفید چادر پہننا۔

۲۔ جب سے احرام پہنے تب سے جمرۃ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پڑھنا۔

۳۔ مفرد اور قارن دونوں کیلیۓ طواف قدوم کا کرنا۔

۴۔ طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا۔

۵۔ طواف قدوم میں اضطباع کرنا اور اضطباع یہ ہے کہ وہ چادر کے درمیانی حصہ کو دائیں کندھے کے نیچے سے اور اسکے دونوں اطراف کو بائیں کندھے پر رکھے

۶۔ عرفہ کی رات منی میں قیام کرنا۔

۷۔ حجر اسود کو بوسا دینا۔

۸۔ مزدلفہ کے مقام پر اس طور پر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو اکھٹا پڑھنا کہ وقت مغرب کے بعد کا ہو

۹۔ اگر آسانی ہو تو فجر سے اشراق تک مشعر الحرام کے پاس وقوف کرے وگرنہ مزدلفہ سارے کا سارہ ہی قابل وقوف ہے۔

"

حج کی سنتیں

جس نے حج کی سنتوں میں سے کوئی سنت ترک کی اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے اور اسکا حج ٹھیک ہے

حج کے واجبات

جس نے حج کے واجبات میں سے کوئی واجب ترک کیا تو اس پر دم لازم ہےاس کی کو پورا کروایا جائے گا۔

"

(۱) یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے
(۲) اس حدیث کو ابویعلی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے
(۳) یہ ابوداود کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/حج-کے-ارکان،واجبات-اور-سنتوں-کا-بیان

عبادات کی باتصویر فقہ

احکام الاسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

عمرہ کے ارکان ،واجبات اور
سنتوں کا بیا ن

https://www.al-feqh.com/ur

۸ عمرہ کے ارکان، واجبات،اور عمرہ کی سنتیں

عمرہ کے ارکان

۱۔احرام: رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے:(بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بیشک ہر آدمی کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی)۔[۱]

احرام کی تصویر

۲۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا: رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے:(سعی کرو! بیشک اللہ نے سعی کو تمہارے اوپر فرض کیا ہے)۔[۲]

مندرجات/مشتملات

عمرہ کے ارکان

عمرہ کے واجبات

عمرہ کی سنتیں

۳۔ طواف کرنا: اللہ جل شأنہ کے اس قول کی وجہ سے(اور چاہیئے کہ پرانے گھر کا طواف کریں)۔

https://www.al-feqh.com/ur/عمرہ-کے-ارکان-واجبات-اور-سنتوں-کا-بیان/

https://www.al-feqh.com/ur

عمرہ کے واجبات

۱۔میقات سے ہی احرام باندھنا: کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا ذکر موقیت کے بعد(یہ مذکورہ مقامات میقات ہیں انکے لیے جو وہاں رہتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو حج وعمرہ کا ارادہ کئے ہوئے وہاں سے گزر کر آتے ہیں)[۱]

احرام کی تصویر

۲۔ سر مونڈھوانا یا بال کتروانا: کیونکہ ارشاد ربانی ہے (ان شاء اللہ تم یقینا پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے سرمنڈوائے ہوئے اور سر کے بال کتروائے ہوئے)

حلق اور قصر کی صورتیں

عمرہ کی سنتیں

ارکان و واجبات کے علاوہ کے اعمال مسنون ہیں جیسا کہ آرہے ہیں

تنبیھات

۱۔جس نے عمرہ کے ارکان میں سے ایک رکن بھی چھوڑ دیا اسکے مناسک پورے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اس کو ادا نہ کرے۔

۲۔ جس نے عمرہ کے واجبات میں سے ایک واجب چھوڑ دیا اس پر دم ہے (یعنی بکری کا ذبح کرنا یا گائے کا یا اونٹ کا ساتواں حصہ ہے)

۳۔ جس نے عمرہ کی سنتوں میں سے کسی سنت کو چھوڑ دیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے اور اسکا عمرہ بھی صحیح ہے۔

(۱) یہ بخاری کی حدیث ہے

عبادات کی باتصویر فقہ

احکامِ اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

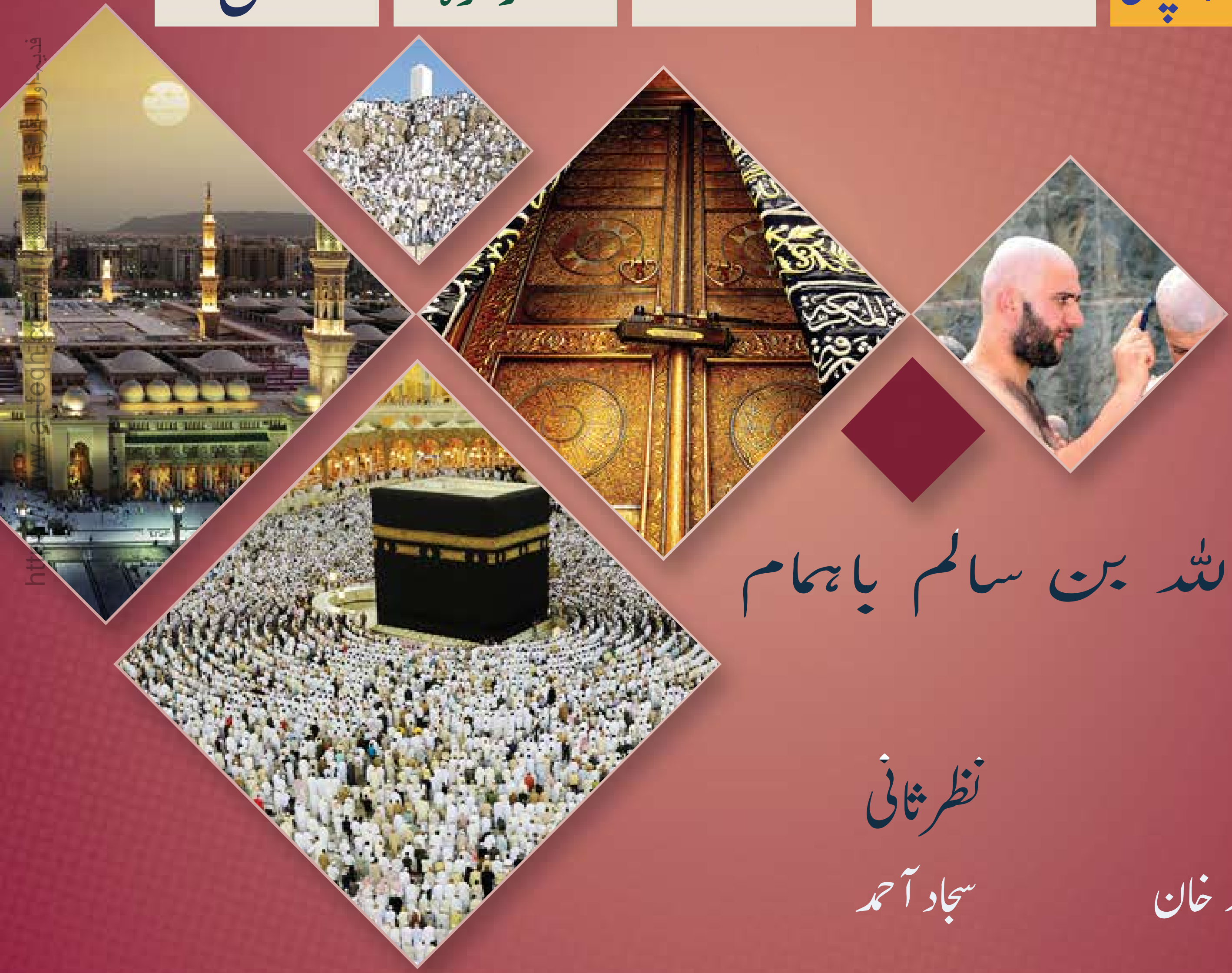

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

فدیہ اور قربانی کا بیا ن

۹ فدیۃ اور قربانی کا جانور

پہلے نمبر پر فدیۃ

فدیۃ

جو حاجی یا عمرہ کرنے والے پر واجب چھوڑنے یا ممنوع عمل کرنے کی وجہ سے واجب ہو جاتا ہے۔

واجب چھوڑنے کی وجہ سے فدیۃ کے وجوب کا بیان

جس نے حج یا عمرہ کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوڑ دیا جیسا کہ اگر کسی نے مزدلفہ میں رات کے قیام یا سر منڈوانا یااس کے علاوہ کوئی اور واجب چھوڑ دیا تو اس پر فدیۃ واجب ہے اور وہ خون بہا ہے۔

دم اونٹ یا اونٹنی کا ساتواں حصہ یا گائے کا ساتواں حصہ یا ایک سال کی بکری یا چھ ماہ کے دنبے کو کہتے ہیں جو کہ حرم مکی میں ذبح کیا جائے گا اور فقیروں میں تقسیم کیا جائے گا۔

اور اگر اسکو کچھ بھی نہیں ملا تو وہ دس روزے رکھے گا تین روزے حج کے دوران اگر رکھ سکےاور سات روزے گھر لوٹ کر، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں (جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے تو حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں ، یہ پورے دس ہو گئے یہ حکم ان کیلئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں ، لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے)

ممنوع فعل کے ارتکاب کا فدیۃ

ا۔ سلے ہوئے کپڑے پہننے کا فدیۃ ، سر ڈھانپنے کا فدیۃ، خوشبو لگانے سر منڈوانے ، اور ناخن تراشنے کا فدیۃ

اس فدیۃ کو تین چیزوں میں سے چنا جائے گا:

ا۔ تین دن روزے رکھنا ۔

۲۔ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ، ہر مسکین کو چاول یا اسکے مثل میں سے نصف صاع دیا جائے گا۔

۳۔ بکری ذبح کا کرنا۔

اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے(اور اپنے سر نہ منڈواو جب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے البتہ تم میں سے جو بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو جس کی وجہ سے سر منڈوئے تو اس پر فدیۃ ہے خواہ روزے رکھ لے خواہ صدقہ دے ، خواہ قربانی کرے) پس اگر کسی آدمی نے قصدا ممنوع پانچ کاموں میں سے کوئی کام کر ڈالا یا کسی تکلیف یا اذیت کی وجہ سے کرنے کی ضرورت پیش آئی تو کر ڈالا جیسا کہ حضرت کعب نے کیا تھا پس وہ فدیہ دیگا اور اگر اسے فدیہ الاُذی کہتے ہیں۔

اور اگر کسی نے ان ممنوع پانچ کاموں کا غلطی سے ارتکاب کر ڈالا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔

مندرجات/مشتملات

فدیۃ

فدیۃ کی تعریف

واجب ترک کرنے کا فدیۃ

ممنوع کام کرنے کا فدیۃ

قربانی کا جانور

ھدی کی تعریف

ھدی کی اقسام

ھدی ذبح کرنے کی جگہ

ھدی ذبح کرنے کا وقت

https://www.al-feqh.com/ur/فدیہ-اور-قربانی-کا-بیان

https://www.al-feqh.com/ur

۲۔شرمگاہ کے علاوہ مباشرت کا فدیہ پہلی حلت کے بعد جماع کرنے کا فدیہ

اور یہ پہلے گزرے ہوئے فدیہ الاذی کی طرح ہے

۳۔پہلی حلت سے پہلے جماع کرنے کا فدیہ

اور یہ اونٹ کا ذبح کرنا ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو دوران حج تین روزے رکھے اور سات روزے گھر واپس آکر رکھے، اور اسکا حج فاسد ہو جائے گا اور اس پر لازم ہے کہ وہ اسے مکمل کرے اور آئندہ سال اسکی قضاء کرے۔

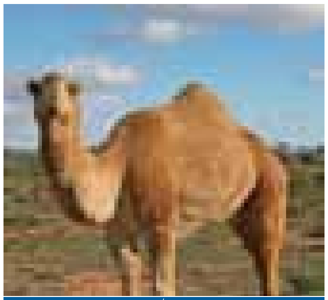

اونٹنی

بکری

۴۔عمرہ میں جماع کرنے کا فدیہ

اور وہ بکری ذبح کرنا ہے اور اسکا عمرہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر اسکی قضاء کرنا لازم ہے۔

۵۔شکار کو قتل کرنے کا فدیہ

اگر شکار کا مثل پایا جائے تو پھر اسکے لیے اختیار ہے اسکا مثل دے یا اسکی ریال میں قیمت لگائے میں جن سے کھانا خریدے اور کھانا مدوں میں تقسیم کردے اور ہر مسکین کو دو مد کھانا کھلائے یا ہر دو مدوں کے بدلے ایک روزہ رکھے اور صید مثل سے مراد ہے کہ اسکی بعض یا بالکل قریب کی مشابہت پائی جائے اس سے مراد مکمل طور پر مماثلت نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے مثال کے طور پر اگر اس نے شتر مرغ شکار کیا تو اس پر ایک اونٹ لازم ہے کیونکہ اس میں اونٹ کی مشابہت پائی جاتی ہے یا پھر اسکی قیمت لگوائے گا اور پھر اسکی قیمت کے بقدر کھانا یعنی چاول یا گندم وغیرہ خریدے گا اور پھر ہر مسکین کو اس میں سے دو، دو مد دے گا یا ہر دو مدوں کے بدلے ایک روزہ رکھے گا۔

قربانی کے احکام

اور حاجی چاہے قارن ہو یا متمتع اسکے لیے ھدی کو ذبح کرنے کیلئے وکیل بنانا جائز ہے اگر تو وکیل سچا امانت دار ہو اور افضل یہ ہے کہ اسے سنت سمجھ کر حاجی خود ہی کرے نبی اکرم ﷺ کے عمل کیوجہ سے قربانی کے بدلے فدیہ نہیں دیا جا سکتا کیونکہ فدیہ تمتع کیلئے ہے جبکہ قربانی حجاج اور اسکے علاوہ کیلئے سنت ہے۔

سلے ہوئے کپڑے پہننے کی صورت

بالوں کا سر کیساتھ چپکے ہوئے کپڑے کی صورت

خوشبو لگانا

سر کا حلق کرنا

ناخن کاٹنے کا باتصویر طریقہ

https://www.al-feqh.com/ur/فديہ-اور-قرباني-کا-بيان

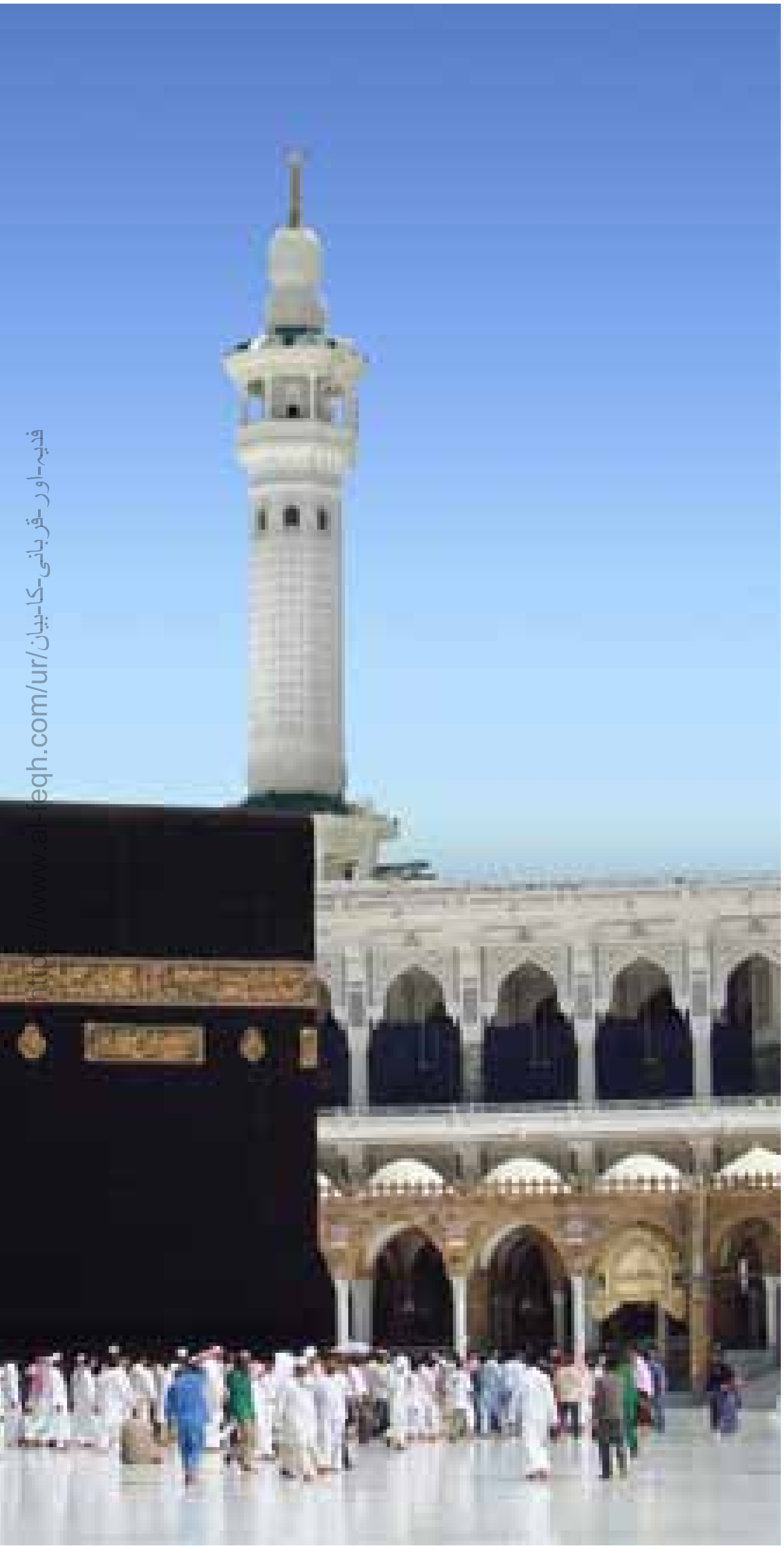

اور اگر شکار کا کوئی مثل چوپایوں میں نہ پایا جارہا ہو جیسے ٹڈی یا چڑیا تو پھر اسکے لیے اختیار ہے کہ انکی قیمت کے مثل کھانا خرید کے مسکینوں کو کھلاے یا ہر دو مدوں کے بدلے ایک روزہ رکھے جس کی قیمت دو عادل آدمی مقرر کریں۔

حج اور عمرہ میں نکاح کا عقد کرنا ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی اسمیں فدیہ ہے۔

دوسرے نمبر پر قربانی کا جانور

قربانی کا جانور

چوپایوں میں سے جو بیت اللہ کی طرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ہانکا جائے یا تمتع اورقران اور احصار کی وجہ سے واجب ہوجائے۔

ھدی کی قسمیں

ا۔تمتع اور قران کی ھدی

متمتع اور قارن پر ھدی واجب ہے اور وہ ایک بکری یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ہےاگر یہ نہ میسر ہوں تو دس دن کے روزے رکھے جن میں سے تین تو دوران حج اور سات واپس گھر آنے پر اور یہ اس پر واجب ہے جو اھل مکہ میں سے نہ ہو، اگر اھل مکہ میں سے ہو تو اس پر نہ تو ھدی لازم ہے اور نہ روزے۔اللہ تعالی کے قول کیوجہ سے: (تو جو شخص عمرے سے لیکر حج تک تمتع کرے بس اسے جو قربانی میسر ہو اسے کر ڈالے جسے طاقت ہی نہ ہو وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھ لے اور سات واپسی میں یہ پورے دس ہوگئے یہ حکم ان کیلئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہ ہوں)

۲۔ نفلی ھدی

اور وہ یہ ہے کہ جو حج افراد یا عمرہ کرنےوالا ثواب کی نیت سے دے یا متمتع یا قارن واجب پر زائد دے، یا جس کو بھیجا ہو غیر محرم نے مکہ کیطرف تاکہ اسکو اللہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے ذبح کیا جائے، اور

https://www.al-feqh.com/ur/فدیہ-اور-قربانی-کا-بیان

https://www.al-feqh.com/ur

تحقیق (نبی اکرم ﷺ نے سو/۱۰۰ اونٹوں کی قربانی کی تھی)[1]

نفلی وتمتع وقران کی قربانی کرنے والے کیلئے اس میں سے کھانا جائز ہے ، بلکہ نفلی قربانی میں سے کھانا مستحب ہے ؛ حضور ﷺ کے عمل کیوجہ سے (آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے کچھ حصہ لیا جائے پھر اسے پکا کر اسکے شوربے میں سے پیا جائے)[2]

۳-احصار کی ھدی

احصار وہ حج یا عمرہ یا دونوں کے پورا کرنے سے رکا جانا ہے۔

پس جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا پھر اسکو دشمن نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے روک دیا یا کوئی اور واقعہ پیش آگیا کہ وہ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکا تو وہ ھدی کر اسی جگہ ذبح کرے، پھر اپنا احرام اتار دے ؛ اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے : (پس اگر تم روک دیئے جاو تو ھدی میں سے جو میسر ہو ادا کر و

اور احصار کی ھدی ایک بکری یا اونٹ کا ساتواں حصہ یا گائے کا ساتواں حصہ ہے۔

ھدی کو ذبح کرنے کی جگہ

تمتع اور قران اور تطوع کی ھدی حرم کی حدود کے اندر ذبح کی جائے گی۔ اور اسکے مسکینوں میں تقسیم کی جائے گی پس اگر حرام کی حدود سے باہر ذبح کیا تو ادائیگی نہیں ہو گی۔

اور احصار کی ھدی اسی جگہ ذبح کی جائے گی جہاں اسکو روکا گیا ہے۔

قربانی ذبح کرنے کا وقت

۱-حج تمتع ، قران اور نفلی کی قربانی کا بیان

قربانی کا وقت نحر کے دن عید کی نماز کے بعد سے شروع ہوتا ہے ایام تشریق کے آخری دن غروب آفتاب تک ہوتا ہے ، اور وہ تیرہویں کا دن ہے۔

۲-احصار کی قربانی

اسکا وقت احصار کے وقت سے ہے

(۱) یہ بخاری کی حدیث ہے

(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/فديہ-اور-قرباني-كا-بيان

عبادات کی با تصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

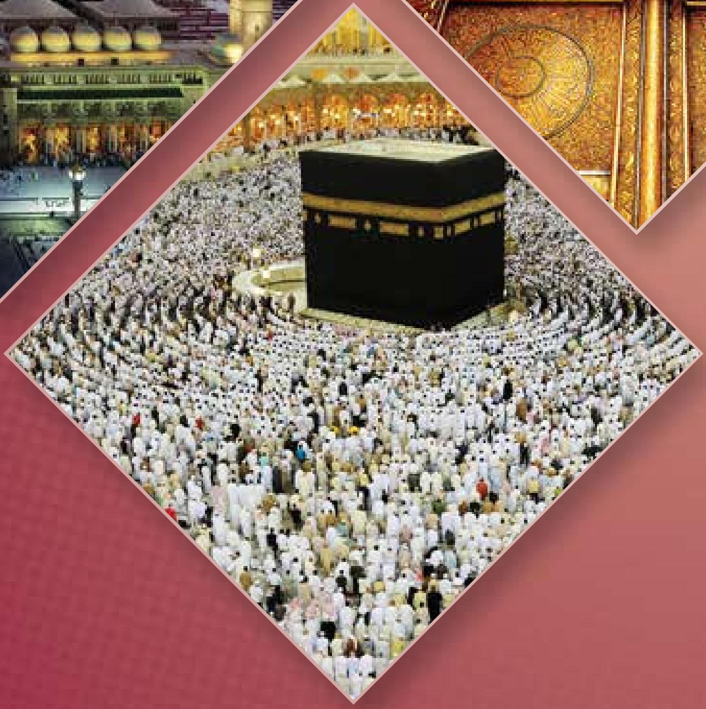

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم

ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی

سجاد آحمد

قربانیا ں

قربانی

مندرجات/مشتملات

قربانی کی تعریف
قربانی کا حکم
قربانی ذبح کرنے کا وقت
قربانی میں قابل قبول جانور
قربانی میں قابل قبول عمر
بہترین قربانی
قربانی کے جانوروں کے عیوب
قربانی کی تقسیم

قربانی

یہ ہے کہ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کیلئے جو جانور ذبح کیا جائے۔

قربانی کا حکم

یہ سنت مؤکدہ ہے اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے: (اپنے رب کیلئے نماز پڑھواور قربانی دو)، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دو دھاری دار سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی دی آپ ﷺ نے انکے گدی پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ اور تکبیر کیساتھ ذبح کیا۔[۱]

جانور کو ذبح کرنے کا وقت

قربانی والے دن عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کے آخری دن سورج غروب ہونے تک رہتا ہے، ایام تشریق ذی الحجہ کے تین دنوں (۱۱، ۱۲، ۱۳) کو کہتے ہیں۔

(۱) یہ ترمذی کی حدیث ہے

قربانی کے جانوروں میں سے جو کفایت کرتے ہیں

ایک بکری ایک شخص کیلئے کافی ہو جائے گی، اور قربانی کے اجر میں جس کو چاہے شریک کرے؛ آپ ﷺ نے جب قربانی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا(اے اللہ اسے محمد ﷺ کی طرف سے قبول کر آل محمد کی طرف سے قبول کر اور امت محمد کی طرف سے قبول کر)۔[۲]

ایک بیل اور اونٹ سات آدمیوں کیلئے کفایت کرتا ہے اور اونٹنی میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور یہی حکم گائے کا بھی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور بیل میں سات آدمی شریک ہوں اور اونٹنی کے بارے میں بھی یہی حکم دیا ہے۔[۳]

(۲) یہ متفق علیہ حدیث ہے
(۳) یہ مسلم شریف کی حدیث ہے

https://www.al-feqh.com/ur/قربانیاں

https://www.al-feqh.com/ur

قربانی کے جانور کی عمر

بھیڑ اور دنبہ ٦ ماہ سے کم نہ ہو۔

بکرا اور بکری ایک سال سے کم نہ ہو۔

گائے اور بیل دو سال سے کم نہ ہو۔

اونٹ اور اونٹنی پانچ سال سے کم نہ ہو۔

بہترین قربانیوں کا بیان

بہترین قربانی اونٹ ہے جب کہ پورا کا پورا ایک شخص قربان کرے کیونکہ مہنگا بھی ہے اور فقراء کیلئے زیادہ گوشت بھی میسر ہو گا ، پھر پوری گائے یا بیل کا درجہ ہے پھر بکری ، بھیڑ ، دنبہ اور اسکے بعد اونٹ کا ساتواں حصہ اور پھر بیل یا گائے کا ساتواں حصہ ہو۔

عیب دار قربانی کے جانور

ا-وہ عیوب جو قربانی میں مانع ہیں[۱]

کانا جانور

(ا) وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں ہے

https://www.al-feqh.com/ur/قربانیاں

اور وہ یہ ہے کہ اسکی آنکھیں بھینگیں ہوں اور اسمیں اندھا بھی شامل ہے

لنگڑا ولولا جانور

یہ وہ جانور ہے کہ جواتنا کمزور کہ وہ چلنے پر بھی قادر نہ ہو۔

پاگل

اور پاگل جانور کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

ایسا بیمار جانورکہ اسکا مرض صاف نظر آ رہا ہو

اور اسکی دلیل حضرت براء بن عازب کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے جس کا کانا پن واضح ہو اور نہ لنگڑے جانور کی جسکا لنگڑا پن واضح ہو اور نہ بیمار جانور کی جسکا مرض واضح ہو، اور نہ ہی ایسے جانور کی جو کمزوری کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکتا ہو۔)[1]

۲-وہ عیوب جو قربانی کیلئے مانع نہیں ہیں۔

دم کٹا

جس کی کوئی پونچھ نہ ہو۔

بغیر سینگوں والا

جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں۔

خصی

وہ دنبی جس کے خصیتین کاٹ دیے گئے ہوں۔

اگر جانور کے کان میں چھوٹا سا سراخ ہے یا کان معمولی کٹا ہوا ہے تو اسکی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ، مذکورہ بالا احکام حج کی قربانی کے ہیں فدیہ اور ھدی کے جانوروں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

(۱) یہ مسلم کی روایت ہے۔

پاگل جانور

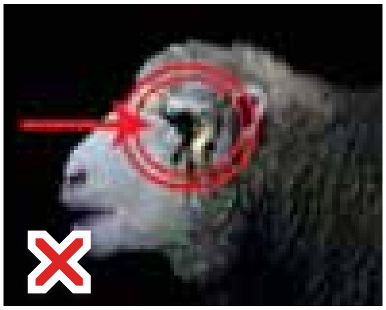
کانا جانور

لنگڑا جانور

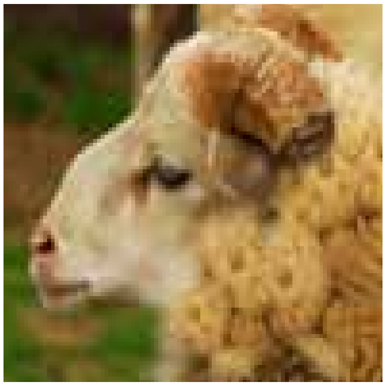
وہ جانور جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں۔

بغیر سینگوں والا جانور

دم کٹا جانور

https://www.al-feqh.com/ur/قربانیاں

https://www.al-feqh.com/ur

https://www.al-feqh.com/ur/قربانیاں

قربانی کے گوشت کی تقسیم

قربانی کرنے والا اپنی قربانی کا ثلث گوشت خود استعمال کرے اور ثلث ھدیہ کر دے اور باقی ثلث صدقہ کرے اگر وہ تمام گوشت صدقہ کردے تو افضل ہے اور اگر ثلث سے زیادہ خود استعمال کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ

جب کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ذی الحجہ کے پہلے عشرۃ میں اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے حضرت ام سلمۃ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی شخص قربانی کا ارادہ کرے تو ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں اپنے ناخن اور بال نہ کاٹے ۔[1] اور نہ اپنے جیسے آل و اولاد جس شخص کی طرف سے قربانی دی جا رہی ہو تو اسکے لیے یہ تمام کام حرام نہیں ہیں ۔

(۱) یہ مسلم کی روایت ہے۔

عبادات کی با تصویر فقہ

احکام اسلام کی آسان تعلیم

طہارہ / پاکی | نماز | روزہ | زکوۃ | حج

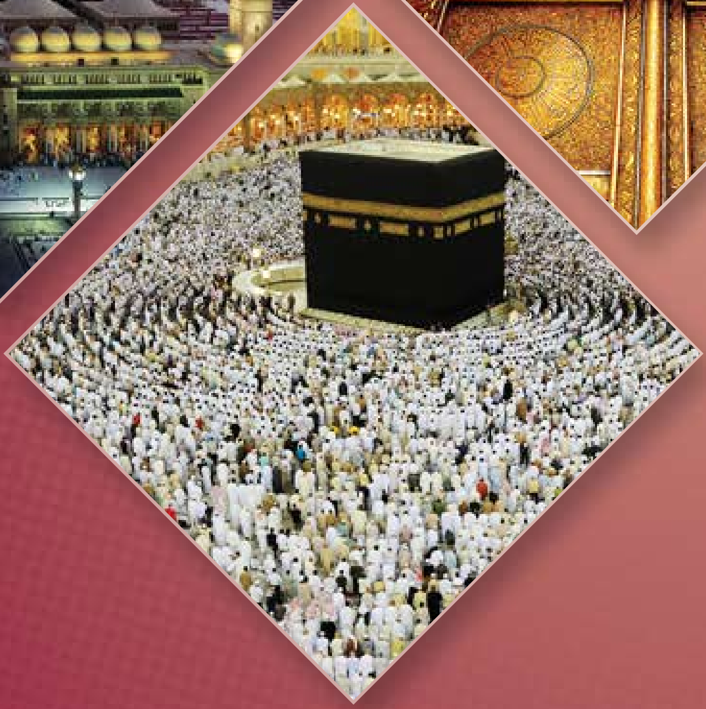

د. عبداللہ بن سالم باہمام

مترجم
ڈاکٹر حبیب اللہ خان

نظر ثانی
سجاد آحمد

مدینہ کی زیارت کی فضیلت اور
اسکی جگہ کا بیا ن

مدینہ منورہ کی زیارت ، اسکی فضیلت اور اسکی جگہ

مندرجات/مشتملات

مدینہ منورہ کے نام
مدینہ منورہ کی فضیلت
مدینہ منورہ کی خصوصیات
مسجد نبوی ﷺ کی زیارت کا حکم
زیارت کے احکام اور اسکے آداب
زیارت کے دوران سرزدہونے والی خطائیں اور تنبیھات

مدینہ منورہ کے نام

۱. مدینہ منورہ

اللہ تعالٰی کا قول: (اگر ہم اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا)

۲. طابہ

حضرت جابر بن سمرۃ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (کہ اللہ تعالٰی نے مدینہ منورہ کا نام طابہ رکھا ہے)۔[۱]

۳. طیبہ

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مدینہ پاک ہے یہ گناہوں کو اس طرح پاک کرتی ہے جس طرح آگ چاندی کی گندگی کو صاف کرتا ہے۔[۲]

مدینہ منورہ کی فضیلت

حضرت سعد بن ابی قاص سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (مدینہ منورہ انکے لیے بہتر ہے اگر وہ جانتے کوئی بھی شخص مدینہ منورہ سے اعراض کرتے ہوئے اسکو چھوڑ دے تو اللہ تعالٰی اس سے بہتر شخص اس میں داخل کر دے گا، جو بھی شخص اسکی سختیوں پر صبر کرے تو قیامت کے دن میں اسکا شفیع اور گواہ ہونگا۔[۳]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم ملا ہے جو تمام بستیوں پر غالب ہے اور لوگ اسکو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے جو کہ لوگوں کو صاف کرتی (یعنی شرپسند لوگوں کو جدا کرتی ہے) جیسے کہ لوہار کی پھونکنی لوہے کو گندگی سے صاف کرتی ہے۔[۴]

مدینہ منورہ کی خصوصیات

۱-مدینہ منورہ پرامن حرم ہے دو پہاڑ عیر اور ثور کے درمیان واقع ہے جسکے درخت نہیں کاٹے جاتے اور نہ ہی اس میں شکار کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا : مدینہ عیر پہاڑ سے لیکر ثور پہاڑ تک حرم ہے جس شخص نے مدینہ میں بدعت یاگناہ کے کام کیے یاگناہ کرنے والے

(۱) یہ مسلم کی روایت ہے۔
(۲) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔
(۳) یہ مسلم کی روایت ہے۔
(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

https://www.al-feqh.com/ur/مدینہ-منورہ-کی-زیارت-اور-اسکی-فضیلت-اور-اسکی-جگہ

https://www.al-feqh.com/ur

کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی ،فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے نہ نفلی عمل قبول کریں گے نہ ہی فرض عمل۔[۱]

جبل ثور

جبل عیر

اور آپ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا جیسے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جیسے کہ ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے اسکے لیے اسکے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی ہے (یعنی ہر چیز میں برکت کی دعا کی ہے)۔ جیسے کہ ابراھیم ؑ نے مکہ کیلئے دعا کی تھی ۔[۲]

(۱) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے

مکہ کے حرم ہونے اور مدینہ کے حرم ہونے میں فرق۔

یہ ہے کہ مکہ کاحرم ہونا نص اور اجماع کیساتھ ثابت ہے اور مدینہ کے بارے میں ائمۃ کا اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے۔

۲-مسجد نبوی ﷺ میں نماز کا ثواب دوگنا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔[۳]

۳-کیونکہ مدینہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اس لیے اس میں نماز پڑھنا مسنون ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔[۴]

۴-مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی طاعون کی بیماری۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (دجال مدینہ کی طرف آئے گا پس وہ فرشتوں کو پائے گا

(۳) یہ بخاری کی حدیث ہے
(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے

https://www.al-feqh.com/ur/مدینہ-کی-زیارت-کی-فضیلت-اور-اسکی-جگہ-کا-بیان

https://www.al-feqh.com/ur

جو اسکی حفاظت کر رہے ہوں گے، انشاء اللہ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوگا)۔[۱]

اور آپ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا جیسے کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، عبد اللہ بن زید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جیسے کہ ابراھیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے اسکے لیے اسکے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی ہے (یعنی ہر چیز میں برکت کی دعا کی ہے)۔ جیسے کہ ابراھیم ؑ نے مکہ کیلئے دعا کی تھی۔[۲]

مکہ کے حرم ہونے اور مدینہ کے حرم ہونے میں فرق۔

یہ ہے کہ مکہ کا حرم ہونا نص اور اجماع کیساتھ ثابت ہے اور مدینہ کے بارے میں ائمۃ کا اختلاف ہے، اور صحیح یہ ہے کہ مدینہ حرم ہے۔

۲۔ مسجد نبوی ﷺ میں نماز کا ثواب دوگنا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا اور مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا افضل ہے سوائے مسجد حرام کے۔[۳]

۳۔ کیونکہ مدینہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اس لیے اس میں نماز پڑھنا مسنون ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔[۴]

۴۔ مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی طاعون کی بیماری۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (دجال مدینہ کی طرف آئے گا پس وہ فرشتوں کو پائے گا جو اسکی حفاظت کر رہے ہوں گے، انشاء اللہ مدینہ میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوگا)۔[۵]

(۱) یہ ترمذی کی حدیث ہے
(۲) یہ بخاری کی حدیث ہے
(۳) یہ بخاری کی حدیث ہے
(۴) یہ حدیث متفق علیہ ہے
(۵) یہ ترمذی کی حدیث ہے

صارف دوست ویب سائٹس